ت باقی باللہ رحمہ اللہ

یعنی

ورسائل و ملفوظات و مکتوبات

Ketabton.com

مرتبہ

سن زید فاروقی صاحب نقشبندی ...وی

(c) ketabton.com: The Digital Library

۱۰/-

بحث سماع صد ۱۲۰ حدیث فان ذکرنی فی نفسه الخ کا مطلب صد ۸۱

۸۸ - اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری -

۱۵۰ - سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم که مرشد اعظم جامع الله است

۱۵۰ - در کسوت بشریت در آمد

۱۶۰ - کلام حضرت شیخ مقتبس از مشکوٰة نبوی است صلی الله علیه وسلم

۱۶۲ - تخلقے از اخلاق الہیہ متحقق گشت

۱۷۳ - محمد احمد بلا میم ست اور با خاکیاں چہ نسبت

۲۰۸ - نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۲ - زمین بوس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

وهو السمیع البصیر

کمثله شی

لیس

اور دریتیم ست

(c) Rekhta.org : The Digital Library

محمد عبد الغفور قادری رضوی غفرلہٗ

کلیاتِ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

مجموعۂ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

مرتّبہ

مولانا ابو الحسن زید فاروقی صاحب نقشبندی مجدّدی

و

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم اے پی ایچ ڈی (علیگ)

باعانت محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

طابع ——— ملک محمد عارف

ناشران ——— ملک دین محمد اینڈ سنز
بہ اعانت
محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

مقامِ اشاعت ——— اشاعت منزل، بل روڈ، لاہور

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس، لاہور

قیمت ——— دس روپے ستر پیسے بلا جلد
قیمت مجلد دس روپے ۱۵-۰۰

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فہرس

دیباچہ

مقدمہ — عبدالمجید یزدانی — ۱

مختصر احوال — ابوالحسن زید فاروقی دہلوی — ۷

۱- ملفوظات — ۱۷

۲- مکتوبات — ۶۹

۳- رسائل — ۱۴۵

ا- دربیان حقیقتِ نماز — ۱۴۷

ب- صورتِ نماز — ۱۴۹

ج- مختصر بیان توحید — ۱۵۰

د- معنی أَعُوْذُ — ۱۵۱

ہ- معنی بسم اللہ و سورۃ فاتحہ — ۱۵۵

و- بیان سورۃ والشمس — ۱۵۹

ز- بیان سورۃ اخلاص — ۱۶۴

ح- بیان سورۃ الفلق — ۱۶۵

ط- بیان سورۃ النّاس — ۱۶۷

ی- ترجمہ دعائے قنوت — ۱۶۹

ک- بیان آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ، آیہ أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ — ۱۶۹

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ل ۔ رسالہ در شرح رُباعیات موسومہ بسلسلۃ الاحرار ۱۷۲

۴ ۔ مجموعۂ کلام ۱۹۱

ا ۔ مثنوی قبل از زمانِ درویشی ۱۹۴

ب ۔ مثنوی گنجِ فقر ۲۰۱

ج ۔ ساقی نامہ ۲۳۷

د ۔ سلسلہ پیرانِ طریقت ۲۴۲

ہ ۔ تاریخ تولّد ہر دو پسرانِ مبارک ۲۴۸

و تاریخ تولّد خواجہ محمد عبداللہ ۲۴۸

ز ۔ رباعیات، فردہا ۲۵۵

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

مقدّمہ

(محمد عبدالمجید یزدانی ریسرچ سکالر شعبۂ تعلیم و مطبوعات محکمۂ اوقاف حکومتِ مغربی پاکستان لاہور)

یوں تو کسی بھی مصنّف کی نثری یا شعری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحبِ تخلیق ایک آگاہِ راز سالک، ایک باعمل صوفی اور ایک صاحبِ مقام ولی و بزرگِ دین بھی ہو ۔۔۔ اور پھر یہ وادی سراپا خارزار بن جاتی ہے جب تبصرہ نگار ہیچمدان ہونے کے علاوہ تردامن رُوسیاہ بھی ہو اور تردامنی بھی وُہ نہیں کہ ع دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔ بلکہ وُہ کہ ذوقِ عصیاں ہی سرمایۂ زیست اور متاعِ حیات ہو ؎

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں ہماری خامہ فرسائی گویا جگ ہنسائی کا اہتمام ہے۔ "اہلِ جرح" کی ناوک اندازیاں ہونگی اور ہمارا دلِ داغدار کہ زخم کھانا اور لذّت اُٹھانا ہی جس کا منتہائے مقصود ہے ؎

کیوں نہ ہوں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم
آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے

حق تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نثری تحریروں کا نچوڑ ایک جملے میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ "بیانِ توحید باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں جاری و ساری ہے ۔۔۔" اسی ایک گلِ خوش رنگ کا مضمون ہے جسے انہوں نے سو نہیں ہزار ڈھنگ سے باندھا ہے ع

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

لیکن میں نے ذوقِ حضوری کی خاطر اس حکایتِ لذیذ کو ایک حد تک طول دے دیا ہے۔ حضرتِ خواجہؒ کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت لینے کی کوشش سوءِ ادب ہے۔ جہاں مصنّف کا مقصدِ تحریر یہ نہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جائیں، انشاپردازی کے جوہر

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

دکھائے جائیں، نازک خیالیوں اور رنگین بیانیوں سے ذہنوں کو محظوظ و برانگیختہ کیا جائے ــــــ بلکہ اس کے برعکس جہاں نثر کے ساتھ شعر کو بھی قصداً ذریعہ ابلاغ ٹھہرایا جائے۔ اور جہاں تحریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہو اور مقصد بھی خالص دینی و مذہبی ہو وہاں نظم و نثر کو جانچنے کے "فنی" اصول اور تنقیدی پیمانے کہاں ساتھ دے سکتے ہیں ــــــ جہاں صریرِ خامہ نوائے سروش اور ندائے غیب کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جرح کا کیا کام؟ جہاں ہر لفظ پر ایک بھرپور شخصیت کی جھلک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہو وہاں حسنِ تحریر اور حسنِ بیان کی حیثیت ثانوی بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو نگاہیں اسی عکسِ روح پرور کے خدوخال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظارۂ جمال کی فرصت بھی میسر نہیں آنے پاتی ؎

نظارۂ جمال کی فرصت کہاں ملی　　　محفل کا اُن کی جاہ و حشم دیکھتے رہے

پس حضرت خواجہ کی نظم و نثر کا ذکر آپ کی حیاتِ بابرکات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید یہی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہرحال "کیسے کہا" کے بجائے "کیا کہا" ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پر مشتمل کوئی مکمل یا باقاعدہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری یوں بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلاً خواجگانِ نقشبندیہ کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزواً آجاتا ہے، اولیائے کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تر آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زبدۃ ابوالخیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی۔ ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا حق ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر حوالے مرتب نے دیئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر مواد تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف "رودِ کوثر" میں بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہرحال دو ہفتے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری جہالت و نادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدھم ضرور پڑ گئی ہوگی۔

نام و ولدیت آپ کا اسمِ گرامی محمد الباقی تھا۔ والدِ ماجد کا نام قاضی عبدالسلام سمرقندی بتایا

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

گیا ہے اور بعض جگہ "قریشی" کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکا میں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحبِ حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

نسب یہ عنوان قائم کرتے ہوئے مجھے ندامت سی محسوس ہو رہی ہے نہیں معلوم کہ کسی صاحبِ کمال کا تذکرہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصوّر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عظمت و فضیلت، کسبِ کمال کی مرہونِ منّت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتّبِ کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جامی کا یہ شعر بھی نقل کر دیا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

بہرحال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سیّد نہیں تھے بلکہ تُرک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلج سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسرے دعوے کی رُد سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور خلجی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلج خود ہی خلجان میں پڑ گیا تو پھر ترک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جائے؟ اس ضمن میں خواجہؒ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں ؎

گل شکرے بوالعجبے دست داد | شکّر ہندی و گل ترک زاد
بلکہ ز کشمیر گل زعفران | شد شکر آلودۂ ہندوستان

دراصل یہ جو استعارہ و تشبیہ کی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں، ولادتِ فرزند پر اظہارِ مسرّت کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسب نسب کی نشاندہی کرنا نہیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادیّت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوگا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو مشعلِ راہ بنانے کی تلقین کی جائے کہ "تم میں وہی برگزیدہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں"۔ اور دوسری طرف "خلجی" و "ترک زاد" ہونے پر اظہارِ فخر کیا جائے! اگر کہیں ان کا سبطِ سادات ہونا ثابت ہوتا بھی ہے تو وہاں یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے کہ "سبط" عربی میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصوّر کیا جائے کہ راقم کو خواجہؒ کے سیّد ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جتلانا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بحث ہی سرے سے بیکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیاء کی تعلیمات کے منافی ہے

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

جن کی زندگیاں انہی بُتانِ رنگ و خوں کو توڑنے میں صرف ہوگئیں ۔

لقب

باقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیئے ۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتباعِ کامل کی بدولت بجز حق سبحانہ تعالیٰ اور کوئی مطلب ہی نہ تھا پس باقی باللہ کہلاتے ۔ اس کے علاوہ آپ کو "بیرنگ" بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی ۔

ولادت و وفات

حضرت خواجہ کا سالِ ولادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء ہے ۔ اور یہی سالِ ولادت آپ کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ امامِ ربانی حضرت احمد سرہندی مجددِ الفِ ثانی کا بھی ہے ۔ اللہ اللہ کیا اتصالِ روحانی ہے ؎

تیرے جلووں کو دیکھیں اور مرے دل کی طرف دیکھیں
کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے

سالِ وفات ۱۰۱۲ ہجری یعنی ۱۶۰۳ء ہے ۔ گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اور بس ایک رباعی میں بڑے لطیف پیرائے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے ؎

صحرا نشیں ز سیلِ حذر کن کہ آستیں — تر می کنم بہ گریہ و افسردہ می روم
آں گلبنم بہ باغِ تو کز یک نسیمِ لطف — نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

تعلیم و تربیت

خواجہ کو ابتدا ہی سے حصولِ علم کا شوق بحدِ جنون تھا چنانچہ حصولِ علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے ۔ لیکن ایک مجذوب نے ایک دن بڑے معنی خیز انداز میں یہ کہہ کر کہ ؎

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدا را
آئینۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست[1]

آپ کی دُنیا ہی بدل ڈالی ۔ اب آئینۂ دل کو دیکھنے کی دُھن سوار ہوگئی ، اور نجانے کہاں کہاں لئے پھرتی رہی ، ایک بیقراری تھی کہ چین نہ لینے دیتی تھی ؎

بار بار اس کے در پہ جاتا ہُوں — حالت اب اضطراب کی سی ہے

کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری دی ۔ اور کتنی ہی بشارتوں سے سرفراز ہوئے ۔ اور آئینۂ

---
[1] رودِ کوثر

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

دل کو اتنی جلا دی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا۔ خود لکھتے ہیں: "ہر گاہ ملامتے می رسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را موعظۂ غیبی میدانیم" ــــ اللہ اللہ کیا مقام ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفرؔ نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

تربیت کے سلسلے میں متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ مکتوبات میں فرداً فرداً سب کے نام گنوائے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو:

"......... پیر سہ است، پیرِ خرقہ، پیرِ تعلیم، پیرِ صحبت ....
اگر کسے از پیرِ صحبت بہ راہِ صحبت بکمال رسیدہ باشد اورا بہ پیرِ تعلیم کہ تلقینِ ذکر ازو بگیرد حاجت نبود، مثلاً شخصے کہ بمنزل رسید بعد از اں اورا باسب خریدن حاجت نباشد۔"

اسی لگن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند عالمِ ازخود رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیضِ روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم ادھوری رہی لیکن یہ ادھوری ہے تو پھر پوری کسے کہتے ہیں!

خلافت

ماوراالنہر کے صوفی درویش خواجہ امکنگی نے عالمِ خواب میں کہا:

"ہماری آنکھ تمھاری راہ پر لگی ہے۔"

اور انھوں نے خلیفہ بنا کر آپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقۂ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشد ان کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ بعینہٖ یہ صورت خود خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطائے خرقۂ خلافت کی تھی۔ کہ خلافِ عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، اور پھر اور بھی زیادہ خلافِ معمول استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دو اڑھائی ماہ میں طے کرا دیں۔ اور اس کا اعتراف بکمال عقیدت حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ورودِ ہند

حضرت خواجہ کی چہل سالہ حیاتِ بابرکت کا مہتم بالشان واقعہ ان کا سرزمینِ ہند میں تشریف لانا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انھیں یہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ کو ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نقاد و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ سائنٹیفک بنانے کی دھن میں اس پہلو سے ذرا گریز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ یوں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے خدا، نادیدہ فرشتوں، اور وحی و الہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت کے ذکر سے کیوں شرمائیں؟ حقیقی نائبانِ رسول سے دنیا کب خالی رہی ہے؟ مصلحین کے زندہ نمونے ہی تو سنتِ الٰہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں —— پس اس نظامِ ظاہری کے علاوہ کوئی تو نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیت قعرِ مذلت میں گر کر پھر سے کھوئے ہوئے راستوں کو پا لیا کرتی ہے۔ اور سیاہ خانے پھر سے منور ہو جاتے ہیں۔ ثبوت و دلیل اور برہان و استدلال کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جسے وجدان کہتے ہیں، اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جس کے آگے سپر ڈال دیتی ہے ہم اس موضوع پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تاہم یہاں خود خواجہ کی تحریروں میں سے، دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"دیگر سید نجای کہ او در ترقی دارد، چوں در خدمت شما است چہ حاجت کہ ایں جا بیاید۔ اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزے دگر است

ع من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من"

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

"پیش ازیں بیک روز یک نوعے اشارت شد بآنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز ہمت بر ترقی شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ تقصیر نخواہیم کرد ——"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

Marfat.com

"اشارت خواجہ بزرگ براین است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگزاریم، ہر چند کہ ازیں جانب غافل نیستیم، چہ تواں کرد کہ ما را حسب دم تنہا ساختہ اند۔"

ان مثالوں سے جہاں ہمارے نقطۂ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے وہاں حضرت خواجہ کی (مقامات بلند پہ فائز ہونے کے باوصف) مسکینئ طبع کتنی روح پرور مگر رقت انگیز ہے۔ سبحان اللہ کرتے ہیں اس کی روحانی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم ــــ!

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر معاملے میں استخارہ کرنا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی رو سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پھر غایت انکساری کے علاوہ اُن کی ایک خاص بات "ستر احوال" ہے یعنی چھپاتے تھے اِن باتوں کو ــــ آخر کچھ تو تھا جسے چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین و ایمان کی بنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ یہ باتیں معدوم یا کالعدم نہیں ہیں ــــ اگرچہ صرف انہی پہ دار و مدار کرنا بھی ضروری و مناسب نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ــــ ورنہ خود خواجہ نے مولانا روم کا یہ شعر اس ضمن میں نقل کیا ہے ؎

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

بہر حال خواجہ کو حضرت امکنگی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پہ توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتنوں کا سدّباب ہونا تھا ــــ! چنانچہ حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ کشمیر اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعۂ فیروز شاہ میں تادم آخر مقیم رہے[1]۔ اس قلعہ کی فیروز بختی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہی وہ مرکز تجلیات تھا جو حضرت امام ربانی کے لیے تجلی گاہ ایمان و ہدایت بنا۔

---

[1] تذکرۂ اولیائے نقشبند

(c) ketabton.com: The Digital Library

مکمل و مفصل سوانح کی کمیابی

حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل حالاتِ زندگی اس لیے میسر نہیں کہ ہندوستان میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہوئی[1] اور وہ بھی اس وقت جب عہدِ اکبری کے مشہور مورخ وفات پا چکے تھے۔ خود انھوں نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بجائے تبلیغ و اشاعت دین پہ زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدتِ حیات بھی بہت مختصر رہی ورنہ شاید یہ پہلو اس قدر تشنہ نہ رہتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر ہی رہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جزواً یا ضمناً کیا جانے لگا۔ اور پھر ایک ایسے صوفیٔ باعمل کے حالاتِ زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ باطنی منزلیں طے کی ہوں جن کا علم سوائے اس کی ذات کے کسی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی تھی — دربار سے منسلک ہونا درکنار، اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شانِ استغنا کا یہ عالم کہ خان خاناں نے ایک لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے[2] — نواب مرتضیٰ خاں جو عموماً شیخ فرید کے نام سے مشہور ہیں امرائے وقت میں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بے دام تھے اور تحفظ دین کے لیے جو کچھ انھوں نے کیا خواجہ ہی کے فیض و برکت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امرا سے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی انھیں کوئی پروا نہ تھی۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"این جماعت کہ مصاحب باشد۔ ایشاں را نیز در صحبت دیگراں فرستیم و خود تجرد باشیم، مرضی ہست بایں اندیشہ بادشاہ را در خاطر نیارند۔"[3]

یہ الفاظ درحقیقت بڑے معنی خیز ہیں اور ممکن ہے ایک تازہ ترین بحث کے سلسلے میں کچھ کام آسکیں۔ ہم اس کا مختصر ذکر یہاں کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اکبری فتنۂ کفر و الحاد

حضرت خواجہ جب دہلی پہنچے تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ زوروں پر تھا اور دین الٰہی کا دربار اکبری میں طوطی بول رہا

---

[1] رودِ کوثر [2] تذکرہ اولیائے نقشبند [3] تو پھر مجدد الف ثانی کی گردن جہانگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟ [4] حیاتِ مجدد

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

تھا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال اُبھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟ مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا تاریخی طور پر اس کا تعلق عہدِ جہانگیری سے ہے۔ تو کیا خود اکبر کے عہد میں یہ بزرگ خاموش تماشائی ہی تھے ـــــــ؟ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اکبری کفر و الحاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا ـــ لیکن شیخ اکرام نے رودِ کوثر میں اس نظریہ کی صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمہ خود اکبری عہد کے امرا ہی نے کر دیا تھا۔ کیونکہ عوام میں یہ دین مقبول تھا ہی نہیں، صرف خواص تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے اور ان کے بعد حضرت مجددؒ کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ ہی دین الٰہی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے حیاتِ مجددؒ میں اکرام صاحب کے بیان کی پُر زور تردید کی ہے اور ایک طویل بحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں تلخی دبرہمی اعتدال سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ خصوصاً جہانگیر کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا ہے۔ بہر حال فرمان صاحب کا یہ کہنا بجا ہے کہ:

"اکبر کے مرنے کے ساتھ دین الٰہی کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمتِ عملی سے مُلک کے اندر جو بے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور طوفان سے سیلِ بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی تندی کو ترک کر کے سکون نہیں اختیار کر لیا تھا۔"[1]

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر مصنف رودِ کوثر کے خیال کی تائید و تصدیق بھی کرتا نظر آرہا ہے۔ کہ یہی بات تو وہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجددؒ نے "آگے چل کر اکبر کی پھیلائی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع کیا اور عہدِ جہانگیری کے رافضی رجحانات کا سدِّباب کیا۔ اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخیں بالکل خاموش نہ رہتیں، شیخ عبدالحق محدث اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے' اور خود جہانگیر حضرت کی ذات سے یوں بے خبر نہ ہوتا جیسا کہ تزک کے اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے۔"[2] اس ضمن میں کچھ عقیدتمند ول

[1] حیاتِ مجدد [2] رودِ کوثر

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکبر نے دربار سجایا، اس میں دین الٰہی کی برتری ظاہر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدی بنایا، جو بالکل ویران سا دکھایا گیا تھا لیکن حضرت مجددؒ وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دین الٰہی والا دربار تہ و بالا ہو گیا اور ہر چیز جڑ سے اُکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی ۔ اور دربار محمدی بالکل صحیح سلامت رہا[1] ۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو جہانگیر حضرت مجددؒ کی شان میں یوں گستاخی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا ۔ اکبر جیسے طاقتور مطلق العنان بادشاہ سے بزورِ شمشیر نپٹنا بہر حال صوفیائے کرام کا کام نہ تھا جس کا اظہار بلا تکلف حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے ۔۔۔ لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امرائے درباری تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجددؒ کا ہی نہیں بلکہ خواجہؒ کا بھی اثر تھا ۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر و الحاد کے سیلِ بے پناہ کو روکنے میں کامیاب رہے ۔ اور پھر خواص و امراء کے علاوہ حضرت مجددؒ نے عوام سے رابطہ قائم کر کے وسیع پیمانے پر ردِ بدعت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیائے مذہب کے باعث وہ مجددِ الف ثانی کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہیں ۔۔۔

ہم اصل موضوع سے تھوڑا سا دُور ہو چلے ہیں ۔۔۔ (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تصنیف میں بحث کریں گے) ہم یہ بتا رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ورودِ ہند ہی ان کی حیاتِ مقدس کا مہتم بالشان واقعہ ہے ۔ اس کے تین پہلو ہیں ۔۔۔ سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تحریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے انھیں جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندیؒ کی تربیت کرنا ۔ دُوسرا یہ کہ حضرت سرہندیؒ کے مشن کی بنیادی خشت خود رکھنا یعنی امراء و خواص سے تعلقات قائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کنی کرنا، اور تیسرا یہ کہ سلسلۂ نقشبندیہ کا سرزمین ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہاں صرف اس کا نام ہی سُنا جاتا تھا ۔ باقاعدہ اس کی ترویج و ترقی حضرت ہی کا کارنامہ ہے ۔

کارنامۂ عظیم

مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الف ثانی کی تربیت ہی ہے ۔ حضرت خواجہ کو اس کارِ خیر کی انجام دہی سے

---

[1] تذکرہ اولیائے کرام

(c) ketabton.com: The Digital Library

قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندیؒ آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا از و روشن گردند" ــــــ

اور یہ پیش گوئی کہ اب اسے پیشین گوئی کہنا چاہیے حرفاً حرفاً درست ثابت ہوئی کہ اس دورِ الحاد و ضلالت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و رفقاء ہی کے باعث شمع ایمان و ہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شمع سے کتنی ہی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اور خود اس شمع نے کسب نور خود حضرت خواجہ ہی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و درسی سلسلۂ تعلیم و تعلّم کی صورت میں تو برسوں کی مدت درکار ہوتی ہے لیکن یہاں کل مدت دو ڈھائی ماہ سے زیادہ نہیں تھی کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کرا دیں ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

کیا کیا رموز تھے جو اشاروں اور کنایوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہِ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مرید باصفا کی نظروں سے نہاں نہ رہا ــ اور رشتہ کی استواری کا کیا کہنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزندانِ ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعتراف سے کبھی گریز نہ فرمایا کہ انھوں نے جو کچھ حاصل کیا مرشد زادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب میں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

"یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے۔ فقیر نے اس طریقے میں الف بے کا سبق انہی سے لیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان کی توجہ شریف نے اس ناقابل کو دو اڑھائی ماہ میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچایا ہے"[1]

فروتنی اور انکساری کا یہ وہی انداز ہے جو اس سلسلۂ طریقت کا طرۂ امتیاز ہے۔ حضرت خواجہؒ کے

---

[1] حیاتِ مجدد۔ پروفیسر فرمانی۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

انکسار کی چند مثالیں ہم اُوپر دے چکے ہیں، اسی طرح سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ احرار بھی مولانا جامی کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عرضداشت" سے موسوم کرتے تھے بلکہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے چھوڑ کر ماوراالنہر کے چراغ کے (یعنی میرے) پاس کیوں آتے ہیں۔"

لیکن سچے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے کی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجددؒ نے جب منزلِ راہِ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رباعی حضرت خواجہؒ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہؒ نے ان الفاظ میں اظہار ناخوشی کیا :

"...... دیگر آں رباعی ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غایت سفاہت است۔ حاشا کہ قائل آں مقبولے باشد، زنہار، ادب نگہدارید کہ کارخانۂ الٰہی محل استغنا و غیرت است۔"

وہ رباعی یہ تھی ؎

اے دریغا کیں شریعت ملتِ اعمائی است | ملتِ ما کافری و ملتِ ترسائی است
کفر و ایماں ہر دو زلف و روئے آں زیبائی است | کفر و ایماں ہر دو اندر راہِ ما یکتائی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدت الوجود کا رنگ بے راہ روی کی حد تک غالب ہے اور یہ خواجہ کے خلافِ مسلک تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

نظریۂ وحدت الشہود

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجددؒ نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش و رائج کیا وہ دراصل خواجہؒ ہی کی رہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ یہ بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے لیکن موضوع چونکہ بہرحال متعلق اسی بیان سے ہے لہٰذا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صوفی بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ دراں صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ لفظ صفوی ہی کثرتِ استعمال سے صوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صفہ سے محبت کرنے والے یا صفِ اوّل میں رہنے والے صوفی کہلائے، کسی کا خیال ہے کہ صوف (پشمینہ) پہننے والے صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہ تسمیہ کچھ ہی ہوا کرے یہ بہرحال مسلّم ہے کہ تصوف

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

اسلامی کا وجود ابتدائے اسلام ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب اللمع ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتب تصوّف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لوائح کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوّف کا وجود تو شروع سے ہے لیکن ہوا یہ کہ آہستہ آہستہ اس پر عجمی خیالات و بدعات تصوّرات، اور یونانی افکار یوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی اور وحدت الوجود کی وہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ "شریعت" کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور جب یہ چیز شاعروں کے ہتھے چڑھی تو شریعت کا مذاق اُڑایا جانے لگا، حالانکہ:

> "قدما صوفیہ طریقت اور شریعت کو الگ الگ خیال نہ کرتے تھے بلکہ شریعت کی تکمیل ہی کا دوسرا نام طریقت تھا"[1]

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ "ہمارا یہ علم (یعنی تصوّف) احادیثِ نبوی کا نچوڑ ہے" لیکن مدعیانِ وحدت الوجود نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا ــــ شریعت سے بے نیازی یہاں تک بڑھی کہ کلمۂ طیبہ بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزوِ اوّل پہ اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزوِ اوّل کے بھی نصفِ اوّل یعنی لا الٰہ ہی کو کافی سمجھتا ہے، اور کوئی لا ہی کہنے پر مصر ہے ــــ اور دلیل ہر صورت میں یہی کہ وجود واحد ہے لہٰذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے۔ لیکن یہ بات یکسر پسِ پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجودِ واحد نے یہ کائنات جو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہوگا ــــ کوئی مقصد ہوگا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ، نیکی و بدی، فرقِ جن و انس و ملک، اور خود صوفیا کے مراتبِ قطب و ابدال و ولی، سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالقِ حقیقی (وجودِ واحد) کی صناعی و تخلیق پہ چوٹ ہوئی نہ کہ یقین و ایمان!

دراصل راہِ سلوک و طلب میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اسے مقامِ حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پہ کچھ ایسی بے خودی و حیرانی طاری ہو جاتی ہے کہ دامنِ صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹ

---

[1] عبدالماجد دریابادی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

چھوٹ جاتا ہے لیکن یہی وہ بھٹی ہے کہ اس میں خاشاکِ غیر اللہ کو پھونک کر خود آگاہی کا کندن تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر جبریت و تجرید بدستور غالب رہے تو مجذوبیت ہی حدِ فاصل بن جاتی ہے۔ تاہم یہاں بھی وہ لوگ صاحبِ مقام ہوتے ہیں جنھوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضت تو کی اگرچہ منزل پہ نہ پہنچ سکے ۔ مگر اصل بد نصیبی وہ ہے کہ جب یہ چیز تجربہ کی بجائے فلسفہ بن کر جاہل و بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو انھوں نے دینِ برحق کو بالکل مضحکہ خیز بنا دیا اور نتیجہ سوائے گمراہی و ضلالت کے کیا ہو سکتا تھا؟ اور یہ بات بھی ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر سراج نے صوفیوں کی مختلف اقسام شمار کرائی ہیں:

۱۔ صوفی : جو مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہو۔

۲۔ متصوف : جو مجاہدہ کر کے یہ منزلیں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصوف : جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونگ رچائے ہوئے ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) "صوفی صاحبِ وصول بود و متصوف صاحبِ اصول و مستصوف صاحبِ فضول۔"

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ:

"صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو۔"[1]

یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے ؏ "نے غلام اور انہ اوکس را غلام"۔

بات پھر کچھ دُور نکل گئی ۔۔۔ مقصود بیان یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہر چند کہ دونوں نظریات اثباتِ توحید سے متعلق ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوصاً اللہ اور بندے کے رشتہ و تعلق کے بارے میں دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں ؏ عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا یا بہت ترقی کی تو قطرہ "انا البحر" پکارنے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہی سرے سے مٹ

---

[1] تصوف عبدالماجد دریابادی۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

جاتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی! بس یہی کہ "رام تیری لیلا ہے" ــــ! لیکن بصورت دیگر (وحدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندئ شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہاں "ہمہ اوست" کہہ کر سکون، بے عملی اور "کسے را باکسے کارے نباشد" کی فضا پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ "ہمہ از اوست" کا نعرہ لگا کر جوش، حرکت و عمل اور "رونق ہنگامۂ احرار" بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہاں توکل سے مراد سعی و کاوش سے گریز نہیں بلکہ "کشت کن پس تکیہ برجبار کن" کی تلقین کا نام ہے۔ یہاں "عالم حلقۂ دام خیال" نہیں ہے بلکہ سعیٔ پیہم کے ذریعے حیات جاوداں کی تلاش کا نام ہے ــــ یہ ہمہ گیری مسلک نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پیمانے پر ترویج اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی کا کارنامہ ہے لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہ ہی نے انجام دیا ــــ اور اگرچہ آپ "خود نادر" وحدت الوجود" کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدت الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور "انا الحق" کا نعرہ آپ کے نزدیک تب بھی "نابینائی" کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اما از اختلاط بصوفیان جاہل احتراز نمائی . . . . ہر گاہ کلمہ لا الہ الا اللہ را بگوئی در دل ببیند بیشی کہ نیست معبود غیر او، بدآنکہ ہر چہ محبوب و مقصود تست ہماں معبود تست و ہر چہ ہوائے تست خدائے تست . . . . . .

پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبے تو ظاہر سازد تا چوں را ں مقام استقامت بیابی، ہم تفصیل او در ہمہ بے ہمہ ہمہ او را یابی وحق را از باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینایاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی۔"

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"وصیت دیگر آنکہ با ہر کہ در باطن او طلب معرفت الٰہی نیست صحبت نداری واز علمائے دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زبان آوری ساختہ اند چناں اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر۔"

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

طریقۂ نقشبندیہ
نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کرنا ہمارا موضوع نہیں ۔ یہاں صرف اشارۃً یہ بتلانا مقصود ہے کہ صُوفیا کے اس سلسلے اور دُوسرے سلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یُوں کریں گے :

ا۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ جو باتیں ہیں انھیں خواجہ باقی باللہ نے کس طرح بیان کیا ہے؟

(ا) (۱) چلّہ کشی نہیں (۲) سماع نہیں (۳) قبور پر روشنی، غلاف یا چادر اندازی کا سلسلہ نہیں (۴) سجدۂ تعظیمی جس میں قدم بوسی وغیرہ شامل ہے، یہاں ممنوع ہے (۵) مرید خواتین کو بے پردگی کی اجازت نہیں (۶) "انا الحق" کی گنجائش نہیں (۷) رہبانیت اور جوگ یا سنیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود و نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندیٔ شریعت کو اوّلین درجہ حاصل ہے (۲) "انا عبدہ" کے مقام تک پہنچنے کی تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کمالاتِ نبوّت کو مشعلِ راہ بنا کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک براہِ شریعت پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب و مستی کی بجائے حرکت و عمل پہ زور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باللہ نے مندرجہ بالا تعلیمات پہ عمل پیرا ہونے کی کس طرح تلقین کی ہے۔ یہی ہمارا اصل موضوع ہے ۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات کی صُورت میں اُوپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت درج کیے جاتے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے اندازِ نگارش کا بھی اندازہ ہوتا جائے گا (اگرچہ اسے انشاپردازی یا نثر نگاری کے نام نہاد اصولوں کے تحت جانچنا سوءِ ادب اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف ان کے لب و لہجہ کی گھلاوٹ و شیرینیٔ گفتار کی طرف ہے)۔

تصوّف
اس ضمن میں مختصراً اُوپر عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہؒ کی تحریروں سے کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں ۔ بہرحال مزید وضاحت کے

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیے حضرت خواجہؒ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

اخفائے حال

راہ سلوک میں "سترِ احوال" یا "اخفائے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے قائل ہونے کے باوصف یہ چاہتے ہیں جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچائے جا سکیں ان سے گریز نہ کرنا چاہیے کہ اصل مقصد تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنا ہے۔ شیخ تاج کو لکھتے ہیں:

"خیر بسیار است کہ نوشتن آں حالی از خللے نیست[1] النماس آں است کہ بہر تقدیر بقدرے کہ تواں نوشت بنویسند۔"

لا الٰہ الا اللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توضیحات کا نچوڑ یوں پیش کرتے ہیں:

۱۔ لا موثر فی الوجود الا اللہ

۲۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

"اما مذہب اصح ہمانست کہ لا موثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"معرفت را اقسام و مراتب بسیار است . . . . اصل کار بر شریعت بودن است۔"

محلیّت وجود

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کائنات کو عکس صفات قرار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہٰذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی گویا محلیتِ وجود لازمی ہوا۔ آپ نے جواب دیا:

"محل آں تصور ذات نیست کہ محلیّت لازم آید بلکہ محل آں وہم است چنانچہ صورت منقش در آئینہ نہ درون اونہ بیرونِ اوست اما وہم حکم می کند

---

[1] بقول مولانائے روم ؎

سرِ نہاں است اندر زیر و بم فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ برروئے آئینہ است۔"[1]

محبتِ ذات

"محبت ذات از اہلِ شہود کسی راست کہ غرضِ خودش درمیاں نباشد چنانچہ بعضے ازیں جہت دوست دارند کہ از مشاہدۂ او لذتی و سروری در ایشاں پیدا شود۔"

روزہ

"روزہ داشتن در صفتِ حق سبحانہٗ آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزہ است۔"

قیامِ لیل

"قیامِ لیل نیز در صفت حق سبحانہٗ در آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است۔"

مقامِ فنا

ایک جگہ "فنا" کے معنی نہایت عمدگی و وضاحت سے بیان فرمائے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پسندی و اذیت طلبی کو شعار بنا لیا جائے اور اپنے آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصور کر لیا جائے وغیرہ ــــ بلکہ یہ کہ:

". . . . . از فنا فنائے صفات بشریت می خواہند . . . از ایشاں نہ نام ماند نہ نشاں، ہر چہ بہ ایشاں منسوب بود تمام بہ اصلِ خود رسید، ایں مقام مقام باللہ است۔" گویا اصل مقام "فنا فی اللہ" نہیں بلکہ "بقا باللہ" ہے۔[2]

حاصلِ سلوک

فرماتے ہیں: "حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود، چوں ایں معنی حاصل شد، سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است۔"

گویا اگرچہ ؎

راہبر و راہ محبت کا خدا حافظ ہے

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

---

[1] خواجہ میر درد ؎ مٹ جائیں ایک آن میں کثرت نمائیاں + ہم آئینے کے سامنے جب آ کے ہو کریں

[2] یہی وہ تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال نے تفصیل کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

تاہم راہِ سلوک سے مراد اسے "طے کرنا" ہے نہ کہ اس میں "کھو جانا" وہاں سے کچھ حاصل کرنا ہے نہ کہ ہر چیز کی نفی کر دینا ـــ اور نفی کا تصور ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے:

نفی

"سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمۂ لا آنرا نفی می باید کرد۔ بدانکہ باین تنزہ و تقدس ہر کجا موجود است۔"

وحدتِ شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدّد الف ثانی نے جو "وحدت الشہود" کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کیونکہ خود ان کے ہاں یہ بحث کئی جگہ نظر آتی ہے۔ خصوصاً آپ کے مکتوب ۹۱ میں کافی وضاحت سے اس پر اظہارِ خیال فرمایا ہے:

"مشربِ شیخ علاء الدولہ سمنانی وحدتِ وجود نیست آرے شہودِ ایشاں شہود اکمل است، فرق آنست کہ جماعتے از علماء اشیاء را معدوم خارجی می دانند و ظہورِ ایشاں را در خارج چوں ظہور صور در مرأت می گویند و موجود جز یکے را نمی دانند و حضرت شیخ با وجود قوتِ شہود و ارتفاع آں اشیا را موجود خارجی می گویند..."

اور آگے چل کر مکتوب ۹۲ میں کہ ۹۱ سے بھی طویل تر ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازلِ سلوک میں سالک کے منہ سے "وحدت الوجود" وغیرہ کے الفاظ نکل جاتے ہیں وہ دراصل عالمِ حیرت میں ایسا ہوتا ہے جو مختلف منازل میں سے صرف "ایک" درمیانی منزل ہے "آخری" منزل نہیں ہے ـــ اس کی توجیہہ یوں فرماتے ہیں:

"غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال گوید۔"

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجدّدؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ:

"مقامِ وحدت الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے...... اس کے بعد مقامِ وحدت الشہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے۔"

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

پابندئ شریعت

تو گویا اصل چیز پابندئ شریعت ہے جس کا مطلب سیدھے سادے الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و پیروی کو مقصدِ زیست قرار دیا جائے کہ یہی راہِ راست، راہِ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور سلسلۂ نقشبندیہ کا یہی کارنامہ ہے کہ اسی ضابطۂ حیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی — بلکہ یہ کہ اس کی یاد دہانی کرائی کیونکہ بات نئی نہ تھی۔ صرف یہ کہ عام لوگوں کو بھول گئی تھی وہ کسی اور راستے پر جا نکلے تھے انھیں اس راستے پر لانا مقصود تھا جو درحقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا اور بتایا تھا — اسی تجدیدِ پیمانِ وفا کے باعث حضرت احمد سرہندی کو مجدد کہا گیا اور خود مجددؒ کو نورِ حقیقت حضرت خواجہ باقی باللہ کی معرفت حاصل ہوا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"ایں طبقہ درغایت غیرت و نازک اند۔ شما کتب محققین مطالعہ نکردہ اید، طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایہیچ تفاوتے طریقۂ ایشان است، اخفاء عدم امتیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن و خود را در دائرۂ عوام انداختن، اکتفا بسنتِ معتادہ نمودن و باسباب ظاہر توسل نمودن طریقۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است۔"

پس حضرت خواجہ کے نزدیک اصل تصوف و سلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سانچے میں ڈھالا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ہی مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور کوئی فتنہ خوف و خطر کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

ارباب رضا

"ارباب رضا را بلائیت در بلا نمی ماند و کراہت در نظر ایشان نیست از ان جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔"

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش یہاں بھی نہیں ہے کہ خود بقولِ خواجہؒ:

"تکالیفِ شرعیہ مربوط بعقل است"

تاہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ اصل مقام بقولِ خواجہ یہی ہے کہ:

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

"از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم۔"

اہلِ سنت والجماعت

یہ الفاظ خواجہ کی تحریروں میں کئی جگہ نظر آتے ہیں یہی ان کا مسلک ہے اور اسی پر کاربند رہنے کی تعلیم انھوں نے ہر جگہ دی ہے ۔ اسی کو باعثِ فخر جانا ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانا ہے ۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ :

"اتباعِ حضرت رسالت علیہ من الصلوات اطہار و اعتقادِ اہلِ سُنّت والجماعت و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است۔"

اسی طرح سورۂ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کی تشریح میں فرماتے ہیں :

"اجماعِ صادقاں و محققاں است کہ صراطِ مستقیم صراطِ اہلِ سُنّت و جماعت است . . . . "

اور اہلِ سُنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سُنّتِ رسول پہ کاربند ہیں، نہ کہ قبروں اور پیروں کی پرستش کرنے والے ! خلافِ شرع تو کسی فعل کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں شریعت کے بارے میں خواجہؒ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے ـــــ

"پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکانِ شریعت باشد ۔"

مُسلمانی

بعض جگہ خواجہؒ نے چند لفظوں میں مطلب بیان کیا ہے کہ بس کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے ۔ اور وہ الفاظ یوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جملہ نہیں کوئی ضرب المثل ہے ۔ مُسلمانی کیا ہے ؟ اس پہ کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے زیادہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہہ دیا ہے ۔ فرماتے ہیں :

"مُسلمانی گردن نہادن است احکامِ الٰہی را ۔"

توبہ

اِسی طرح توبہ کے بارے میں قولِ جنید نقل کیا ہے کہ بیسیوں مقالوں پہ بھاری ہے :

"توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی ۔"

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

رزقِ حلال

اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ لقمۂ حرام حلق سے نیچے نہ اُترنے پائے۔ اب اگر غور کیا جائے تو یہی کوشش انسان کو انسانِ کامل بنا سکتی ہے۔ جب حرام نہیں کھانا تو حرام کرنا کہاں باقی رہے گا ـــ سارا وجود ہی حرام کے تصوّر سے پاک ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں :

"..... آں کنند کہ ہر چہ از حلال و حرام یابند بخورند و ہیچ باک بدارند"

دُوسری جگہ لکھتے ہیں :

"سعی و کوشش نمائند کہ لقمۂ حرام و مشتبہ خوردہ نشود"

رشتۂ اُمید

چُونکہ خواجہؒ کا توکّل توکّلِ کامل ہے لہٰذا مایوسی و ناامیدی کا ان کے ہاں گزر تک نہیں ہے اور ہمیشہ پُر امید رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نواب مُرتضےٰ خاں کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"...... الغرض رشتۂ اُمید را ہیچ وقتے از دست نمی باید داد ؎

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی ۔۔۔ شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی"

کدخدائی

اسلام میں رہبانیت یا تجرّد کی توگنجائش ہی نہیں۔ لیکن ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں کدخدائی جہاں ضروری ہے وہاں اس کے کُچھ تاریک پہلو بھی ہیں۔ اس سے بہرحال یہ مُراد نہیں کہ اگر کُچھ ایسے پہلو بھی ہیں تو اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ خواجہؒ نے اس ضمن میں عام اذہان کی آگاہی کے لیے اس کے ضرر بھی گنوائے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کا تدارک بھی بیان فرما دیا ہے یعنی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی کی ہی نہ جائے۔ (آپ کی خود دو بیویاں تھیں) بلکہ مریدوں کی اس ذہنی اُلجھن کو دُور کر دیا ہے کہ متاہل زندگی کی ممکنہ خرابیوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔

فرماتے ہیں :

"کدخدائی سہ ضرر دارد . . . . ضرر اوّل بنفس عائد شود چہ نفس را باعثِ شہوات پیدا اند ـــــ علاجش آنکہ در شہوات کامرانی نگردد و عنانِ اختیار کشیدہ تر دارد۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضرر ثانی بدل راجع گردد آں بر طرف شدن یقین است

علاجش آنکہ غم روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است[1]"

لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریح بھی فرمادی کہ توکل کہتے کسے ہیں یعنی ایسا نہ ہو کہ "غم روزی نباید خورد" سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جانے کو توکل خیال کرنے لگیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

"توکل نہ آنست کہ ترکِ اسباب کنند، بنشینند، چہ ایں سوء ادبی است بلکہ اقامت بسبب بشروع مثل کتابت وغیرہ می باید کرد و نظر بر مسبّب می باید انداخت"

کیا عمدہ شرح ہے مولانا روم کے اس شعر کی ؎

گر توکل می کنی در کار کن
کشت کن پس تکیہ بر جبار کن

اس کے بعد لکھتے ہیں :

"ضرر ثالث بر روح راہ یابد۔ و علاجش آنکہ میل مفرط بصور جمیلہ پیدا نکند چہ کسیکہ دریں نشاء بعشقِ صورت مبتلا ماند تا ابد در حجابِ عظیم است۔"

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسب حال ہے نقل کیا ہے ؎

آہنگِ جمالِ جاودانی دارم
حسنے کہ نہ جاوداں از دبیزارم

خوارق

اگرچہ عقیدتمندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خود اس کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنانا ہے نہ کہ کچھ اور؟ خواجہ کی یہی شان ہے کہ وہ آدمی ہوتے ہوئے سنّتِ رسول و احکامِ الٰہی کے اتنے پابند تھے کہ عمر بھر اسی راہ پر گامزن رہے — اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ ایک نانبائی نے روٹی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ "مجھے بانی باللہ بنا دیں" چنانچہ آپ اسے حجرے میں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نانبائی ہوبہو خواجہ ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن "بے پناہ روحانی تصرف سے زندہ نہ رہ سکا۔"

[1] تذکرہ اولیائے نقشبند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

واللہ علم بالصواب۔ لیکن "ستر احوال" میں اس کا شمار کیونکر ہو گا؟

ہمیں تو اس سلسلے میں سر سیّد احمد خاں کا وہ جملہ البتّہ مبنی بر صداقت معلوم ہوتا ہے جو آثار الصنادید میں انھوں نے خواجہؒ کے مزار کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایسی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ باوصف تابش آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے۔"[1]

سفرِ من و خراسان

خواجہؒ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے سفر سے منع بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو وجوہ پیش کی ہیں، اس سے ان کی قوتِ مشاہدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معاشرتی نقائص و رسومِ خام کا پتہ بھی چلتا ہے اور انسانی فطرت و نفسیات سے آگاہی کی دلچسپ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک روایت کے مطابق یوں ہے ——

"و از دو سفر منع می کردند، از سفرِ خراسان چہ اوقات آنجا اکثر بے احتیاط بودہ لاجرم بر بدان ضرری کرد و از مقصود باز میداشت، و از سفرِ من چہ آنجا حسن بسیار است تا ناگاہ گرفتارِ حسن نشوند و از راہ باز نمانند۔"

سماع

ایک مرتبہ دیدنِ حُسن و سماعِ نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصرعے پہ خواجہؒ کی رائے معلوم کی گئی کہ "ایں حظِ نفس است و آں قوتِ روح"، تو فرمایا "ہر دو از یک عالم است" اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے:

"یعنی گرفتارِ نفس را از ہر دو حظِ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قیدِ نفس را از ہر دو قوتِ رُوح۔"

ان اشارات کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور مسلکِ نقشبندیہ کے مطابق اسے "نامناسب طریق" قرار دیا ہے۔ مکتوب ع۴۱ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

"سماعِ مقبول سماعِ رُوحانی است کہ سماعِ معانی باشد۔ اما سماعِ طبیعی کہ سماعِ

---

[1] آثار الصنادید مطبوعہ نول کشور جون ۱۸۷۶ء باب اوّل صفحہ ۹۳

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

نغمہ است محلِ اختلاف است۔ عامۂ علما حرامش می دانند، و جمع مشائخ در مقامِ علاج تجویزش کردہ اند نہ آنکہ اُو را از قربات دانستہ و الٰہی گویند۔ . . . .

"لیکن مبتدی را اہلِ آں نمی دانند چہ ہنوز از اربابِ قلوب و اہلِ محبّت نشدہ طبیعتش بر ہمہ نغمہ می اندازد و از معانیٔ کلمات و ذوقِ آں بے بہرہ می ماند۔"

. . . . "و جمعے دیگر ہر چند کہ مباحش می دانند اولیٰ ترکش را می گویند۔"

پھر اس سلسلے میں کچھ اقوال پیش کیے ہیں:

قولِ خواجہ بہاالحق ——— "نہ ایں کار می کُنم و نہ انکار می کنم۔"

ابو یزید بسطامی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مکروہ می داشت استماعِ نغمہ را"

اِسی طرح بیشتر اولیاء اقطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ایشاں قائل سماعِ نغمہ نیستند و سماع متقیاں نغمہ را دینِ خالص نمی گویند و ترک او نمودہ اند۔"

اور آخر میں فرماتے ہیں:

"حاصل آنکہ سماعِ نغمہ قطعاً مناسب طریقِ ما نیست۔"

یہاں خواجہؒ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی۔ سماعِ روحانی، سماعِ معانی اور معانیٔ کلمات سے خواجہؒ کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح ہے یعنی بعض اشعار یا اقوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تک مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے ؎

ہماں شکستہ دل و دردمند و مسکینیم   ہماں جفاکش و سردرکمند و بر بینیم

اور لکھا ہے:

"ایں بیت مجملاً ما را از اظہارِ مخزونات خاطر فارغ ساختہ۔"

پسندیدہ اشعار

کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ رگ و پے میں سرایت کر گیا ہوگا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا ردِّ عمل تحریر فرمایا ہے! شاید یہی ہے سماعِ روحانی و سماعِ معانی، کہ اسی قسم کی "فراغتِ خاطر" خواجہؒ کو بعض اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کیونکہ ان کی نثر میں ان کے پسندیدہ اشعار جا بجا نظر آتے ہیں اور موقع و محل پہ یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھوم اٹھتا ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں "سلام مشتاقانہ" کے بعد لکھتے ہیں ؎

صد ملکِ دل بہ نیم نگاہ می تواں خرید
خوباں دریں معاملہ تقصیر می کنند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رُباعی تحریر کی ہے ؎

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست | تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست
اجزأ وجود من ہمہ دوست گرفت | نامی است ز من بر من و باقی ہمہ اوست

عمدہ و شستہ مذاقِ شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے ؎

در عشقِ تو معروفم از وصلِ تو محرومم | گرگِ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

طرزِ خاص

نثر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے عمدہ شعر استعمال کرتے ہیں وہاں ان کا عام طرزِ تحریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابوالکلام آزاد نے اپنا مخصوص اندازِ بیان یہیں سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتوب کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

"من بے سعادت بے دولت عمرِ ضائع کردہ را شرم می آید کہ نامِ عزیزانِ خود برم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"حاصل آنکہ دل با یار و تن در کار می باید بود، تصوف یکسو نگریستن و یکساں زیستن است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اسی مکتوب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں ؎

من از تو ہیچ مراد ے دگر نمی خواہم | ہمیں قدر بکنی کز خودم جدا بکنی

آپ کا ایک اور پسندیدہ شعر ملاحظہ ہو ؎

ما گرفتاریم و بر ما ناوک بیداد ریز
سنبل و گل بر کنارِ مردم آزاد ریز

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

کلامِ منظوم

اب ہم حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبانِ شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وُہی مئے معرفت ہے جو انگور کے محل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ وارداتِ قلبی کا بیان جب شعر کے قالب میں ڈھل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پُر تاثیر ہو جاتا ہے؛ رہروانِ راہِ سلوک کو خارزارِ نثر میں آبلہ ہائے پا کے ٹوٹنے سے جو لذّت حاصل ہوتی ہے وہ مسلّم، لیکن چمن زارِ شعر کی بوئے عطر بیز سے مشامِ جاں کو جو فرحت ملتی ہے، وہ بہر حال "چیزے دگر" ہے۔ حضرت خواجہ نے جن باتوں کا اظہار نثری تحریروں میں کیا ہے، کم و بیش وُہی مضامین کلامِ منظوم میں بھی ادا ہوئے ہیں۔ ہر دو کا ذکر یکجا بھی عین ممکن تھا، مثلاً نثر میں جہاں ہم نے تصوّف کا عنوان قائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے وہ اشعار بھی درج کیے جا سکتے تھے جو اس ضمن میں انھوں نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دانستہ یہ باب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے انھیں یکجا نہیں کیا تو ہم یہ جسارت کیوں کریں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی سُوءِ ادب ہے۔

مثنوی

خواجہؒ کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنفِ سُخن ہے جو صوفیا میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف و قافیہ کی مسلسل پابندی، رموزِ سلوک کے بیان میں برداشت ہو بھی کہاں سکتی ہے؟ مختلف مثنویاں مختلف موضوعات پر ہیں لیکن سچ پوچھیے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں ورنہ مرکزی موضوع تو وُہی ایک ہے۔ عموماً بحر بھی ایک ہی ہے صرف ایک دو مثنویاں دُوسری بحر میں ہیں۔

اللہ اللہ کیا آغاز ہے۔ شعرِ اوّل ہی سُخن گو کے اندازِ فکر کا غماض ہے ؎

خامہ کلید بست درانگشتِ من　　　گنجِ دو عالم ہمہ در مُشتِ من

دیوانگیِ عشق

وہ مضمون جسے ایک غزل گو شاعر نے یُوں باندھا ہے ؎

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہوا ہے ؎

بے خبری از من و کردارِ من　　رو کہ نہ ای محرمِ اسرارِ من
شعلۂ دیگر بہ چراغم رسید　　بادِ مسیحا بہ دماغم رسید

صوفیانہ لب و لہجہ اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

رموزِ عشقِ حقیقی

مثنوی گنج فقر میں عشقِ حقیقی کی مختلف کیفیات و واردات کا ذکر تسلسل سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی ہے کہیں بھی جگ بیتی یا روایتِ محض کا احساس نہیں ہونے پاتا اور ہو بھی کیسے کہ یہی تو سالکِ باخبر کا طرۂ امتیاز ہے، محض مسائلِ تصوف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنا دیتا، بہادر شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر ؎

یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالبؔ　　تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

کیا خوب کہا تھا کہ "ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے" بڑی سے بڑی تعلّی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جب تک کہ منازلِ سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہ کا بیان ملاحظہ ہو کہ وارداتِ واقعی کی نشاندہی کر رہا ہے ؎

شوم در قعرِ دریائے الٰہی　　امانت دارِ دریائے الٰہی
ز آشوبِ دماغم بر تپیدہ　　گہے خود را صدف بینم گہے در
گہے زیں ہر دو بالاتر گزینم　　صفاتِ بحر را در خود ببینم

فقر و عشق

اسی مثنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فقر و عشق کے اختلاط و اتصال کا ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنا دیا ہے کہ ہزاروں کامرانیوں کو اس پر قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ؎

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست　　درختِ عشق را جز فقر بر نیست
چو عشق از نامرادی آب گیرد　　برومندی رہِ نایاب گیرد

(c) ketabton.com: The Digital Library

دُوسرے شعر میں دعویٰ کا متضمنِ دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ برومندی کو کالعدم ہی قرار دیا ہو ــــ وہ ہے اور ضرور ہے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خام کا تڑپا کرتے ہیں بلکہ ؎

درین بستان بود نخل برومند | دلِ آگاہ وجانِ آرزومند
ولیکن بر جز خونِ جگر نیست | گلے جز خارِ حسرت ور نظر نیست

عشقِ رسول

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عشقِ حقیقی سے صُوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشق رسول اور عشقِ خدا ہی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق میں بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہید لطیف کے بعد ذکرِ حبیب شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و زینتِ معنوی" میں لکھتے ہیں ؎

زبانم زین تلفظ گرچہ بند است | سرم بیخواست صبد این کمند است
دلِ اندر شرم و جان سرگرم این است | کہ جاناں رحمت العالمین است

اور اپنی خام کاری کو کس انداز سے "تمام" کے برابر قرار دینے کی درخواست حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کرتے ہیں ؎

مرا اگرچہ سراسر کارِ خام است
تمامم داں کہ این سودا تمام است

عقل اور عشق

"ساقی نامہ" میں ساقی سے خطاب کرتے ہُوئے عشق کی فضیلت عقل پر ظاہر کی ہے، یہ وُہی فلسفہ ہے جسے اقبالؔ نے بڑی تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجہ نے اشارہ وکنایہ ہی میں سینکڑوں باب بیان کر دیے ہیں ؎

عقل این سخنم نمی پذیرد | کز روز شبے چہ بہرہ گیرد
سن بوئے تو در دماغ دارم | از عقل کنوں فراغ دارم

اور پھر بھُول بھلیاں میں کھو جانے سے گریز کرتے ہُوئے جلد ہی بعدِ شراب مطلوبہ کی قسم بھی بیان کر دی۔

ـــــــــــــــ

لہ ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب | ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ساقی مے نقشبند پیش آر — من صید توام کمند پیش آر

شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مئے نقشبند وہی مئے عشقِ رسول ہی ہے۔

اسی بیان میں آپ کا وہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا کر دی ہے ؎

ساقی برساں شراب نابے — من جملہ شبنم تو آفتابے

مصرعۂ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ؎

تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی — تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ

حکایاتِ عشق

خواجہ باقی باللہ نے مولانا روم کے تتبع میں رموزِ عشق کی وضاحت کے لیے حکایات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن پیرِ روم کے ہاں جو لطافت و شگفتگیٔ بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے تاہم کہیں کہیں یہ خوبی بھی نظر آہی جاتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن راہوں سے گزرنا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کرنا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زلیخا کا ذکر بار بار مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معانی میں بلندی کے علاوہ بیان میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے ؎

زلیخا چوں لوائے یوسف افراشت — نخست از بیقراری پردہ برداشت
زخواب و خورد فارغ شد وجودش — تمنائے جز ایں در سر نبودش
کہ از کس بشنود نامے و جائے — زند در جستجویش دست و پائے
چو از نورِ یقیں بے ہوش می گشت — بہ یوسف دست در آغوش می گشت
عروسِ غیب می گفتش کہ اے مست — چہ حاصل شد ازیں سبرِ تہی دست
ہماں در گامِ اوّل بانو بودم — بتو ہر لحظہ خود را می نمودم

اور پھر اس حسین گریز کے بعد کہ ؎

بلے ہر ذرہ مشتاقِ جمال است — بہر سر آرزوئے اتصال است

فرماتے ہیں ؎

(c) ketabton.com: The Digital Library

بناگہ جذبِ عشقش کارگر شد   زکنعاں ماہِ کنعانی بدر شد

مصرعۂ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدرا اور بدر میں رعایتِ لفظی کا بے ساختہ پن لطف سے خالی نہیں۔ حافظ تو یوسف کے "حسنِ روز افزوں" کے بارے میں جانتے تھے کہ ؏

عشق از پردۂ خلوت بروں آرد زلیخا را

لیکن خواجہ صاحب کا "زکنعاں ماہِ کنعانی بدر شد" اس سے کہیں زیادہ کاشف الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے بتوں کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ ہو کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ زلیخا نے ابھی اپنے آپ کو فنا فی المحبوب تو نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ لیکن جب تک یہ بت نہ ٹوٹتے معشوقِ یگانہ تک رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں ؎

سبب می دید چشمِ جسم کارش   بناز و عشوہ می بُرد اختیارش
خراماں گردی و آئینہ بینی   خود آرائی و رسمِ نازنینی
خلل می داد آئینِ طلب را   زباں می کرد عشقِ بوالعجب را
نمودندش کہ سنگِ راہت اینست   نظر بندِ دلِ آگاہ ہست اینست
تو بندِ صبر و یوسف بند بسیار   ازیں ناجنسیت سرداست بازار
غرض تعلیمِ غیبش کرد تا بید
بپایہ پایہ تا ایوانِ توحید

متفرقات

درستیِ فقیر ؎ سوادا لوجہ فقر م ناگزیر است
شکستِ دل درستیِ فقیر است

خلوت در انجمن

؎ ہماں در انجمن خلوت گزیدن   زآسیبِ نشاں بندی رمیدن
در آں خلوت کہ جسم و جاں نگنجد   بجز نظارۂ جاناں نگنجد

---

[1] غالب ؎ وا کر دیے ہیں عشق نے بندِ نقابِ حسن   غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

Marfat.com

تسلیم و رضا

؎ سر تسلیم بنہم نیک و بد را
بر اندازم ز خود بنیادِ خود را

مرگِ اختیاری

؎ بمرگِ اختیاری راہ بردم	ز مردن پیشتر خود را سپردم

اُمید

حضرت خواجہؒ نے یاس و نومیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پُر امید رہنے کی تلقین کی ہے اور یہیں سے ان کا راستہ اہلِ فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکسِ جمالِ یار اور شمع سیہ خانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ دلی پر زور دیتے ہیں ؎

شرطِ طلب است امید بستن	نومید نمی تواں نشستن
امید سرِ بر کار دارد	عکسے ز جمالِ یار دارد
امروز دریں رباط فانی	دارم بہ امیدِ زندگانی
شمع کہ دریں سیاہ خانہ است	اُمیدِ وصالِ آں یگانہ است

وجدان

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے اپنے رنگ میں سمجھانے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں ؎

محقق شد ازیں علم مسلّم	کہ وجدان بر طلب آمد مقدّم

اور اقبال نے جو "خویش را دیدن" (i) ز نورِ خویشتن (ii) ز نورِ دیگرے اور (iii) ز نورِ ذاتِ حق" کی تدریجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں، بعینہٖ خواجہ نے بھی الگ الگ بیان کیا ہے مثلاً ایک مقام کا ذکر یوں کیا ہے ؎

؎ خواجہ درد ؎

موت کیا آ کے فقیروں سے تجھے لینا ہے	مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

Marfat.com
(c) ketabton.com: The Digital Library

(c) ketabton.com: The Digital Library

دل از خورشیدِ وحدت نُور گیرد
وجودش جسلگی مذکور گیرد
دریں راہ ہر کہ انوارِ خُدا یافت
بہ تحقیق انتہا در ابتدا یافت

وحدت الشہود

منزلِ اوّل حجاب

شہودِ دوست پنہاں ہر دلے است
ہوائے وصل ہر بے حاصلے است
ولے افگند بر جانش حجابے
گرفتارِ بہر خاکے و آبے

منزلِ ثانی حیرت

شدہ بنیاد ایں دیوانہ گشتن
پئے ہر رنگ وبُو طفلانہ گشتن

اور یہی وہ منزل ہے جو وحدت الوجود کہلاتی ہے کہ مستی و قلندری و مجذوبیت اسی کے مقامات ہیں اور عارف کا بھی درجہ یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن وحدت الشہود کی منزل بہر حال اس کے بعد ہی آتی ہے —

منزلِ آخر ا۔ وحدت الشہود

ے چو در نورِ شہود از خود برآید
سعادت را درے دیگر کشاید
بگردد حاملِ بارِ امانت
بیارد آں امانت بے خیانت

اصل کام تو اس بارِ امانت کا اُٹھانا ہے کہ جسے آسمان، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور قرعۂ فال اس مشتِ خاک کے نام پڑا مگر یوں کہ اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور ؎

دراں مشہد بہ یفتہ آرام یابد

ب : تگاپو

اس کے بعد تگاپوئے دما دم ہی ادائے فرض کی بہترین صورت ہے۔ خواجہ فرماتے ہیں ؎

بنقبیں آں دید وآں شورش ازاں سوست
دریں مسکن نمودے از تگاپوست

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ج : رازِ "لی مع اللہ"

اور اس کے بعد ہی وہ منزل ہاتھ آتی ہے جسے فنا فی اللہ کے بجائے خواجہ نے بقا باللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی مع اللہ" سے آگاہی بھی ؎

چوں گردد خستہ مقبولِ درگاہ
شود در خوردِ رازِ لی مع اللہ

د : ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک یا صوفی "ابن الوقت" کی بجائے "ابو الوقت" بن جاتا ہے۔ خواجہؒ نے خواجہ بہاالدین نقشبند کو اسی لقب سے یاد کیا ہے ؎

ابوالوقتِ دو عالم قطبِ ارشاد
بہاالدین کہ دیں شد از وے آباد

اہلِ سنّت والجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا ہے کہ اہلِ سنت وہی ہیں جو سنتِ رسول پہ دل و جاں سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرک و بدعت کو قریب نہ آنے دیں جتنے نثر میں اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہؒ کے کلام منظوم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے یہ عنوان دوبارہ قائم کرنا پڑا۔ مثلاً ایک مثنوی میں "عقائد دیں و شرائط سلوک و راہ یقیں" پہ روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے، اور تمنّا دار فضل الٰہی "کے لیے چار شرطوں پر پورا اترنا لازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں چوتھی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں تیسری شرط کو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بلا خواہندۂ جذبِ الٰہی	تمنّا دارِ فضلِ بادشاہی
نخستیں شرط ایں سودا یقین است	دوم سرمایۂ ایں سود دین است
سوم پاکیزہ تخمِ ایں زراعت	رفیقِ سنّت و راہِ جماعت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

به تحقیقِ سلف تقلید دیدن — قدم از جادهٔ بدعت کشیدن
چهارم خدمتِ سلطان دینی — قبولِ خاطرِ سند نشینی
ولیکن شرطِ چارم لازمی نیست — بفقدش سدِّ بابِ محرمی نیست

کیونکہ اصل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ اصلِ معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطفِ باطن سے کسبِ فیض کیا جائے یعنی سلطان دو عالم خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ برکات کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ راہ اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مراتب کے حامل ہیں ؎

بسا مرغاں کہ علوی آشیانند — اویسی مشرب و عیسیٰ زبانند
ز حسنِ طالع و از لطفِ باطن — گرفتہ گوہر از اصلِ معادن
رہِ سنّت بہ چالاکی شتابند
نصیب از خواجۂ کونین یابند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیوانگیٔ عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ شرع میں دیوانگی و جنوں کی گنجائش نہیں اور جیسا کہ حصّۂ نثر میں مثال دی جا چکی ہے کہ خواجہؒ کے نزدیک شرع بے عقلی و بے راہروی کی متحمل نہیں ہو سکتی اسی طرح انھوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ بجز

طریقِ شرع جز فرزانگی نیست

طریقِ شرع

فرماتے ہیں ؎

ہنوزم رخصتِ دیوانگی نیست — طریقِ شرع جز فرزانگی نیست
نمیدانم چیزے اندریں راہ — بروں از شرع و نیکی حاشا اللہ
بہ نامشروع اگر اندک جمال است — درو مضمر بسے قہر و جلال است
عدم شو کندراں مرآت نور است
جمالِ دوست را آنجا ظہور است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

نمایاں خصوصیاتِ کلام

حُسنِ تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں جتنے بھی محاسنِ مثنوی نظر آتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دانستہ التزام نہیں کیا گیا لیکن بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جابجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً ؎

لفقرے کز خودش در دیش می داشت
سر الفقر فخری پیش می داشت

حُسنِ ایجاز

کسی بیان کو جب مسلسل تلمیحی انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہاں حُسنِ ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عریض بیانات محض دو مصرعوں میں سمٹ کر بلاغت کی ارفع منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مثلاً ؎

بہ شامِ ہجرت و تاریکیٔ غار　　بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
بجورِ کز قریش و اشترا دید　　بہ آشوبے کہ دشتِ کربلا دید

حُسنِ استعارہ و تشبیہہ و مجازِ مرسل

تشبیہہ و استعارہ شاعری کی رُوح ہے۔ معمولی سے معمولی کلام میں بھی ان کی جھلک دکھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک مثنوی کا آغاز یوں ہوا ہے ؎

در طرفِ روم بیکے ماہ بود　　لائقِ نظارۂ دلخواہ بود
شہد و شکر را بہم آمیختہ　　بر سرِ آں کانِ نمک ریختہ

مدینہ منورہ سے اظہارِ عقیدت یوں کیا ہے ؎

اے خاکِ مدینہ در کجائی　　در دیدۂ من چہ رہنمائی
اے مردمِ چشم دور بیناں　　دے چشم و چراغ نور بیناں

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہہ ملاحظہ ہو ۔

ایں کاسہ کہ بر سرم نگوں است　　　جائیست اگرچہ غرق خوں است

اسی طرح ساقی نامہ میں ساقیِ حقیقی سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو "دلِ کشادۂ ساقی" سے انوکھی تشبیہہ دی ہے ۔

ایمان برہنہ بادۂ تو　　　فردوس، دلِ کشادۂ تو

تنگیٔ دل کو زنداں سے تشبیہہ تو دیا کرتے ہیں مثلاً نسیم ۔

زنداں میں جو زندہ دیکھتا ہو　　　اپنے دلِ تنگ میں جگہ دو

لیکن کشادگیٔ دل کو جنت سے تشبیہہ دینا اور ہی لطف رکھتا ہے :

خوبیٔ رمز

پردۂ مجاز میں طلبِ حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملاحظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب کیا ہے ۔ مثلاً ۔

من پیرِ کہن گدائے جامم　　　زاں جرعۂ کہنہ دہ بکامم[1]

بعض جگہ صنعتِ تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے ۔

ہجرانِ تو وصلِ جاودانی　　　در پیشِ تو مرگ زندگانی

بلاغت

بلاغت کی خوبی سے ہر صاحبِ ذوق آگاہ ہے خواجہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو ۔

گر بحر رسد بہ تشنہ کامے　　　سیرابیٔ اوست ہم ز جامے

اصنافِ سخن

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی صوفیانہ مضامین بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں ۔ مثال کے طور پر یہ رباعی ملاحظہ ہو ۔

---

[1] اقبال ۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی　　　ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

آں کسب کہ نزد ما گشتہ عیاں — در مذہب اہل حق جز ایں ہیچداں

حق موجود است و فا در مطلق است — و ایں نشئتِ خیال جملہ وہم است و گماں

نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سہولت سے بیان کر دیا ہے ؎

ما صورت و حق آئینہ عکس نما ست — این است معیتے کہ حق را با ماست

ہر صورت در ظہور شرط دگر یست — این نسبت اسباب از ایں و پیدا ست

اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاص لطف نمایاں ہے۔

ادب

؎ سنگ در دوزے بہ ادب در نشست — لعل شد و بر سر شجد نشست

حُسنِ تخیل

؎ شبے خوش دل تر از روزِ جوانی — سرم در خواب و دل در کامرانی

روانیٔ کلام

؎ کدامیں ظلم ازیں بسیار باشد
کہ بندۂ بے صفت بیکار باشد

خواجہؒ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ ولادت بھی کہی ہے۔ ساقی نامہ کے عنوان سے بھی اظہارِ خیال کیا ہے اور اس میں دراصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکارِ تازہ کے علاوہ یہ نظم اندازِ نو کی بھی عمدہ مثال ہے۔

تخلص

حضرتِ خواجہؒ کے سارے کلام میں تخلص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور اسی پر ہم اس ذکرِ لطیف کو ختم کرتے ہیں ؎

بغیر آنکہ بر روزِ سیاہِ خود گرید
دگر ز دیدۂ باقی چہ کار می آید

ماخذِ مقدمہ

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف و تالیفات سے خصوصاً مدد لی گئی ہے :

۱۔ حیاتِ مجدد ۔ پروفیسر محمد فرمان ایم ۔ اے (مجلس ترقی ادب لاہور)
۲۔ تصوف ۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی
۳۔ رودِ کوثر ۔ شیخ اکرام (مطبوعہ بمبئی)
۴۔ مجدد اعظم ۔ مرتبہ و مولفہ محمد حلیم (۱۹۵۸ء)
۵۔ تذکرہ اولیائے نقشبند ۔ مولفہ محمد امین شرقپوری ۔ (۱۳۷۱ھ)
۶۔ تذکرہ اولیائے کرام ۔ ادبستان ۱۹۵۵ء
۷۔ آثار الصنادید ۔ سر سید احمد خاں ۔ لکھنو جون ۱۸۷۶ء

ہمارے خیال میں اس کلیات کا مطالعہ خواص کے لیے بالعموم اور عوام کے لیے بالخصوص نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہے کیونکہ ردِ بدعت کی جتنی ضرورت آج سے تین سو برس پہلے تھی اس سے کئی گنا زیادہ آج محسوس کی جا رہی ہے ۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے ؎

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
پھر مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

اگرچہ تین سو سال پہلے کی شخصیتیں یعنی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور ان کے مرشدِ کامل حضرت خواجہ باقی باللہ آج جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات تو بہرحال ہمارے سامنے ہیں اور ان پہ عمل پیرا ہوئے بغیر ساقی سے فیضِ عام کی درخواست کرنا بجائے خود ایک

بدعت سے کم نہیں! مگر

تو بردنِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی!

یزدانی

دیال سنگھ لائبریری، نسبت روڈ لاہور

۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء

(c) ketabton.com: The Digital Library
Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

مختصر احوال

کسی علمی یا عملی فضیلت کے تصوّر میں خود یہ صلاحیّت نہیں کہ وُہ اپنی تاثیر دکھا سکے۔ بلکہ اِس میں تاثیر فضائل کی حامل شخصیات کے اثر ونفوذ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ شخصیّت کی نشوونما اور سیرت کی تشکیل میں شخصیّت ہی کا اثر ونفوذ کام کرتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے نسب کی نسبت ہم عصر تذکرہ نگاروں سے صرف نظر کرنے کی بناء پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید ابُوالخیر صاحب کے اِس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہ پر مشتمل ہے۔ اِس لئے اُسے بجنسہٖ یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔ مرتّب

قبلۂ راستان وکعبۂ حق پرستان خواجۂ خواجگان قطب جہاں حضرت خواجہ مؤید الملۃ والدین الرضی ابُوالوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجۂ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ ورحمہ ورضی عنہ و افاض علینا من برکاتہ واسرارہ کے احوال شریفہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیر و مُرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رشدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے سُنا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھّا ہے۔ اس کے بعد کتاب احمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنّف حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:

حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبدالسّلام تھے۔ سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب علم وفضل تھے۔ اکثر اوقات آہ وبکا میں رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدۂ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خورد سالی سے حضرت پر تجرید وتفرید وتبتّل اور آثار خلوت غالب تھے۔ سِنِ رُشد کو پہنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلوائی

Ketabton.com: The Digital Library

اور دُوسرے اکابر سے علمِ ظاہر بہ تمام وکمال پڑھا۔ اِس سلسلہ میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں اِمتیازی شان پیدا کر لی۔

علمِ باطن اَور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہُوا تھا۔ اِس لیے ایامِ تحصیلِ علمِ ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدا رسیدہ پاک نفس مِلتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اَور اس کی صحبت اَور انفاسِ قدسیہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اَور علمِ ظاہر کی تکمیل کے بعد آپ نے ہند و بلخ و بدخشاں کا سفر کیا۔ اَور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدا رس ملا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اَور فوائد حاصل کیے۔ جتنا آپ اہلِ دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجذوب ملتا تھا آپ اِس کے پیچھے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک مجذوب جب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات آپ کو پتھروں سے مارتا تھا باایں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ دیوانۂ فرزانہ آپ پر مہربان ہُوا اَور آپ کے حق میں اس نے دُعائیں کیں اَور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہُوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہُوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہِ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطانِ جذباتِ آلٰہیہ کے سامنے کِسی کی سعی و کوشش کارگر نہ ہوئی۔ دولتِ دیں اَور متاعِ یقیں کی بادشاہت آپ کو ملتی تھی بھلا مزخرفاتِ دنیویہ سے آپ کیا متاثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اَور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یاب ہوگا چنانچہ آپ حضرت خواجگی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے۔ اور فرمایا تھا اَے فرزند ہم چشم براہ ہیں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو اَور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اَور نسبتِ شریفہ سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اِس عرصہ میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا ؎

من از محیطِ محبت نشاں ہمی دیدم ۔۔۔ کہ استخوانِ عزیزاں بساحل اوفتاد است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطانِ ملک فقر ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور تحریر فرمایا ؎

می گزشتم زغمم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں
عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و مجلی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ بھی صاف تھا۔ بتی بھی تھی تیل بھی حاضر تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔ وُہ دیا سلائی حضرت خواجگی نے دکھائی کامل تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافتِ مطلقہ سے آپ کو سرفراز فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اِس طریقۂ شریفہ کو رونق ہو گی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی تشریف لا کر قلعۂ فیروزی میں جو کہ اب فیروز شاہ کا کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کب تشریف لائے۔ اور باردوم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے رو اداخرہا کہ امرِ مشیخت و ارشاد متروک شدہ بود۔ الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فوائدے کہ دریں دو سہ سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ ورزماں پیش بہ سالہا نمی رسید ص ۸۵) اور زبدۃ المقامات میں لکھا ہے (شاہد عظیم بر علو مرتبۂ ایشاں ہمیں بس کہ دو سہ سال بر مسند مشیخت بودند۔ دریں مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت ایشاں روزی مند گردیدند۔ الخ ص ۴۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ایک ہزار تین یا چار کو باردوم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ سنہ ۱۰۰۸ھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ آپ سے بیعت ہوئے آپ کو یہ محسوس ہوا۔ کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو لینی تھی وُہ اسی مردِ عزیز کی تربیت ہے آپ مکاتیب شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقعہ ۶۵۔ شیخ احمد نام مرد یست در سرہند کثیر العلم قوی العمل۔ روزے چند فقیر با وے نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقاتِ او مشاہدہ کردہ۔ بہ آں می ماند کہ چراغے شود و عالم ہا از وروشن گردند۔ الخ)

گریہ و آہ و بکا و درد و وجد آپ میں بدرجۂ اتم تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے یہ نعمتیں بوراثت ملی تھیں تو بیجا نہیں ہے۔ آپ کی والدہ مبارکہ جو نہایت عابدہ زاہدہ تھیں آپ کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (روئے عجز و نیاز بدرگاہِ بے نیاز آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند خداوندا مرا کہ فرزند در طلب تو از ہمہ بگسستہ و از لذاتِ جوانی

Marfat.com

دست شستہ برآوردہ گرداں یا مرا زندہ مگزار کہ طاقت مشاہدۂ ایں ناکامی و بے آرامی او ندارم۔ زبدہ صـ۱۴۳ قلمی) خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدۂ مبارکہ کی یہ دعائے نیم شبی نے جو رنگ دکھایا یقیناً اہلِ نظر کے لیے مقامِ صد حیرت ہے۔ زبدۃ المقامات کے مؤلف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے اُس نے کیا خوب کہا ہے (بعضے شیخان بزرگ صاحب حال وقال دریں روزگار شصت و ہفتاد سال در ہند شیخی کردند معلوم است کہ از ایشاں کہ ماند وچہ ماند۔ شاہد بزرگی خواجۂ شما ہمیں بس کہ چہل سالگی رفتند و دو سہ سال ہدایت نمودند و عالمے را بہرہ ور گردانیدند۔ الخ صـ۴۹ قلمی) جو کام پروردگار جلّ شانہٗ وعمّ احسانہٗ کو آپ سے لینا تھا وہ بہ وجہِ اتم لے لیا۔ اور بمقتضائے وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ آپ لقائے محبوب کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ سالکانِ راہِ طریقت کو خلیفۂ اجلّ عالی مرتبت حضرت امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانیؒ کے سپرد کیا۔ اِس سلسلہ میں حضرت کے رقعاتِ شریفہ میں سے رقعہ ۸۴ کو دیکھا جائے۔ اور رقعاتِ شریفہ کے جامع نے جو عبارت لکھی ہے پڑھی جائے۔ حضرت میر محمد نعمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں (ایں فقیر در بندگی حضرت القدّس الاعظم حضرت خواجہ بود و ایشاں ہمہ یارانِ خود را فرمودہ بودند کہ در خدمت حضرت امام المحققین حضرت ایشاں بروید و در خدمتِ ایشاں مشغولی کنید و ہر قسم شغل کہ ایشاں فرمایند بہماں روش مشغول باشید و در خدمتِ ایشاں تعظیم ما نکنید بلکہ توجہ خود بجانبِ ما نہ کنید۔ در آں اثنا بہ ایں فقیر حقیر محمد نعمان فرمودہ کہ میاں شیخ احمد آفتابے اند کہ مثلِ ما ہزاراں ستارہ در ضمنِ ایشاں گم اند۔ الخ صـ۲۳۹ زبدہ قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے پہروں میں ۲۵ ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کے گوشِ حقائق نیوش نے صدائے یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ سنی اور آپ بہ صد شوق راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَغَفَرَلَهٗ وَرَضِیَ عَنْهُ وَقَدَّسَ سِرَّهٗ

آپ نے اپنے بعد اپنی والدۂ مبارکہ، دو بیویاں اور دو پسر خورد سال چھوڑے۔ جن کی ولادت سنہ ۱۰۱۱ھ پہلی ماہ ربیع الاوّل اور چھ ماہ رجب کو ہوئی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان چھوڑا۔ صرف ایک ردیبہ چند کتابیں۔ ایک گھوڑا اور ایک فرش (ملفوظات صـ۳۷ قلمی) یہ ہے عشق فی اللہ نیا

(c) ketabton.com: The Digital Library

کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرِیْ سَبِیْلٍ کی اعلیٰ مثال لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ - رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ آنٍ -

تصنیفات

رسائل مختصرہ نمازِ حقیقی وصوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعوذ و بسم اللہ و فاتحہ و والشمس واخلاص و فلق و ناس و آیت ھُوَ مَعَکُمْ و آیت اَیْنَمَا تُوَلُّوْا و ترجمہ دعائے قنوت و رسالہ نا تمام در سلوک جو رقعات میں ۶۲ میں درج ہے۔ اور شرح رباعیات رسالہ سلسلۃ الاحرار۔ اور ۸۷ رقعاتِ جانفزا اور دو مثنویاں دو تواریخ تولد برخورداران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیرانِ طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرد۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوزِ دروں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

رُباعی

صحرا نشیں زسیل حذر کن کہ آستیں — ترمی کنم بہ گریہ و افسردہ می روم
آں گلبنم بباغ تو کز یک نسیم لطف — نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

آپ کا نسب

صاحب ملفوظات اور صاحب زبدۃ المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ حضرات القدس میں لکھا ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد قوم سے خلج تھے۔ خلج کے متعلق قدیم تحقیق یہ ہے کہ خلج ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار فیض محمد خاں ذکریا صاحب کابلی کی تحقیق یہ ہے کہ خلج افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار صاحب افغانستان کے سربرآوردہ اور ذی علم افراد سے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر یورپ میں چھپ چکا ہے۔ مجھ سے یہ بات خود انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدۂ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے "مخفی نماند کہ والدۂ ماجدۂ آنحضرت از دودمان سیادت بود و از قانتات نساء" الخ صـ ۱۳ قلمی۔ یعنی آپ کی والدۂ ماجدہ سادات کرام

Marfat.com

Sohnkitabton.com: The Digital Library

میں سے تھیں حضرات القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفہ ہیں۔ اصلی فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اُردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اِس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے ناناصاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی تک جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے نانا تھے پہنچتے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندانِ سادات سے تھیں۔ الخ ص ۲۱۵) بظاہر ان دونوں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دُوسری آپ کی نانی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرات القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو شاید یہ دقت نہ نظر آتی کیونکہ اِس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ ہُوئے تصرف آ رہی ہے صفحہ ۲۱۳ پر حضرت کا اسمِ گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ) لفظ سید یقیناً مترجم صاحب کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے (حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی ہے) غالباً مترجم خلجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھے ہیں اور اِسی لیے انھوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہوگا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وُہ صحیح ثابت ہو۔ اِس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ حضرت کی ایک رُباعی ہے۔ فرمایا ہے ؎

بدمستِ من امشب چو مہ آراستہ است — غم ہیچو ہلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند — وے شب بنشیں کہ فتنہ برخاستہ است

چُونکہ آپ نے پہلے مصرع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اِس لیے ترکاں سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزندِ خورد خواجہ محمد عبداللہ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔ اِس میں فرماتے ہیں ؎

گلشکرے بوالعجبے دست داد — شکر ہندی و گل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گلشکر یعنی گلقند بتایا ہے جس کی شکر ہند کی ہو اور پھُول ترک کا ہو۔ اِس سے معلوم ہُوا کہ اِس فرزندِ عالی قدر کی والدہ کشمیر کی تھیں اور پدرِ بزرگوار تُرک ہیں۔

حضرات القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزارِ پُر انوار پر بارہا حاضر ہوتے ہیں۔ انھوں نے یقیناً وہاں وُہ کتبہ بھی پڑھا ہوگا جو حضرت کے سرہانے دیوار میں جڑا ہُوا ہے۔ اِس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

پچاس۵۰ سال پہلے پیرجی مظفر علی کے وقت میں سنگ مرمر پر ان کو کندہ کرا کے لگوا دیا گیا ہے۔ دُوسرا شعر اِس طرح ہے ؎

حامیٔ دینِ نبی اکمل امام المتقیں　　　مور دِ فضلِ گرامی آلِ ختم المرسلین

اِس شعر میں آپ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو سادات کرام ہیں۔ اور احمد حسین خان صاحب وہاں کے متولّی صاحبان سے بھی ملے ہوں گے۔ (پیرجی مظفر علی سے) جو کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سیّد بھی لکھتے تھے لہٰذا کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے اپنے خیال سے اظہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ شروع میں اور قریشی کا اضافہ خلجی سمرقندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثار الصنادید میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل خلفا میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۴۹ھ کو کتاب جواہرِ علویہ لکھی ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سمرقندی الاصل کابلی المولد اند خلج بودہ اند و از جانب والدہ بحضرت شیخ عمر باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میرسند) اِس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے۔ ممکن ہے آپ نے بھی مزارِ پُر انوار پر کتبہ لکھا دیکھا ہو اسی لیے خلج کا اظہار ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگانِ دین کو سیّد بنانے کی مہم کافی عرصہ سے جاری ہے۔ ممکن ہے اسی جذبہ کے تحت آپ کو سیّد بنایا گیا ہو لیکن اس کے ساتھ اِس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ کہیں حضرت کو بنا بریں سیّد نہ بنا دیا گیا ہو۔ وُہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلاں قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام "مَبلَغُ الرِّجال" ہے۔

اِس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں "گوید بندۂ سر افگندہ شرمندہ از کردہ از تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجۂ آفاق سبطِ آل النبی موید الملۃ والدین الرضی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبید اللہ .... الخ"

آپ نے اپنے پدرِ بزرگوار کو آلِ نبی یعنی سادات کرام کا سبط قرار دیا ہے۔ سبط عربی لفظ ہے۔ اور

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

از رُوئے لُغت عربی میں اولاد کی اولاد کو سبط کہتے ہیں چاہے وُہ پسر کی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن از رُوئے استعمال پوتے کو حفید اَور نواسہ کو سبط کہتے ہیں۔ یہ اِستعمال اِتنا ذائع اَور شائع ہوّا ہے اَور خاص کر اسلامی دَور میں۔ کہ بعض اہلِ لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہا جاتا ہے۔ دیکھو المنجد میں لکھا ہے۔ سبط ولد الولد ویغلب علی ولد البنت مقابل الحفید الذی هو ولد الابن یعنی حفید پوتے کو کہتے ہیں اَور اس کے مقابلہ میں نواسے کو سبط کہتے ہیں حضرت حسن اَور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبط النبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سات سال ہوئے اِس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ صحیح النسب سیّد ہیں۔ اور دلیل میں رسالہ مبلغ الرجال کی یہ عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اِس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولّیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنا نسب سیّد قرار دیتے ہیں حالانکہ

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامی　　　کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

مبلغ الرجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبطِ آلِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) تھے۔ اَور آپ از جہتِ پدر بزرگوار قوم خلج سے تھے جو کہ مشہور اَور قدیم قول کی رُو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قول کی رُو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترکی پھول قرار دیا ہے۔ اور سردار فیض محمد خاں زکریا کی تحقیق کی رُو سے خلج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اَور یہ لفظ حقیقت میں خلج ہے اَور یائے نسبتی کے ساتھ خلجی ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

حضرت کا مزار پُر انوار پُرانی دِلّی کی فصیل سے (جواب صرف پُرانے نقشوں میں مل سکتی ہے) جہتِ غرب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ جہتِ غرب قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو شمالاً جنوباً ہے۔ اَور قطب روڈ سے عیدگاہ روڈ جو غرب کو نکلی ہے اس کے مقامِ اتصال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال 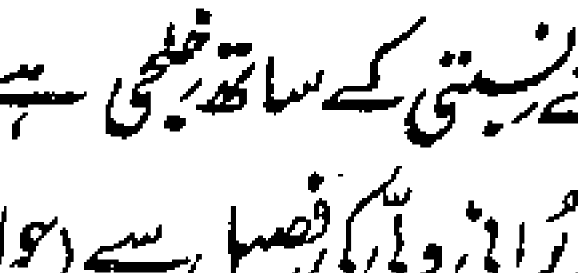 جنوب) مزار پُر انوار چار دیواری میں ہے۔ جہتِ شمال مسجد شریف کا صحن ہے۔ آپ کے مزار پُر انوار کی شرقی دیوار کے پاس آپ کی والدہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا استراحت فرما رہی ہیں۔ صدہا بلکہ ہزارہا اللہ کے نیک بندے قرب وجوار میں چاروں طرف راحت کی نیند (نم کنوم العروس) سو رہے ہیں۔ اس عاجز کے دیکھتے وہاں کے منتظمین تقریباً تین حصہ قبرستان کا فروخت کر چکے ہیں۔ جو تھوڑا حصہ (تقریباً چوتھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور آثار اچھے نہیں ہیں۔ کل من علیہا فان۔ البقاء للہ وحدہ۔ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۴ھ
۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

زید ابوالحسن فاروقی
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ
چتلی قبر، دہلی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ملفوظات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلماتِ جانفزا و سخنانِ دل کشا

ملفوظاتِ شریفہ و احوالِ مبارکہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

نوٹ:- حصہ اول (بعض تحریرات) است و جلد دوم ملفوظات است۔ مجموعہ ایں ہر دو حصص یک رسالہ است کہ نام جامع و مؤلفِ آں ظاہر نہ شدہ البتہ از نظم وے کہ در آخر نوشتہ معلوم می شود کہ وے رُشدی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد و صلوٰۃ نمودہ مے آید کہ چوں بسابقہ عنایت ازلی و رہنمونی سعادت لم یزلی ایں ذرہ احقر کہ نامِ خود را از غایت بے اعتباری شایستہ اندراج ایں نامہ بلند قدر نمی بیند از جملہ باریافتگاں درگاہ خواجہ جہاں پناہ مرجعِ حق پرستاں قبلہ راستان و درستان مہرِ ہدایت و سپہرِ معرفت النور الاتم و سر اللہ الاعظم صاحب التصرف الاقصے والآفاقی ابو الوقت خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاویسی مَتَّعَ اللہُ علے العٰلمین ببقائہٖ وشرح صدور المسلمین بلقائہٖ شد اکثر اوقات از ہیبت آں مقام بخلوت خاص راہ بروں دشوار بود ہے مگر آں کہ لطفِ عمیم آں دریائے کرم دستگیری فرمودہ دراں موطن قدس جائے داد ے و در بعضی مجالس کہ آں لسان وقت گہر ریز شد ے بخاطر سوختہ[1] و دل شیدا رسید ے کہ ایں کلماتِ جانفزا و سخنانِ دلکشا کہ سامعہ می افروزد و پنبہ غفلت سے سوزد و دل را پر دانگی مے فرماید و دماغ را بہ بہار می آویزد و بر ہوش شیشہ مے شکند و رُوح را با طلاق مے انداز و در قیدِ کتابت آوردہ شود تا ہر کہ مزہ حق پرستی در دِل و لذت حق شناسی در ذوق و طلبِ تحقیق در استعداد داشتہ باشد از مطالعہ آں خوش وقت شود و بہرہ بردارد و چُوں کہ پرتوی از ضمیر آں صاحب دل بر وقت محرر افتد و در از مضیق تعلقات خلاص بخشد اکنوں بآں خواہش فائز می گردد حق سبحانہ حضرت ایشاں را بر مفارق طالبان باقی و پائندہ دارد و ایں جواہر گران بہا بر صفحہ ظہور آناً فاناً جلوہ گر باد بالنبی و آلہ الاطہار الامجاد۔

---

[1] نسخہ شیفتہ

ketabton.com: The Digital Library

مخفی نماند که هر جا دریں رساله لفظ حضرت ایشان ثابت افتد مراد حضرت خواجه خواهند بود و آنچه از معارف و حقائق که از زبان مبارک حضرت ایشان استماع می افتد چوں قوت مدرکه محرر از ادراک کُنهٔ آں قاصر بود و قوتِ حافظه در ضبط عبارات شریفه بعینها غیر وافی. اگر در ضمن بیان خللے در لفظ یا در معنی راه یابد محمول بر قصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود عفی الله عنه و عن جمیع المسلمین بعد ذالک خواستم که مجملے از ابتدائے احوال کرامت مآل حضرت ایشان و استفاده نسبت و اخذ طریقه از وسائط ما تقدم در ابتدائے این رساله نقل کنم برخی از آں بخط شریف آنحضرت یافته شد و آن اینست-

ابتدائی توبه از معاصی در ملازمت خدمت خواجه عبید کرده شد لیکن خیال رجوع و عزم ترک در باطن بود و التماس فاتحه در ظاهر ایشان از خلفاء مولینا لطف الله بوده‌اند و مولینا لطف الله خلیفه مولینا خواجگی دهبیدے علیه الرحمة بوده‌اند چوں توفیق استقامت نیافت بار دیگر توبه در ملازمت بندگی افتخار شیخ که در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانواده حضرت خواجه احمد یسوی بوده‌اند کرده شد اگرچه جناب ایشان رضا نداشتند و مے فرمودند شما جوانید لیکن چوں عزیمتِ فقیر مصمم بود لضرورت فاتحه خواندند و فرمودند خدا استقامت بدهد موافق تفرس آن بزرگواران آن عزیمت برهم خورد و خرابی‌هائے عجب روئے داد بار دیگر بے صنع و اختیار فقیر در بندگی حضرت امیر عبدالله بلخی مدظله تجدید توبه بظهور رسید مقرون بمصافحه آں نعمتے بود غیر مترقب امید که برکات آن مواهبت الی یوم القیام بماند. القصه چندگاه دیگر در مقام نگاهداشت حدود بود باز تاثیر اسم المضل آن سد را شکست عاقبت به هدایت صمدیت در خواب بشرف ملازمت حضرت خواجه بزرگ خواجه بهاؤ الحق والدین صورت توبه منعقد شد و میل طریقه اهل الله بظهور رسید بحکم اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ بهر طرف دستے مے انداخت. عاقبت بعضے از مخادیم فرمودند که ذکرے که منتهی تا بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم مے رسد نتیجه مند است تعطش بر انداشت که از همان عزیز طریق ذکر و مراقبه اخذ کرده شد. مدت دو سال بر آن ذکر و مراقبه و اوراد سلسلهٔ آنعزیز مداومت نموده شد شنیده شده بود که تا سالک مدتی قریب بچهل سال میدان لا الٰه را قطع نکند بمنزل اِلَّا الله نخواهد رسید ساده لوحی بر آن میداشت که مرور زمان را در ذکر غنیمت شماده و بهمان صورت عبادت قناعت نماید. هر چند که دریں میان اشارات غیبیه در سلوک طریقه دیگر ظهور مے کرد قدم استوار را

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

از جانمی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقه تخم وَفِیهَا مَا تَشْتَهِیهِ الْاَنْفُسُ میکاشت انشاء اللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جو بیار مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ سیراب گرداند بالآخرہ بکشمیر رسیدہ شد و بملازمت حضرت شیخ بابای والی قدس اللہ سرہ العالی اتفاق افتاد و از برکات نظرش بہرہ مند شد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ آن نظرات فتح باب قبول آمد۔ چون کہ حضرت شیخ از سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ نیز مجاز بودند و استعداد طالب متوجہ آستانۂ آن بزرگواران نفحات ربانیہ از دریچہ ہای خانوادہ اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدار القرار غیب معہودہ خود لہا جلوہ گر شد و ارواح طیبات ایشان در بشرات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و ہمین توجہ ایشان آن نسبت را فوقی پیدا شدہ دایرہ غیبت وسعتی پیدا کرد و راہ روشن شد فی الجملہ جمعیتے دست داد تا آنکہ بجذب عنایت ایشان بخدمت مخدومی حقایق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی امکنگی رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود بیعت و مصافحہ بدست آورد و طریقۂ خواجگان اخذ کردہ شد و بطفیل ملازمت آنحضرت و ارواح طیبۂ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان در سلک افتادگان این راہ و نیازمندان این درگاہ در آمدہ شد اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اِنْتَھٰی کَلَامُہٗ۔

شنبہ غرہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنۃ تسع والف

سعادت حضور روی داد دریں اثنا این فقیر را دل بجا اسلنے آویختہ بود۔ چنانچہ خطرہ او بسیار می آمد و تشویش میداد بزبان باطن ہمتے از حضرت ایشان درخواستم کہ ازین تشویش خلاص یابم۔ زمانی برین بگذشت کہ از مخلصان توکل خدائے از در در آمد و سلام کرد عنایت بسیار دربارہ او فرمودند و امر نشستن کردند بعد از زمانی بدین لفظ مبارک راندند کہ کدخدائی سہ ضرر دارد۔ ضرر اول بنفس عاید شود چہ نفس را باعث شہوات پیدا آید مثل مار سر مازدہ کہ بحرکت و جنبش افتادہ بود۔ ناگاہ تاب آفتاب بادو رسید جان تازہ یافت این زمان از قید احاطہ بدر میرود و علاجش آنکہ منہمک در شہوت کامرانی نگردد و عنان اختیار کشیدہ تر

Marfat.com

...oton.com: The Digital Library

دارد۔ ضررِ ثانی بدل راجع گردد و آن برطرف شدن یقین ست۔ چه درین محل فتورے در یقین رازقیّت
رزاقِ حقیقی و نقصانے در توکّل بحق سبحانه راه یابد علاجش آنکه غم روزی نباید خورد که رزاق علی الاطلاق
ضامنِ عباد شده است۔ هم درین محل فرمود که توکل نه آنست که ترک اسباب کنند بنشینند چه این بے
ادبی ست بلکه اقامت بسببِ مشروع مثل کتابت وغیره میباید کرد و نظر بر مسبب میباید اندوخت
زیراکه سبب مثلِ دروازه است که حق سبحانه برائے وصول مسبب ساخته درین میان کس دروازه را
بربندد که از بالا خواهد بر تافت بی ادبی کرده باشد چه دروازه بنا کرده اوست و دلالت دارد براینکه کشاده
بنشینند۔ بعد ازان او داند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالا بر تابد و آنها که بنشینند و در بربندند و نظر بر فتوح
دارند ازین باب است چه با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بے همتی و ترک اسباب است
ضرر ثالث بروح راه یابد و آن مسمی انجذاب است که از فرطِ میل بصورِ جمیله پیدا می شود چه روح محل
انجذاب حق است سبحانه در زمانیکه میل بصور جمیله پیدا گردد انجذاب آنجناب کمین رفت علاجش آنکه میل
مفرط بصور جمیله پیدا نکند چه کسیکه درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت
نامحرم باشد در آن نشاء تواند بود که بشکل کریهش مبدل سازند و اورا بدان مبتلا گذارند۔ در آن وقت بوئے
از لذت حضور بحق سبحانه بمشام او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند محل تامل است و در طریقهٔ
عالیهٔ نقشبندیه قدس الله تعالی ارواحهم بغایت مُبعّد است هم درین محل فرمودند که در بعضی کتب مسطور است
که خواجهٔ بزرگ حضرت خواجه بهاؤالدین نقشبند قدس سره به بعضے غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیاناً
باین روش مدد و امیکردند که عشقِ صوری پیدا کنید بعد از آنکه پیدا می کردند کمال بے تعلقی شان بحاصل آمدے
چنانچه غیر از همان یک تعلق تعلقِ دیگر نمی ماندے باندک تصرّف دلِ آنها را از محبت صورت می گذرانیده
اند۔ لاجرم چون جمیع علائق مرتفع می شد حضور و آگاهی شان پیدا مے آمد و این عملِ حضرت مبتنی بر آن مسئله
فقه است اگر طبیب حاذق بر بیماری امر بارتکاب شئ حرام کند که علاج منحصر درین است ارتکاب آن جائز
است نزد بعضی ائمه و صاحب کشف المحجوب که از امامانِ طریق است تکفیر قومی که باباحتِ این امر قایل
شده اند کرده چه جائے آنکه مدار سلوک برین نهاده باشند و حضرت خواجهٔ بزرگ نه آنست که باهل این سلوک
امر باین کار میفرمودند بل کسانیکه میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و آگاهی
اندکے بود در اوان ابتدا چندے درین کار میگذاشته اند و بمقصد اعلی میرسانیده اند۔ درین اثنا بنده

(c) ketabton.com: The Digital Library

درگاه عرضداشت که اگر کسی را در عین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش چه کند فرمودند، اگر مُرشدی داشته باشد باو بگوید تا بتصرف او را ازین مهلکه برآرد یا سفر اختیار کند آن شهر را بگذارد و چون او در ورزش نسبت حضور و آگاهی بجا خواهد بود و اوراجمعیت مفرط نخواهد بود و سفر بروی چندان شاق نخواهد آمد چه حضور خاصیتے دارد که در برابر او هیچ چیز را لذتی در ونقی نمے ماند و این بیت را در اشاره به تحصیل دوام آگاهی خواندند

بیت - چند گاہے بے لب و بے کام باش   بعد ازاں بنشین و یارِ جام باش

بعد ازیں موافق این سخن فرمودند که حضرت خواجه ما خواجه احرار قدس الله سره مخلصے داشتند - ملا لطف الله نام مردی منبسط بر مطائبه بود - چنانچه بعضے اوقات حضرت خواجه را خوش می آمد باو سخن میکردند روزی ازو پرسیدند که ملا لطف الله اگر کدخدا شوی چه طور زنے خواهی خواست - گفت سبز و شیریں - فرمودند در اندک زمانے شیرینیها خواهد رفت همیں سبزی خواهد ماند - هم دریں محل فرمودند که ازاکابر هیچ کس بجمال صورت متوجه نمانده است و حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سره السامی که از پیشروان این قافله بودند در آخر تبری ازیں نمودند چنانچه احوال ایشاں و بسیاری از سخنان ایشاں دلالت براین معنے دارد - و ازان جمله است این رُباعی - رباعی

رفت آنکه به قبله بُتاں رُو آرم   حرفِ غم شاں بلوحِ دِل به نگارم
آهنگِ جمال جاودانی دارم   حُسنے که نه جاوداں ازو بیزارم

انتهی کلامه سلمه الله تعالیٰ و ابقاه چوں کاتب از مجلس برخاست دل سردی تمام ازاں علاقه دست داده بود و بالکلیه مرتفع شده - الحمد لله و المنة -

---

یکشنبه دوم صفر ختم الله بالخیر و الظفر سنه مذکور

دولت زمین بوس رُوئے داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات که در رسائل این طریقه عالیه واقع است استفسار کرد - فرمودند چوں حضور صاف بخود قائم دست دهد مزاحمت نفی و اثبات را گنجائش نماند - هم دریں محل بر لفظ مبارک راندند که تا حضور ذاتی که حضور صاف عبارت ازآں است سالک را حاصل نشود از تقید توحید جسمانی خلاص نیابد چه توحید صوری در مراتب اجسام

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

می باشد چنانچه وجودِ جسمانی خود را و غیر را وجودِ حق داند و درین وقت تمیز و تفرقه باقی است روح بفنا و اضمحلال نرسیده است زیرا چه بروح است تمیز هر چیز۔ ایں موحد بتوحید که مقرر علمائے دین و صوفیای محققین است رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین نرسیده و آن عبارت از مدلول کریمه وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ که تنزیه صرف که منزه از صفات تنزیه است تا فروغ حضور ذاتی در نگیرد و روح را بفنا و اضمحلال نرساند حجاب از چهرهٔ مقصود بر نه افتد اگرچه آن حال لمحه باشد و ایں همان قدر که در تقدیر رفته است روئے می نماید علیٰ تفاوت الاستعداد پس همیشه منتظر باید بود که حق سبحانه بوجود موهوب حقانی که مقربان خود را بدان مخصوص گردانیده است مشرف سازد و ایں جا کسب را اصلا دخلی نیست محض بموهبت وی تعالیٰ و تقدس دست دهد درین مقام مضمون ایں مصرع۔

از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم

واضح گردد۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ

پنجشنبه ششم صفر سنه مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک راندند که محبت صفات آنست که کسی بشخصے محبت دارد و ازیں جهت که او عالم است یا شجاع درین وقت محبت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد۔ چنانچه اگر ایں اوصاف از و مرتفع شود محبت او هم نماند و محبتِ ذات آنکه او را دوست دارد بی ملاحظه هیچ صفتی نه در وقت اتصاف او بصفتی در محبت تزایدے و نه در وقت عدم اتصاف نقصانی هم درین محل فرمودند۔ محبت ذات از اهل شهود کسی راست که غرض خویش درمیان نباشد۔ چنانچه بعضے ازین جهت دوست دارند که از مشاهده او لذتی و سروری در ایشان پیدا شود و بعضے جهت نه بینند۔ محبت بذات صرف او دارند۔ اگر درین مقام بتجلیاتِ جمال او لذت و سرور بایشان رسد هیچ منافات بمحبت ذاتی ندارد بلکه این کمال محبت ذاتی است۔ هم درین محل کتابی از مصنفات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سره السامی که پیش حضرت ایشان نهاده بود برداشتند و کشادند۔ ایں حدیث قدسی بر آمد که مَنْ قَتَلَهٗ مُحَبَّتِيْ فَاَنَا وَلِيُّهٗ بیانی عالی فرمودند که حق سبحانه بیان طریق مراقبه

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرموده است که هرگاه محبت ذاتی بمرتبه فنا و امانت برسد محب بذوق یافت و تجلی ذات فائز گردد و اینجا دیت همین ذوق یافت است که بعد از فنا و محبت ذاتی بظهور میرسد یعنی طریقه مراقبه مذکوره که عبارت از ظهور محبت ذوقیه است البته موصل بمقصود است۔ بعد ازین سخن فرمودند که مدار طریقه ما برین سه چیز است۔ رسوخ بر عقائد اہل سنت و جماعت۔ و دوم آگاہی و عبادت۔ ہرکرا در یکی ازین ها فتورے رفت از طریقه ما برآید فنعوذ بالله من الذل بعد العزو من الرد بعد القبول ہمدرین محل محرر این سطور عرضداشت کرد که آرزو دارم که ہرچه در حضرت عالی مذکور می شود باجازت آنحضرت در قید کتاب آورده شود۔ بعد از خواہش بسیار فرمودند بنویس و من نمائی خوشحال شدم و فرحت عظیم من روی نمود بخاطر آوردم که این دولت بس عظیم است که نامزد روزگار من شده و غالباً این خوش حالی نفسانی بوده است۔ مجلس چند که بے اجازت نوشته بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چه احتیاج که بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم که مرا بنور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوت فهم سخنان اکابر روی می نماید و راه روشن می شود فرمودند که اگر شما را باین نوع سخنان سری است چیزے ازین علم بخوانید نوشتن چه در کار است ننویسید که نفس شما درین جا دخل است لاجرم وست ازان دولت کوتاه کرده آمد و خاطر اراده منصرف شد۔ ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار　　فگند اندر خرابی هائے بسیار

کنون زین بادیه تا کار دانم　　مگر کرگس رساند استخوانم

تا آنکه در شهر رمضان المبارک سنه مذکور عنایت آلہی درکار شد و طالع یاوری کرد و غنچه اُمید بشگفت و از چهره مقصود پرده برافتاد و نخل سعادت ببار آمد یعنی جناب میاں شیخ احمد سرہندی وغیرہم که از مقربان و مقبولان درگاه خلائق پناه اند تقریبی ساختند و مکرراً درخواست قبول این امرخطیر کردند۔ بعد از تامل و تردد بسیار قبول کردند و فرمودند سخنی که در طریقه دخلی داشته باشد بنویسند و حکایات و معاملات مشائخ راکه مذکور می شود بان ضم نه سازند و دکانی راست نه کنند چون آرزوی این فقیر بر نیل این مراد سابق بود و بواعث نفسانی و دواعی طبیعی درین مدت بگوشه رفته و بی قوت گشته لاجرم این دولت بازمن انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریده

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

شد۔ بیت

مورِ مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد　　دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

حسب الامر العالی حکایاتی کہ در خلال مجلسِ اقدس مذکور می شود ہر چند فوائد عظیم در ضمن آن مندرج میسود حتی الامکان زبان قلم از آن نگاہ داشتہ آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف برآں بود اکنون بتائید الٰہی و استمداد از ارواح طیبہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم و استعانت از باطنِ اقدس حضرت ایشان درین امر شروع نمایم ونعوذ باللہ من الخلل والزلل۔

پنجشنبہ یازدہم ماہ رمضان المبارک سنہ تسع والف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد از افطار مردے از صوفیان شیخ جلال تھانیسری بملازمت آمد۔ ظاہر این مرد قبل از افطار آمدہ بود و منتظر طعام خنکی بر در نشستہ و این شخص ہمیشہ بعد از ادای تہجد طعام میخوردہ است و صومِ دوام میداشتہ بحضرتِ ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران را مخاطب ساختہ فرمودند کہ روزہ داشتن در صفتِ حق سبحانہ آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزّہ است بندہ میخواہد کہ زمانی متخلق باین خلق شود لیکن اظہاراً للعجز باید کہ سحر بخورد و آنگاہ باادب و عجز در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی برنہ افتد و قدرت و قوت کہ صفت خاصہ اوست عز و علا مخصوص او دانید و بود ہمچنین قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس منزّہ از نوم است بندہ درین صفت باد افتد المودہ قیامِ لیل شروع می نماید باید کہ گستاخانہ باحول و قوۃ خود درین صفت در نیاید و اول شب بطعام تعجیل نماید تا عجز خود عرضہ دادہ باشد۔ آں مرد فی الحال از وضع سابق برگشتہ طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بغایتی بر قرار داد خود راسخ بود کہ بگفتہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی بعد ازان برائے کاریکہ آمدہ بود عرضہ داشت و بازگشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفواد دیدہ شدہ است کہ اوائل حال روزگاری ابراہیم ادھم قدس سرہ قوت خود بہیزم کشی میکردہ اند دراں ایام از عُبّاد مرد بملازمت ایشان آمدہ است کہ تمام شب قیام کردی بر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است، باو

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرموده اند میتوانی که روزے چند از طعام مانخوری ولی راضی شده در دو سه روز ببرکتِ لقمۂ پاک کار او بجائے رسید که در سنن موکده هم تقاعدی ازو فهمیده مے شد انتهی کلامه سلمه الله تعالیٰ و ابقاه ظاهرا قیام او نفسانی بود و بطفیلِ لقمۂ پاک نفسانیتها نابود گشته بجائے او حقانیت متولد شده باشد والله اعلم

چهار شنبه بست و یکم شهر شوال سنه مذکور

سعادت حضور روئے داد نفحات الانس مطالعه می کردند سخن در جاه افتاد فرمودند شیخ ابو عبدالله حنیف جاهی داشت که مشاهیر روزگار دختران خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیشِ او آوردندے و او بنکاح گرفتے و بجای هر کدام یکی را از زنان سابق طلاق گفتے هم چنین تا هفتاد زن بهم رسیده بودند و به هیچ کدام ازین ها نزدیکی نکرده چوں ایشاں را درین معنی توهمی بخاطر آمده همه اینها جمع شده پیش یکے ازینها که صاحب جمال و دختر وزیرے بود و خدمتِ شیخ بسیار کردے و شیخ باو میلے داشت آمدند و از حقیقتِ حال استفسار کردند. وی گفت. ایں قدر دانم که روزے دستِ من بگریبانِ خود فرو برد. دیدم که از سینه او تا ناف هفده گلوله برآمده بود. سرِ آں پرسیدم گفت اینها از ثمر صبر است که از مثلِ تو نازنینی خود را نگاه میدارم. هم درین محل فرمودند که حق سبحانه تعالیٰ مقتدایان را در هر زمان بطورے میدارد که صلاح مریداں آنوقت در آنست بحال مریداں آنوقت را که خدائی مضر بود. درین اثنا مجذوبی از حاضران سوال کرد که اینها که حکم کرده اند و اشارت بزرگانی کرد که در نفحات مذکور اند و تشخیصِ احوال مشائخ نموده اند که فلاں بزرگ چناں بود و آں دیگر چنیں. مگر در لوحِ محفوظ حال او را دیده گفته اند یا بقیاس و تخمین فرمودند که هر چه میگویند بالهامِ حق سبحانه تعالیٰ یا بتفرس کامل که ایشاں را حق سبحانه تعالیٰ اعطا کرده است دریافته حکم میکنند و هر کدام بر اندازه صفاتِ خود که از مبداء صفات فیاض نصیبۂ ایشان شده است تعبیرے می فهمند. ائمه مجتهدین از معانی قرآن نکاتِ علومِ شرعیه استخراج کردند و اولیاء الله حقائق و معارف ازاں معانی فرا گرفتند. هم دریں محل فرمودند که شخصے از حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه پرسید که شما از اهل بیت آں سرور صلی الله علیه وسلم و از شما قریب ترے نبود بشما چیزے گفته باشند که بدیگراں نگفته اند چنیں نیست آنچه بدیگراں گفته اند بما هم

Rekhtabtcon.com: The Digital Library

گفته اند د آنچه بما گفته اند ہمہ گفته اند امامارا فہمے و دریافتے داده اند که بدیگران نداده اند و این دو بیت از مثنوی خواندند

اہلِ دین از دُور نامت بشنوند ۔ تا بقعر تار و پودت در روند
بلکه پیش از زادنِ تو سال ها ۔ دیده باشندت ترا با حال ها

باز آن مجذوب عرضه داشت که اَلْمُجْتَهِدُ یُخْطِئُ وَیُصِیْبُ یعنی خلاف اولیا نیز از مقوله خلاف ائمه شرع است۔ فرمودند خطائے این طائفه در مفہوم کلام یک دیگر است نه در اصل مسئله۔ در اصل ہمه متفق اند خطا در مفہوم کرده اند ازاں رو که قائل فصیح نیست ۔ در عبارتِ او قصورے است که مدلول مفہوم نمی شود یا ازاں جہت که حالِ این بحال آں دیگر برابر نیست ۔ ز وائد احوال او در اجسب حال خود رنگِ دیگر فرا گرفته د تخطیه کرده است و تخطیه شیخ علاء الدوله سمنانی نسبت شیخ محی الدین ابن عربی از قسم ثانی است ۔ در نفحات مذکور است که بعضے از فضلا که بهر دو ایشاں معتقد اند تحقیق فرمودند که مخالفت بینهما جز در مفہوم نیست والا در اصل مسئله ہیچ نزاعی ندارند لیکن آں فاضل مخالفت را از قسم ثانی نداشته و عدم فہم را عذرے نیاورده ۔ و ہم در نفحات مذکور است که شیخ علاء الدوله در حاشیه فتوحات نسبت به شیخ نوشته است اَیُّهَا الْمُحَقِّقُ اَیُّهَا الصدیق و در جای تخطیه و تکفیر کرده است این سخن مقوی آنست که تخطیه بحسب عدم فہم است یعنی آنچه یافته است قبول داشته و آنچه نیافته نفی کرده اصلاً نفس را درین جا شائبه نیست باز آں مجذوب عرضه داشت که اینها استعداد ها آورده بودند که چنیں شدند یا بتوجه مرشد بمراتب ولایت رسیدند۔ فرمودند که ہم این بود و ہم آں چه استا د کیمیا گر از چند جوہر مثل سیماب و مس وغیره طلامی سازد و از خاک نمی سازد ۔ بیت

بس نکته لطیف بباید که تا کسی ۔ مقبولِ طبع مردمِ صاحب نظر شود

لختی سخن در احتیاط لقمه افتاد از اکابر عزیزے را نام برده فرمودند که او گفته است که وقت طعام خوردن حاضر باید بود که بغفلت خورده نشود چه لقمه بمشابه تخم است اگر از سر حضور بکار رفته است حضوری آرد والا پریشانی و غفلت اگرچه لقمه پاک ہم باشد از حاضراں فقیرے سوال کرد ازین جا ظاہر می شود که اگر بشبهت ہم بخورند و حاضر باشند حضور آرد فرمودند چوں نه اما در آرام البته فتوری خواہد رفت و راه ترقی جز دوام آرام نیست ۔ صاحب آرام مثل سائلے است که بر در کریم ایستاده است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

وپیوسته طلب میکنند لاجرم چیزے باو میرسد وموافق این سخن این حدیث خوانند مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْم وَ لَجَّ وَ لَجَّ واگر آرام ندارد قلق خواهد داشت. صاحب این قلق مثل سائلے است کہ بر در کریم است واین طرف وآن طرف بمهمات هم میگردد وشکایتے دارد کہ بمن نمی دهند وچرا نمی دهند. ودرین حال باو چیزے نمی رسد. این فقیر سوال کرد کہ ورائے آرام وقلق حالتی دیگر هم است. فرمودند کہ حالت طالب ازین دو بیرون نیست. یا آرام است یا قلق. وهر کہ هیچ ازین دو ندارد طالب نیست. هم درین محل فرمودند کہ لقمۂ شبهہ مثل دودے است کہ میان رائی و مرئی حائل می شود وچهرۂ مقصود را از نظر میپوشد وآنکہ بحضور الهی آشناست می فهمد ودر قلق می افتد وبعضی از عزیزان مریدان را از دو سفر منع میکردند از سفر خراسان چه او قات آنجا اکثر بی احتیاط بوده لاجرم بمریدان ضرر میکرد واز مقصود باز میداشت واز سفر هند چه آنجا حسن بسیار است تا ناگاه گرفتار حسن نشوند واز راه باز نمانند وآنکہ بعضے اذن بعشق صوری میکرده اند در خود قوت تصرّف باز داشت آن می یافته اند ودر مرید استعداد آن می دیدند کہ کار او بی این پیش نمی رود واما از عشق صوری کسے بجائے نمی رسد وبسیار مضر است آنچه کسے را بجائے می رساند راه باطن او است واین ابیات خوانند.

ابیات

ذات تو خرجین تست وکیسہ ات	ور تو را بینی محو خسرو لیسہ ات
کیسہ وخرجین تو هم ذات تست	وین برونی ها همہ آفات تست
همچو نابینا مبر هر سوئے دست	با تو در زیر گلیم است هر چه هست

روزے یکے از مخلصان را پرسیدند کہ در ملازمت ما بچه نیت می آئی. عرضہ کرد بہ نیت آنکہ مسلمانی شوم. فرمودند مراد همین است بعد این فرمودند مسلمانی تسلیم وانقیاد است مر احکام ازلی تا تجلی ذاتی بوجہ اتم نشود مسلمان شدن مشکل است. مصرعہ

این مشو آن مشو مسلمان شو

روزے بعضے از علماء کہ بشرف ملازمت آن آستان مشرّف اند در شرح رباعیات کہ از مسودات قلم حقائق رقم حضرت الیشان است برین سخن کہ صور علمیہ عکس اعتبارات وحیثیات ذات است ونمود خارجیات کائنات عکس العکس یعنی عکس آن صور علمیہ است کہ بر آئینہ ذات افتاده

(c) ketabton.com: The Digital Library

شبه داشتند که اگر عکس صور علمیه بر ظاهر وجود افتد. نهایت ذات حق ومحلیت وجود مطلق تعالی شانه لازم می آید. همدرین وقت حضرت ایشان بروقت آنها رسیدند. پرسیدند که چه مذاکره میرفت چون شبه خود را مقرر ساختند حضرت ایشان درجواب آن فرمودند که بی نهایتی حق سبحانه تعالی نه بآن معنی است که در اجسام است باعتبار طول وعرض بآن معنی است که بی تعیین وتمیز است دیگر محل آنصور ذات نیست که محلیت لازم آید بلکه محل آن وهم است چنانچه صورت متنقش در آئینه نه درون او نه برون اوست اما وهم حکم میکند که بر روئے آئینه است ومحل او خیال است که آنرا مثال متصل گویند وآئینه همچنان بر صرافت بیرنگی خود همدرین محل فرمودند که توحید حاصل می باید کرد. توحید محققین از علمائے متکلمین لَا مُوثِّرَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰه است یعنی تمام قدرت خود را بحق سبحانه دادن وخود را ازان خالی ساختن. اگرچه بعضے از متاخرین علماء قدرت موثره را به بنده هم فی الجمله اثبات می کنند وتوحید ایشان لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللّٰه است اما مذهب اصح همانست که لَا مُؤَثِّرَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰهُ وصوفیه چنانچه فعل وقدرت را منسوب بحق می کنند. باقی صفات سبعه را مثل علم وسمع وبصر وحیات وکلام نیز منسوب بحق میکنند ومی گویند لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰهُ بالجمله توحید حاصل می باید کرد اگر آن عکس یا عکس العکس معلوم نشود در قیامت مواخذه نخواهند کرد وهرچند ازین توحید خاص نخواهند پرسید وآنچه تکلیف بآن کرده اند بمعنی لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللّٰهُ است اما چون اخلاص تام بی این توحید که مقرر صوفیه است پیدا نمی شود اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ بضرورت این توحید حاصل میباید کرد تا اخلاص پیدا شود. **وصل**. روزے مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سره مطالعه میکردند تعریف شیخ خلیل الله که یکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند فرمودند حب جاه از دے برطرف شده بود باین تقریب فرمودند که جاه دو جاه است یکی جاه عند الناس که از بقایائے نفس است آن خود بطور این طائفه شرک است وجاه عند الله که از بقایائے روح است وآنکه گفته اند که اٰخِرُ مَا يَخْرُجُ مِنْ رُؤُسِ الصِّدِّيْقِيْنَ حُبُّ الْجَاهِ مراد قسم ثانی است از واین جاه برطرف شده بود. چنانچه چندتن از مریدان که هم درطریقه ایشان استعداد شیخی پیدا کرده بودند نزدیک مزار او می بودند وخلوت می برآوردند وهرگز جای نرفتند وشیخی نکردند واین از آثار آن نظر است وایضاً هم درین مقامات مذکور است که یکے از صوفیان شیخ را قدس سره حالی پیش آمده بود پیش شیخ عرضه داشت که من خود را در صحرائے نورانی بحق سبحانه حاضر میبابم ودر وقتے که

با یاران نشسته ام این خادم و در آن صحرا حاضر. شیخ او را اشارتی داده فرمودند که خلوت در انجمن که در سلسلهٔ عالیه نقشبندیه میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در انجمن که درین سلسله مشهور است چیزی دیگر است و این چیزی است که مبتدیان این طریقه را در دو سه روز روی می نماید. لختی سخن از استقامت بشیخ نور الدین رفت و این شیخ نور الدین از مشاهیر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن صوب باو مرید اند. فرمودند که او بصد و بیست سالگی رسیده بود و بغایت ضعیف شده اما نوافل بسیار می گذارد و شبها احیا میکرد و در عمل کوشش بلیغ داشت. گویند سی[۳۰] سال پهلوی خود بر زمین ننهاده بود. از حاضران شخصی عرضداشت که هرگز از ایشان حقائق و معارف شنیده نمی شد. فرمودند، آدمی بشرائع مامور است نه بحقائق و معارف و آن سرور صلی الله علیه وسلم هیچ کس تکلیف بمعارف صوفیه نمی کردند همیشه تلقین شریعت می کردند و چه عظیم سعادتے که کسی بر متابعت مصطفےٰ صلی الله علیه وسلم و صحابه کرام رضی الله عنهم بود و در عمل کوشیده باشد و نیز فرمودند که معرفت را اقسام و مراتب بسیار است. اگر از حقائق و معارف نصیبی وافر داشته باشد بهتر و خوبتر. اصل کار بر شریعت بودن است میفرمودند که توحید سالم آنست که نقائص را بیقین خود که انا بر سر او می افتد اضافت کنی و از استعداد او شماری و کمالات را بحضرت اطلاق را جح داری هر چند که معتقد لا موجود الا الله باشی. شخصے از حاضران سوال کرد که آنکه شیخ ابو علی فارمدی قدس سره فرموده است که میتوانا نه که سالک متخلق شود بجمیع اسماء و صفات الٰهی و هنوز واصل نباشد. بآن سخن مشهور تناقض دارد که تخلق باخلاق الٰهی بعد از وصول حاصل میشود. فرمودند که در کلام ایشان لفظ تواند واقع شده پس میتواند که بعضها را در زمان سیر الی الله پیش از وصول نیز دست دهد اما اکثر آنست که بعد از وصول بمقام سیر فی الله حاصل شود. لیکن اگر کسی اصلاح سازد تخلق قبل از وصول را تخلق گوید و بعد از وصول را تحقق مناسب است.

چهارشنبه سیزدهم ذی القعده سنه مذکور

سعادت زمین بوس روئے داد. سخن در تعدد پیر افتاد بر لفظ مبارک راندند که پیر سه است پیر خرقه[۱] و پیر تعلیم[۲] ذکر و پیر صحبت[۳]. پوشیده نماند که پیر خرقه آنست که خرقهٔ ارادت از و پوشیده باشد و

Ketabton.com: The Digital Library

از کسے کہ خرقہ تبرک و اجازت یافتہ باشد۔ در اصطلاح این طائفہ او را پیر خرقہ نگویند و پیر تعلیم ذکر ظاہر است۔ و پیر صحبت آنکہ با وصحبت داشتہ و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کردہ باشد ہمدرین محل فرمودند کہ در سلسلۂ چشتیہ و سہروردیہ در ہندوستان مدار بر خرقہ است پیر مطلق باصطلاح اہل این سلاسل پیر خرقہ را گویند و لہذا تعدد پیر را قبول نہ دارند و پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند موافق این سخن بزرگی را نام بردہ فرمودند کہ در رسائل خود نوشتہ کہ تعدد پیر خرقہ مکروہ است و ہم چنین پیر تعلیم اما پیر صحبت می تواند کہ متعدد باشد بشرطِ اجازت پیرِ اوّل یا فوتِ صحبتِ او۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ آرے پیر خرقہ متعدد نمی باشد اما پیر تعلیم ہمچو پیر صحبت متعدد می باشد و معمولِ سالکان است و فرمودند کہ در سلاسل خرقہ را معنعن از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم اسناد می کنند و ذکر معنعن بیان نہ کردہ اند۔ امّا در سلسلۂ نقشبندیہ و کبرویہ ذکر معنعن از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم رسیدہ است از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الی یومنا ہذا در وسائط فتورے نرفتہ ہم درین محل یکی از حاضران سوال کرد کہ آنکہ میگویند کہ در سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ طریقہ رابطہ از حضرت صدیق اکبرؓ و طریقۂ ذکر از حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما رسیدہ چون است۔ فرمودند ذکرے کہ درین سلسلہ است کہ آنرا او قوت عددی خوانند بطریقۂ معہود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلّم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معنعن رسیدہ است و طریق صحبت نیز از ایشان رسیدہ چرا کہ ایشان در سفر و حضر با آن سرور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلّم ہمراہ می بودند و اتد راہ صحبت می گرفتند۔ اصل درین کار صحبت است و رابطہ ظلِ او بر تقدیر۔ فقدان صحبت صوری رابطہ کہ صحبتِ معنوی است اکتفا نمودہ اند۔ ہم درین محل فرمودند کہ اگر کسے از پیر صحبت براہِ صحبت بکمال رسیدہ باشد او را بہ پیر تعلیم کہ تلقین ذکر از دیگر در حاجت نبود۔ مثلاً شخصے کہ بمنزل رسید بعد از آل او را باسپ خریدن حاجت نباشد۔ بعد ازین سخن بتقریبی این نقل بنظر مبارک حضرتِ ایشان در آمد کہ حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی در نقد النصوص آوردہ اند کہ گاہ باشد کہ در حال حضور ربے آنکہ از حِسّ غائب شوند۔ لعضے از حقائق امورِ غیبیہ بر این طائفہ کشف شود آنرا مکاشفہ خوانند و مکاشفہ ہرگز کاذب نبود چہ مکاشفہ عبارت است از تفرد رُوح بمطالعہ مغیبات در حال تجردِ از غواشی بدن فرمودند کہ این مضمون را حضرت مخدومی از ترجمہ عوارف نقل کردہ و تحقیق

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

آنست که در بعضے مکاشفات که خیال را دران مدخلی هست نیز خطا می شود اما علوم یقینی که بر مدرکه بهم می شوند خطا را در آنجا مدخلی نیست - همدرین محل شخصے از حاضران عرضه کرد که در بعضے علوم یقینی که بطریقِ الهام معلوم مدرکه میشود نیز خطائے یافته میشود فرمودند سببش آنست که بعضے از مقدمات مسلّمهٔ خود را که صاحب این دید بنسبت یقینی مقرر است بآن علوم ضم کرده است خطا ازان راه آمده والّا خطا را بجائیکه صرف علوم ملهمه باشند گنجائش نیست و لهذا علمائے معقولیین که استعمال علم معقول می کنند مراعات قوانین منطقیه می نمایند هم خطا در فکرِ ایشان راه می یابد سرّش همانست که مقدمات مقررهٔ خود را یقینی خیال کرده در انجا دخل داده اند والّا منطق علمی است که رعایت او ذهن را از خطا در فکر نگاه میدارد - اگر صرف استعمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش خود نمی کردند هرگز خطا نمی خوردند - بعد از اتمام این سخن فرمودند که متوجهان الی اللہ را کشف هیچ در کار نیست کشف دو نوع است کشف دنیوی و آن خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنّت مبین شده است و برائے عمل کافی است و کشفی بآن برابر نیست -

ایضًا می فرمودند که مشائخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی ازین سه چیز باعث می شود - الهام حق سبحانه یا حکمِ پیر یا شفقت بر خلق - چو خلق را بر ضلالت می بینند دفع ضرر از ایشان می کنند - آن ضرر مثل عذاب دوزخ و اهوالِ قیامت پس بمقتضائے شفقت آن است که ترویجِ شریعت لازم گرفته اینها را بوعظ و نصیحت بحفظِ آداب و اقامت شرائع امر بکنند مثلِ تعلیم و تعلّمِ فقه و حدیث و عمل کردن بموجب آن نه آنکه اینها را واصل سازند - واصل ساختن شرطِ شفقت نیست یعنی امرے زائدے است در شفقت همان قدر کافی است لختی سخن در فضیلت و شرف مشائخ بر یک دیگر افتاد فرمودند شرف صفاتی است نظر بآنکه یکے را در معرفت بیشتر از ان دیگر است یا خوارق این بر خوارق آن فوقیت دارد - امّا در ذات جُمله برابر اند و این که مردم بر یکی بیشتر معتقد شدند فضیلتے نیست اعتبار مر فضیلتے راست که نزد حق سبحانه در قرب و معرفت داشته باشند - هم می فرمودند که حاصلِ این طریقه تربیت انجذاب ایمانی است که دعوت تمامی انبیاء و رُسل بدان واقع است می فرمودند که نهایت قرب بنده و اتصال نسبت بذاتِ حق زیاده بران نیست که دوام آگاهی و آرام که بفنا کشند حاصل شود - چون این نسبت حاصل شد سالک بحصول

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

این نسبت مشرّف بمرتبۂ ولایت شد و کمالاتے کہ در حصول مقامات و تجلّیات اسماء و صفات کہ سالکان طریق دیگر را بہ تفصیل حاصل می شود دیگر است امّا بحصول نسبت قرب و اتّصال کہ بذاتِ حق سبحانہ حاصل شد بمرتبۂ ولایت اخص خواص رسید۔ **ایضاً** می فرمودند کہ اوّل درآمد طالبان این طریقہ در سرحد فناست و معنی اندراج نہایت در بدایت کہ کُبرائے این سلسلۂ عالیہ اشارت بدان کردہ اند این است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسید کہ بہ تفصیل سلوک کردہ شود۔ چنانچہ اہل سلسلہ کبرویہ میکنند۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در خواب آمدند و فرمودند کہ حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود۔ چوں این معنی حاصل شد سلوک بتفصیل کردن تحصیل حاصل است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ ارباب رضا را بلائیت در بلا نمی ماند و کراہت در نظر ایشان نیست ازان جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ داود دینوری رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ معدہ محل طعام است۔ اگر حلال در وے افگنی قوت طاعت یابی و اگر بشبہت بود راہ حق پوشیدہ کند و اگر حرام باشد معصیت زاید۔ **ایضاً** کہ شیخ ابوسعید ابن ابی الخیر قدس سرہ براہے میرفت۔ شخصے قفائے بروبزد۔ شیخ بر قفا نگریست۔ آں شخص گفتہ چہ می بینی۔ صوفئے از حق بدان شیخ گفت میدانم کہ از حق است سبحانہ لیکن می بینم تا مظہر این شقاوت کہ شدہ است۔

شنبہ بیست و سوم ذی القعدہ سنہ تسع و الف

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمہ افتاد۔ فرمودند کہ تنہا بر قلیّت لقمہ اکتفا نباید کرد۔ باید کہ ہیزم و آب و ظرف ہم از وجہ حلال باشد و پزندۂ طعام آگاہ بحق سبحانہ و در وقت خوردن از سر حضور و آگاہی بکار برند کہ از لقمہ بے احتیاط دود سے می خیزد کہ مجاری فیض مے بندد و ارواح طیّبہ کہ پرتو فیض اند مقابل قلب نمی شوند۔ ہم درین محل فرمودند کہ ضعیف دماغان را باید کہ طعامے کہ ملائم طبع و مقوی دماغ باشد بخورند مثلاً اگر ضعیف دماغی نان جو غذا کند۔ البتہ یبوستی بدماغ او راہ یابد و راہ فیض بر بندد۔ موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد و

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

در وقتیکه یبوستے بدماغ رفت آں فیض نمی رسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعامے کہ ملائم طبع نباشد نخورد و روزہ ہائے زائد بر خود لازم نگیرد کہ موجب ضعفِ دماغ شود۔ خصوصاً اہلِ کشف را احتیاط بلیغ در تقویت دماغ باید کرد کہ اکثرے یبوست دماغ موجب غلط وکشف میشود۔ ہمدرین محل شخصے درخدمت حضرت ایشان نقل کرد کہ فلانے میگفتہ است ونام یکے از اکابر وقت را گرفت کہ حضرت ایشاں طالبانِ خود را از اعتقادے کہ بہ پیرانِ سابق دارند بری می فرمایند وافادہ را موقوف بآن می دارند فرمودند کہ ایں چنیں نیست لیکن چوں در بعضے از طالبان تذبذبے میبابم اشارتے بیک رویہ شدن آنہا می کنم وازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ می شود۔ چنانچہ یکی گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا وہر کہ ہمہ جا ہیچ جا و دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ توحید مطلب شرطِ راہ است وہم برین قیاس پس چوں حقیقتِ کار چنیں باشد وآنچہ حق است بآنہا نگویم آوارہ شان گزارم آنہا کہ پیشِ من می آیند برائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے دیگر۔ بعد ازیں سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما باہل ایں سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت بسلسلہ چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ کردند دیگراں کجا دارند خصوصاً عامہ اہلِ ہند کہ اعتقاد ایں ہا نزدیک بشرک چیزے است۔ ما اہلِ این سلاسل را فانی فی اللہ می دانیم وایں مردم موثر مستقل اعتقاد می کنند۔ لختے سخن دربیان این حدیثِ قدسی اُفتاد کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فرمودند کہ بخدائے تعالیٰ نیکو گمان باید بود و بہ نفسِ خود بدگمان ومخالف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندۂ مومن رجا باید یا خوف بعضے گفتہ اند در پیری رجا ودر جوانی خوف وتحقیق آنست کہ ہمیشہ رجا باید کہ غالب باشد تتمہ حدیث اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ یعنی فی ملاء الملائکۃ فرمودند کہ خیریت ملاء درصورتے کہ ذکر بندہ مرحق را سبحانہ در ملاء آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد[1] نہ باعتبار آنست کہ رُسلِ ملک افضل باشد۔ از

نوٹ: صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ اگرچہ درکتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا نوشتہ است لیکن مقتضائے کلام دلالت می کند کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود۔ زیراکہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الخلائق اجمعین اند ہیچ ملاء از ایشان افضل نمی تواند شد۔ جبریل ومیکائیل کہ سرکردۂ ملائکِ عالی قدر اند از وزرائے حضرت ایشان اند۔ فافہم وتامل۔ ابوالحسن زید فاروقی

Marfat.com

kitabton.com: The Digital Library

رُسُل بشر و حال آنکه مذہب اہلِ تحقیق آنست کہ رسل بشر افضل است از رسل ملک بل باعتبار آنست کہ وجودِ رُوحانی آں سرور کہ در ملاء اعلیٰ است ذکرِ حق سبحانہ بندہ را دران ملاء باشد یا خیریت ملاء باعتبار آں باشد کہ جماعتے از فرشتگان اند کہ آں ہا مُھَیَّمِن گویند و آنہا افضل اند از رسل بشر و ذکرِ حق سبحانہ بندہ را دران ملاء باشد۔

دوشنبہ بیست وپنجم ذی القعدہ سنہ تسع والف

سعادت زمین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ اگر کسے بہ نیت صحیح و اعتقاد درست در راہِ حق سبحانہ در آید و آدابِ شریعت کما حقہ بجا آرد و اورا از اذواق و مواجید این طائفہ در حین حیات نصیبے نباشد البتہ بعد از موت احوال و اذواق این طائفہ اش بدہند حضرت ایشاں سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ پارۂ تامل کردند و فرمودند بلکہ این چنیں کس را ہم درین عالم وقت احتضار باین دولتش مشرف سازند۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقادِ درست و رعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانہ بزرگ ترین دولتے ہست ہیچ ذوقے و وجدانے برابر این برابر نیست۔ این باید کہ داشتہ باشی دیگر ہیچ چیز گو مباش۔

شنبہ سلخ ذی القعدہ سنہ مذکور

بمجلسِ عالی بار یافت۔ از حاضراں شخصے سوال کرد کہ نسبتِ حضراتِ خواجگان قدس اللہ اسرارہم خود قدیم است چیزے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند۔ کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد۔ فرمودند بعضے تعلیمات و کیفیات الحاق کردہ اند۔ چنانچہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بہ وجہ کمال ایشان بودند و خاتم آنست کہ بعد اتمام ختم میکند و خود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد۔ و آں طریقۂ محبت و انجذاب است۔ بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

که طریقهٔ انجذاب و محبت البته موصل است و او را روئے جز بسوئے ذات نیست بخلاف طرق دیگر که روئے بجانب انوار نیز دارند۔ لاجرم بعضے بهمان انوار باز می مانند و این انجذاب و محبت در جمیع این سلسلهٔ عالیه تربیت همان انجذاب می کنند۔ می فرمودند که رویت بالبصر موعود است۔ در حشر از اینجا فهمیده می شود که رویت بالقلب درین نشأة باشد و تحقیق آنست که رویت بالقلب نیز چنانچه رویت بالبصر موعود است چه رویت انکشاف تام است و تا روح متعلق این بدن است انکشاف تام صورت نمی بندد۔ هرچند بے تعلق گردد لااقلّ علاقهٔ حیات باقی خواهد ماند اگرچند بصرافت اصلی نماند تعلقے مائی خود باقی است۔ لختے سخن در وحدتِ وجود و اختلاف شیخ علاؤ الدوله سمنانی با شیخ محی الدین عربی رضی الله عنهما افتاد بر لفظ مبارک راندند که نزاع این دو عزیز را که در اطلاق حق دارند۔ فضلائے که بهر دو ایشان معتقد بودند لفظی داشته اند و چنیں تحریر کرده اند که شیخ محی الدین وجود حق را سبحانه مطلق گفته است و شیخ علاؤ الدوله ازین اطلاق مطلق بشرط لا شئے فهمیده طعن و تخطیه کرده است۔ امّا مراد شیخ این نیست۔ بل مراد شیخ ازین اطلاق مطلق لا بشرطِ شئے است و معتقد شیخ علاؤ الدوله هم همین است۔ پس نزاع در لفظ است نه در معنے۔ هم درین محل فرمودند رفع نزاع نمی شود تا آنکه شیخ علاؤ الدوله قائل نشود که موجودات خارجی جز در علم وجودی ندارند و صورِ علمیه اعتبارات و شیونات ذات است۔ روزے میاں شیخ احمد سرهندی را که از اجلهٔ اصحاب حضرت ایشانند، بسرهند رخصت میکردند ایشاں را مخاطب ساخته در اخفائے نسبت فرمودند که بعد از نماز بامداد تا اشراق بر مصلا بنشینید۔ اما حلقه نکنید و بعد ازاں از علومِ دینی دو درس بگوئید لیکن وقت طالب علمی درمیان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعه در پیش داشته باشید و اگر سخن گوئید بطور علما گوئید نه بطور صوفیه و اگر احیاناً بطور صوفیه گفته شود باغلاقے بگوئید که جز مخاطب دیگرے نه فهمد و از انجا چیزے فرانگیرد که موجبِ ذلت او گردد و مجلس سکوت را منحصر درمیان تهجد و بامداد دارید۔ هم درین محل فرمودند که راه افاده و استفاده جنسیت و مناسبت است نه خوارق و تصرفات مستفید بقدر مناسبتے که بمفید دارد معتقد کمال او می شود و استفاده میکند و بمقدار جنسیّت خوارق و تصرفات او مشاهده میکند۔ بمقدار جنسیّت بداں می گردد مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محبّ حق سبحانه میداند۔ البته نشأة عرفانی در باطن او پرتوے از نسبت جمی در استعداد ش هست۔ اگر ظاهر نباشد پوشیده خواهد بود

Marfat.com

ہم برین قیاس از اوصافِ ذمیمہ چنانچہ بُت پرست مثلاً بمقدار مناسبتے کہ دل او را بان سنگ ہست کمالاتِ آن سنگ رامی دریابد و جذب منافع از راہِ جنسیت ازاں سنگ میکند و تا جنسیت و مناسبت بینہما نہ باشد۔ راہ افادہ و استفادہ مسدود است چنانچہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم چنداں تصرفات در کار ابوطالب کردند و معجزات نمودند۔ باوجود آنکہ از ابتدار طفولیت خوارق و معجزات آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ بود۔ اما چوں مناسبت مفقود بود فائدہ نداشت۔ چنانچہ کلام مجید بداں ناطق است اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ

و مولوی رُومی فرماید ؎

مُوجبِ ایماں نباشد معجزات	بُوئے جنسیّت کند جذبِ صفات
معجزات از بہرِ قہرِ دُشمن است	بُوئے جنسیّت پئے دِل بُردن است

جمعہ سیزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

سعادت حضور بدست آمد۔ چوں ایں فقیر را دیدند تبسم کناں فرمودند کہ برائے سخن شنیدن آمدہ۔ ہم دریں محل از حاضران شخصے را مخاطب ساختہ فرمودند کہ ابو عبد اللہ مروزی ہر جا سخن مشائخ می شنید۔ بہ یکے می گفت کہ این را برائے من بنویس۔ چنانچہ از سخناں ایں طائفہ مجلدی جمع کردہ بود و باخود میداشت۔ روزے برلب آبے طہارت می کرد۔ ناگاہ آں مجلد در آب افتاد۔ وے گوید کہ من ازیں معنے سخت متالم شدم و دریں تالم و تاسف می بودم کہ شبے سہل عبد اللہ تستری را بخواب دیدم کہ بمن گفت کہ عمل بمقتضائے سخنان ایشاں باید کرد۔ نوشتن ہیچ نیست زمانے بریں بگذشت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دراں خواب ظاہر شدند و بمن خطاب کردہ فرمودند کہ بایں صدیق یعنی سہل تستری بگوئے کہ سخنانِ ایشاں نوشتن اثر محبت ایشاں است و محبتِ ایشان عین مقصود۔ لختے سخن در سماع نغمہ افتاد شخصے ایں مصراع خواند کہ شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ۔ مصرعہ

کہ این حظِ نفس است و آں قوتِ رُوح

یعنی دیدنِ حُسن حظِّ نفس و سماعِ نغمہ قوتِ رُوح فرمودہ اند کہ ہر دو از یک عالم است اگر حظِّ نفس است یا قوتِ رُوح در ہر دو مندرج است در فہم قاصر راقم عفی اللہ چناں میرسد کہ گرفتارِ نفس را از ہر دو حظِ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قیدِ نفس را از ہر دو قوتِ رُوح نزد جماعتے کہ سماعِ نغمہ را سماع گفتہ اند

دوشنبہ شانزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

بمجلسِ عالی باریافت۔ شخصے بہ یکے دعوائی داشت ظاہرا از ننگ بحضور قاضی نمی رفت فرمودند کہ قاضی نائبِ شرع است ہر گاہ مناقشہ درمیان آید و ایں کس تابعِ شرع است اورا ناگزیر پیشِ قاضی باید رفت مناسب ایں معنے حکایت کردند کہ در عہد حضرت امیر المومنین عُمر رضی اللہ عنہ شخصے بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دعوے داشت۔ طرفین بحضور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ آمدند۔ حضرت عمر بحضرت علی رضی اللہ عنہما گفتند یا ابا الحسن بخصم برابر نشین تا قضیّۂ شمایاں بشنوم۔ حضرت امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ ایں سخن گراں آمد گفتند کہ تو بکُنیتم خواندی من دعوی خود را پیشِ تو تقریر نمی کنم۔ بالستی گفت یا علی بخصم برابر نشین تا نشانی من لاحق نمی شد د برابری محقق می گشت۔ ہم دریں محل فرمودند کہ بحضور حضرت مخدوم مولنا خواجگی قدس سرہ دو کس درمیان ہم دعویٰ داشتند و ایشاں بر آں واقف بودند۔ چوں بقاضی رجوع کردند۔ قاضی از ایشاں شہادت طلبید۔ ایشاں بطرفے کہ حق بُود شہادت نوشتند طرف دیگر گفتند کہ تا ایشاں سوگند نخورند ما ایں شہادت را قبول نمی کنیم۔ ایشاں فرمودند سوگند براستی خوردن مشرُوع است و در امرِ مشرُوع چرا توقف روا خواہم داشت۔

دوشنبہ ہفتدہم شہرِ ذی الحجہ سنہ ہزار و نہ

بمجلسِ عالی باریافت۔ ایں فقیر را مخاطب ساختہ فرمودند ہر گاہ شما راجی بینم بخاطر میرسد

Ketabton.com: The Digital Library

کہ برائے سخن شنیدن آمدہ اید ہیچ کار می کنید۔ چیزے نیست سعی بکنید کہ کار پیش رود۔ تا از شما این نوع سخنان صادر شود۔ ماخوذ بصحبت کسے نبودیم۔ این سخنان از کہ شنیدیم ہم درین محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہم رفت۔ بر لفظ مبارک راندند کہ طریق سلف آں بود کہ اول بہ تزکیۂ نفس و تحصیل مقامات مشغول می شدند۔ چوں موانع قرب الٰہی کہ خواطر و ہواجس است بہ تزکیہ برطرف می شد۔ بقدر تزکیہ نور ایمانی قوت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ جز حق سبحانہ پیش بصیرت ایشاں نمی ماند و جمیع افعال و اوصاف را از وی دیدند و صور و اجسام در رنگ سرابے می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرود آمدن حاصل می شد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقۂ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم ہماں طریقۂ سلف است لیکن ابتدا بہ تحصیل مقامات مقید نمی شوند و آنہا را کہ از راہ توحید صوری می روند خطر بسیار است ہم درین محل فرمودند۔ می تواند کہ شخصے بحضرت حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشتہ باشد و اکرم نباشد چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیل مقامات کردہ است و نتیجۂ مقامات را کہ استہلاک و اضمحلال است دریں عالم نیافتہ این اکرم است نزد حق سبحانہ و کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ناطق باین است لختے سخن در ولایت و ولایت بالکسر الواؤ و فتحہا رفت۔ فرمودند کہ وَلایت بالفتح قرب بندہ را گویند کہ بحق سبحانہٗ دارد و بالکسر آں معنی را کہ موجب قبول خلق می شود و اہل عالم بداں میگروند۔ این بکونیات تعلق دارد و خوارق و تصرفات داخل قسم ثانی است۔ شخصے از حاضراں سوال کرد کہ برکاتے کہ بمستعدان میرسد اثر کدام قسم است ازیں قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است۔ بعد ازین سخن سر استفادہ بیان فرمودند کہ ہرگاہ آئینہ طالب مجازی آئینۂ مرشد می شود۔ ہرچہ در آن آئینہ است بقدر مناسبت پرتوے انداز د ہم درین محل فرمودند کہ می تواند بود کہ شخصے را از ہر دو حظے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی حاصل باشد و آں دیگر نباشد۔ یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وَلایت ایشاں بر ولایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است۔ ہم درین محل فرمودند کہ اگر مقتدائے ازین عالم انتقال می کند ولایت بکسر و او را بہ یکے از مخلصان خود می گزارد و وَلایت بالفتح را باخود می برد و گاہے بحکم زلتی ولایت بالکسر را از ولی باز می ستانند۔ چنانچہ

شیخ ابن الفارض می نویسد که پیر بقالے بود۔ چوں وقت فوتش رسید بمن وصیت کرد که بعد از مردن من جنازه مرا بر فلاں کوه نهاده منتظر باشی که شخصے خواهد آمد و بر من نماز گزارد با و اقتدا کن۔ همچناں کردم۔ شخصے از بالائے آں کوه دررنگ مرغے بسرعت فرود آمد که او را مردم در بازارها سیلے میزدند و از پیش دوکان هائے خود می راندند۔ او بر جنازه اش شروع در نماز کرد حالانکه مرغان سبز و سفید از زمین تا آسمان پر بسته بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مرغے سبز عظیم الخلقت بیامد و جنازه آں بقال را فرو برد و بهوا اندر شد و از نظر پوشیده گشت۔ من از مشاهدهٔ ایں حال سخت متعجب شدم۔ آں مرد گفت چه جائے تعجب است نشنیدهٔ که ارواحِ شهداء در جوف طیر خضر می باشد و بجانب آں بقال اشارت کرد که او ازیں طائفه است و من هم ازیں طائفه بودم اما موجب زلتی که از من بوقوع آمد مرا ازاں مقام بر آورده اند و قبول خلق را از من باز گرفته می فرمودند که معامله برزخ و حشر خوش معامله دور و دراز ے است پارهٔ تامل کرده فرمودند سعادتے برابر به ایں نیست که کسی را اُنسے بحضرتِ حق سبحانه حاصل شود۔ بعد ازاں که دوامِ اُنس حاصل شد هیچ انتظارے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سبحان الله آدمی مامور باخلاص و محبت است و خاصیّتِ محبت سوختن غیر خود است۔ با ایں همه چندیں تکالیفِ شرعیه برو نهاده اند۔ هم درین محل سخن در علو شان مرتبهٔ بندگی و رتبهٔ اهلِ انقیاد و خاصیتِ عبودیّت و انقیاد و ضعف نفوسِ انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند که تفاصیل آں به یاد ناقل نماند۔ ایضاً میفرمودند وجودِ آدمی هفت طبقه است از روح و قلب و سر وغیرها و هر علمے که طبقهٔ اوّل را حاصل شد هر یک از طبقهٔ ثانی و ثالث تا طبقهٔ هفتم بر خود مے بندد و لهذا تعدد بایں مراتب در نظر عامه مخفی است و علمِ هر یک را جدا نمی توانند کرد و بر اهلِ کمال آں مراتب واضح و ممیز است و علمِ هر مرتبه را جدا جدا می دانند۔ هم درین محل فرمودند کار باید کرد خواه مراتب بتفصیل معلوم شود یا نه۔ روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریه در غیر خلوت از آنحضرت کم بظهور می رسید۔ عزیزے از مستفیداں حاضر بود متعجب شده از قرب نسبت و عزتے که داشت سرّ ایں گریه پرسید فرمودند که در نماز روح عروجے کرد که نهایت برسد ایں معنی میسرش نه شد باز گشت و در بدن آمده چرخے زد ظاهرا درین صورت گریه بجهت دریافت بے نهایتی مطلب یا بسرّے دیگر باشد که در ادراک نویسنده نمی آید و ایں بیت اکثر می خواندند ؎

Marfat.com

ektaqton.com: The Digital Library

چه تواں کرد که دیوارِ غمم اُفتاد بلند ایں بنائیست که آں خانه برانداز نهاد

یک شنبه بستم ماهِ شوال سنه عشر والف

در سلک یاریافتگاں حضرت عالی در آمد سخن در اہل اللہ رفت۔ فرمودند کہ اہل اللہ سہ فرقہ اند۔ عُبّادؒ و صُوفیہؒ و ملامتیہؒ۔ اما عبّاد جماعتے اند کہ بصورتِ عبادت اکتفا کردہ اند و بعد از فرائض و سنن بنوافل عبادات و خیرات قیام دارند حتےٰ کہ چیزے از خیرات خواہند کہ فرو نگذارند و از اذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند نباشند و ہر کہ از عباد باذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند شد داخل صوفیہ گشت و از مرتبہ خود برآمد و صوفیہ فرقہ باشند کہ بمواجید و اذواق بہرہ مند اند و خوارق و کرامات خود را از نظرِ خلق نمی پوشند نظرِ ایشاں در جمیع امور بر حق است سُبحانہ و خلق را ظہورِ حق می دانند و دریں فرقہ بالجملہ رعونتے و عنوانے ماندہ است و ملامتیہ طائفہ اند کہ در کسوتِ عوام اند و از عوام ہیچ تمیزے ندارند و اقتصار در ظاہر بر فرائض و سنن مؤکدہ کردہ اند۔ در رعایتِ معنی اخلاص می کوشند و خود را باظہارِ خوارق عَلَم نمی سازند و ظاہر نمی کنند اتباع دریں امر بحضرتِ حق سُبحانہ کردہ اند۔ چوں دانستہ اند کہ ایں نشاء محلِ ظہور نیست و حضرت حق سبحانہ خود را از نظرِ عامہ پوشیدہ است۔ ایشاں نیز خود را از نظرِ خلق می پوشند و لہذا اکثرے از مردم آنہا را مثلِ خود خیال می کنند و ایں جماعت بالکلیہ از رعونت رستہ اند و رعونتے دریںہا نماندہ و بہ نہایت مقامِ عبودیت رسیدہ اند و شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سرِ ایں جماعت حضرتِ رسالت را صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ و از اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمانؓ فارسی را و از مشائخ بایزیدؒ بُسطامی و ابوسعیدؒ خراز و ابوالمسعودؒ و خودش را اما از دیگران ساکت است نفی آنہا نکردہ و درویش شیخ آنست کہ ہر چہ در کشفش در وقتِ مخصوص آمدہ می نویسد و فرقہ از ملامتیہ کہ خود را بر خلق بعنوان ملامت ظاہر کنند و تکیہ بشریعت کردہ بعضے چیزہا را کہ نظر بظاہر ممنوع است پیشِ مردم مرتکب شوند مثل آنکہ در سفر روزہ رمضان را در بازار بخورند تا در نظرِ خلق بے اعتبار باشند۔ آنہا در رتبہ و مرتبہ فرود صوفیہ اند و خلق از نظر آنہا ساقط نشدہ است۔ لختے سخن در نغمہ رفت۔ فرمودند کہ فقہا آنرا مکروہ میدارند و بعضے مشائخ آنرا مباح داشتہ اما مبتدی را اہلِ آں نمیدانند و آں ہائے کہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ بسماع نغمہ قائل اند حکمت درین آنست کہ در وقتِ استماعِ نغمہ طبیعت ساکن و بر جائے خود می باشد۔ لاجرم رُوح در ادراکِ معانی بیشتر می رسد محبوب آنہا معانی است و نغمہ را مثلِ زلیور آں می دانند و الاّ بہ نفسِ نغمہ مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء مسطور است کہ از شرائطِ استماعِ نغمہ یکے آنست کہ بر مستمع محبتِ حق سبحانہٗ غالب باید۔ ہم درین محل بندہؔ درگاہ عرضہ داشت کہ محبّتِ حق سبحانہٗ را چہ علامت است۔ فرمودند اتّباع تمام آں سرور علیہ افضل الصلوات واکمل التحیّات عرضہ کردہ شد کہ می تواند کہ صاحبِ اتّباع را مطلب بہشت یا رُستن از عذابِ دوزخ باشد۔ فرمودند ایں چنیں کس صاحبِ اتباع تام نیست و اورا از اہل اللہ نمی تواں شمرد۔ اتباع ظاہر ظاہر است و اتباع باطن آنکہ در باطنش جُز حق سُبحانہ مطلبے نباشد۔

جمعہ نوزدہم شہر ربیعُ الاوّل سنہ عشر والف

دولت زمیں بوس رُوئے داد سخن در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم افتاد۔ بر لفظ مبارک راندند۔ کہ صحابہ کرام ہر چہار علی الترتیب اقطاب مطلق بودند و علت در آنکہ فضائل از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیشتر منتشر شدہ آنست کہ در زمان خلافتِ بنو امیہ خوارج بسیار شدند یسلف محتاج بیشتر فضائل اہل بیت شدند۔ ازیں جہت فضائلِ ایشان بیشتر در کتب ماند۔ لختے سخن در تصرّف و خوارق افتاد۔ فرمودند کہ خوارق در زمانِ اصحاب ایں قدر نبود کہ بعد ازیں پیدا شد۔ چہ لازم نہایت کمال آن است کہ از دست منتہی تصرّف نمی آید مگر بحکمِ الٰہی و لہٰذا از پیغامبران بجز است آں ہا ظاہر می شد و از بعضے ہا بمقتضائے وقت کہ کفّار بانکار بر میخاستند معجزہؔ بہ ظہور میرسید بے تصرّف و خواہش ہم درین محل سخن در انکارِ مشائخ رفت۔ فرمودند کہ اولیاء از کبائر محفوظ نیستند۔ اگر از ایشاں چیزے ازیں باب ظاہر شود۔ احوالِ ایشاں را حکم بر بطلان کردن جہالت است۔ ملاحظہ باید کرد کہ منزلِ ایشاں کہ دائم یا اکثر در انند کدام است۔ درین میان احیاناً اگر بحکمِ بشریت چیزے صادر شود ایشان را دران معذور باید داشت ہم درین محل فرمودند کہ اکثر مشائخ را در حین حیات مردم زندیق گفتہ اند۔ چنانچہ ذوالنّون مصری را اما ذو النّون را بعد از موت قبول پیدا آمد چہ از دنیا منزّہ بود۔ اگر

Marfat.com

Click Dabton.com: The Digital Library

در دنیا مے بود یعنی بادشاہ یا وزیر بادشاہے ہیچ کس باوجود آں انکار کہ در حین حیاتش می کردند قبول نمی کرد و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمی شد و ایں ہمہ اختلاف کہ در اصحاب ماندہ علتش ہماں است کہ بجہت منصبِ خلافت در دنیا بودند و الّا چندے از اصحاب کہ کوہ ہا گرفتہ بودند و بوضع فقیر زندگانی کردہ اند ہیچ کس از آنہا سخن نمی گوید و سخن از اصحاب گفتن داخلِ دین و ایمان ہم نیست۔ بسیارے از مومناں باشند کہ بجز خدا و رسول را نمی دانند و در ایمان آں ہیچ شبہ نہ۔

جمعہ دوم جمادی الاولیٰ سنہ مذکور

بمجلسِ عالی باریافت محرر سطور بحکم بعضے ضروراتِ شرعیہ استرخاص سفر کرد۔ پرسیدند کجا میروی نظر بہ بازماندگی و پست ہمتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیدم و از مجالس انس جدائے می جستم بلب ادب و زبان حسرت عرضہ کردہ شد کہ در بلا۔ انواع شفقت و مہربانی فرمودند کلمہ چند بیکے از اہلِ دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بود در سفارش ایں ہرزہ گرد وادی ندامت نوشتند۔ مدتے در بعد مکانی و مہاجرت صوری آن دولتِ صوری و معنوی باقسام محنت و ندامت بسر بردم۔ دریں مدت عرائض عبودیت آمیز و احوالِ دل بلا ستیز خود مرقوم قلم نیازمندی رقم می ساختم و بنظر حاضران مجلس گرامی می مداد و بمطالعہ باریافتگاں حضرت عالی شرف می یافت روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ با مضامین حقائق آمیز و کلماتِ نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید۔ بر ظہر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرتِ ایشاں بنظرِ تعطش اثر در آمد و حالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بیرون است۔ مجملے از ذوق آں دریں مصراع یافتہ میشنود مصراع نہادم۔

روئے بر روئے وے و از خویشتن رفتم

وآں کلماتِ حقائق آیات ایں است۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگانِ مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ نویسم بارے فرصت و فوت بلکہ وقت و نفس را غنیمت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

شمرده بمقتضائے آن زندگانی می باید کرد۔ دریغ کہ این عاجز گرفتار را قوتِ کار نماندہ و گر نہ بتوفیق اللہ درین دو روزہ عمرِ دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فدائے این راہ می کرد۔ حق تعالیٰ درین اُفتادگی نیز دردے و آشوبے کرامت فرماید کہ کارِ دو جہان خود را در قبضۂ اقتدارِ او نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین۔ امید ازاں برادر آنست کہ روئے برخاک نہند و از برائے حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواہد کہ دُعَاءُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ أَسْرَعُ إِجَابَةً آمدہ است و الدعا بر دیدوراں حقائق و اہلِ مذاق این طائفہ روشن و پیداست کہ چہ قدر فنا و تعطش و اخفاء و بے تعلقی و مجردوی و اسقاط وجود و رضامندی این کلمات مفہوم میشود ؎ آشنا داند کہ این بیگانہ نیست۔

شنبہ یکم صفر سنہ اثنی عشر و الف

سعادت حضور مشرّف شد بر لفظ مبارک راندند کہ تا کجا رفتی و چون بودی و چہ آوردی۔ جواب این کلمات اگرچہ بزبان قال چنین بود کہ تا بسر حد ضلالت رفتم و در تفرقہ بودم و ندامت آوردم اما از ہیبت آن مقام بزبانِ حال ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جوابے دیگر دلپذیر روئے نداد و مع ذلک در حضور آں بینای خفایا و دانائے ضمائر زبانِ حال را گویاتر از لسان قال دانستہ تحصیل حاصل نہ کردم۔ از نظارۂ آں جمال و مطالعہ شکستہ زنگی و اضمحلال و انعکاس اشعہ انوار ذات کہ بر آئینہ پیشانی آں مظہرِ اسمائ و صفات می تافت دیدہ ہوشمندی را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد۔ خود را از حضورِ عالی بگوشہ کشیدم و سیلاب دیدۂ مفارقت دیدہ را سر دادم۔ بحدے کہ اگر یاران بمنع و زجر باز نمی داشتند بساحل صبر آشنا شدن دور می نمود ؎

گر کام دل بگریہ میسّر شود ز دوست   صد سال می تواں بہ تمنّا گریستن

للہ الحمد و المنۃ کہ آں گریہ قدری از زنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد این گرفتار مضیق تعلقات کہ در ایّام مہاجرت نشستہ بود یک نوع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبار ہم نشینی این دیو خرد فریب کہ عبارت از نفسِ امّارہ است۔ چوں قدرے فرو نشست خاطر نگران مجالست

Marfat.com

ghton.com: The Digital Library

صوری و استماع سخناں گرانمایہ شد۔ اما ازاں جا کہ حضرت ایشاں باشاراتِ غیبیہ دریافتہ بودند کہ در بر رُخِ خلق بستہ میباند بود چہ جائے ایں فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہاں ایں معنی بودند کہ بدستور سابق در آں حضرت تنگ بار گنجائش میداشتہ باشند صورت نمی بست لاجرم از کلماتِ حقائق آیات بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے ازاں اشارات غیبیہ کہ باعث وضع و تجرد مقتضی کم توجہی بامر ارشاد و عدم پرسش احوال مترشدان شد ایں است کہ بنقلِ صحیح و روایاتِ ثقات مسطور مے گردد۔ حضرت ایشاں واقعہ نسبت بخود دیدند کہ آخر آں ایں عبارت بود فَبَقِیْتَ وَحِیْدًا طَرِیْدًا فَرِیْدًا وہم چنیں از وقائع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را بہر جائے و بہر وضعے مقرر باید فرمود از روئے شفقت بتاکید فرمودند کہ چوں فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یاراں مارا مقصدی تربیت خود ندانند و ہر جا خواہند در طلب مقصود پویند مگر سہ چہار نفر کہ دریں تکلیف داخل نبودند۔ ازیں معنی چوں دلہائے امیدواران بغایت شکستہ شد از انجا کہ وسعت کرم و مہربانی حضرت ایشان بود فرمودند کہ امر نمی کنم کہ البتہ بروند مقصود ازیں گفتن ابرائے ذمہ خود است چہ بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک روزگار کردہ کردہ بمحنت و شدائد فقر قرار دادہ بودند و در ایام ترک تصرف بیکی از مخلصان توجہے فرمودہ بودند۔ آخر ظاہر شد کہ مرضی اللہ نبودہ است متفکر شدند کہ مبادا ایں معنی از راہِ لطفِ الٰہی نباشد۔ بعد از دو سہ روز چوں محقق شد کہ سرہا و عنایات دران مندرج بود ازاں تفکر برآمدند و در جمیع جزئیات از خوردن و پوشیدن قولاً و فعلاً ہمچوں برگ گلے کہ بر رہگذر باشد از خلاف مرضی لرزاں و بر جادۂ رضا و تسلیم ہمچو کوہ مستقیم مے بودند و ایں معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شدہ بود و پیش از ارتحال بچند گاہ فرمودند کہ چناں دیدہ شد کہ کس کلانے از سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد۔ بعد ازیں واقعہ بخاطر شریف رسید کہ جائے در نواحی شہر دہلی باید اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود چوں عمر رسد ہمانجا مدفون شد۔ دریں باب بعضے از مخلصان را استخارہ ہا فرمودند۔ چوں اجازت بر انصرام آں ارادہ فہم نشد ترک آں ارادہ فرمودند۔ و ازیں صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش ایں بود کہ برای غرضی کہ شمارا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خوابے دیدہ شد۔ می گویند کہ قطبِ زمان مرد دریں چین من قصیدہ نغز بغایت خوبی در مرثیہ خود می خوانم و تعریضات عالی دراں مندرج است۔ ہم دریں محل یا وقت دیگر بہ یکے از محرمان بتقریبی فرمودند کہ قطبِ زمان دیگر است اما بعضے از صفاتِ کاملہ

Marfat.com

ندارد و ما بصفات ممداویم۔ الحق صفات حضرت ایشاں باتفاق ہمہ آشنایان خصوصاً یارانے کہ اکثر درملازمت عالی بودند و در ایامِ سابق مطالعہ آں نسخہ کمالات کردہ بہ نہایتی رسیدہ بود کہ بالاتر ازاں و دریں وقت ازکسی متصور نباشد ؎

بود آئینہ کہ عکس خورشید وجود جاوید درو بصورتِ اصل نمود

عزیزے در ایام کم توجہی ہائے حضرتِ ایشاں بامرارشاد پرسیدہ کہ باعث براختیار ایں وضع تجردچیست۔ فرمودند مارا مقامے می نمایند۔ چندگاہی انتظار رسیدن بہ آں مقام است۔ بعدازاں فوائد بیاران بیشتر خواہد رسید و الحال ہم آنانکہ بما متوجہ اند حضور و غیبت ما نسبت بایشاں یکسان است بکار خود باشند۔ غیبت و عدم پرسش ما منافی ترقیات ایشاں نیست لیکن آنکہ ما شیخ و مرشد باشیم و باختیار ماشود ازمیان برخاستہ است۔ بازآں عزیز پرسید کہ لوازم و آثار آں چیست و وقت رسیدن باں چند فرمودند۔ وقت آں بعد ازانکہ عمر ما بہ چہل سال برسد و لوازم آنکہ ہر کہ ببیند سجدہ کند۔ چون سن شریف حضرت ایشاں بہ چہل رسید رخت اقامت ازیں سرائے فانی بستند و بدار الملک باقی خرامش فرمودند ؎

دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش است زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

برغم بعضے از مخلصان تعبیر ایں واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب بایامِ رحلت می فرمودند کہ دریں ایام ما را از جمیع سلاسل رخصت ہا شد و ہر کس از مسلماناں ہر جا باشد بارشادات کریمہ لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَن فی السّمٰوات والارضِ طوعاً وّ کرھاً از ما فائدہ بہ وے میرسد خواہ داند یا نداند واللہ اعلم

بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ھ

باوجود بیماری ہائے مزمنہ دیرینہ کہ نظر بظاہر صحیح می نمودند۔ تپے نیز لاحق شدہ و ایں مرض آخر بود و ہم دریں مرض می فرمودند کہ حضرت خواجۂ احرار قدس سرہٗ بخواب آمدند و عنایت بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید۔ ایں واقعہ را فرمودہ تبسم کردند و فرمودند

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگر زندہ مانیدیم ہمچنیں بکنیم والاکفن ہم پیراہنی است وقبل ایں مرض روزے بیکے از ازواج طاہرات فرمودند کہ چوں عمرِ من چہل سال برسد مرا واقعۂ عظیم پیش آید و برائے تفہیم وے نزدیک بطریق طیبت آمدہ کفِ دست خود را نمودند و فرمودند کہ ایں خطے کہ در دستِ من است علامت آنست اہلِ خانہ باستماع ایں خبر بنیاد وحشت و حشتی کردند۔

فرمودند کہ چہل سال اندک نیست کسی تا چہل سال زندگانی بکند کم است۔ باز برائے تسلی خاطر آں مردم فرمودند کہ آں خطرا وصل ہم کردہ اند وعادت شریف حضرت ایشاں آں بود کہ ہرگاہ سخنے از عالم کشف یا خارق عادت می فرمودند بخود نسبت نمی کردند البتہ حوالہ بچیزے می فرمودند۔ چنانچہ در فصل آخر مثال ہا نمودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ و قبل ازیں مرض بیک ہفتہ صریح تر ازیں از انتقال خود خبر دادہ بودند و آنچناں بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالمِ اسباب حق سبحانہ مفاتیح ارزاق جمعے کثیر از بندہ ہائے خود را بدست وے دادہ واو را الحسب و نسب از سیادت وسخاوت بہرہ مند گردانید۔ لَا زَالَ فِي الْعِزِّ وَالْمَجْدِ كَاسْمِهٖ فَرِيْدٌ اطلب حضور جماعتے کردہ بود وداعی نیز داخل آں جماعت است۔ عزیزے از قبل محرر عرضہ کرد کہ اورا العلت مطالبہ بہ لشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے نرود کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہر اکار ما بآخر رسیدہ است واز ما امیدوار منافع باشد وایں منع باوجود آں قدر بے توجہی در باب مسترشداں داشتن خالی از غرابتے نبود۔

شنبہ ہفدہم جمادی الاخرہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری

بطفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہم اللہ بمجلس عالی باریافت۔ فرمودند کہ شب گذشتہ اوضاع بدن بغایت برہم زدہ شد و حالتِ نزع بظہور رسید و تا نیم شب ایں چنیں بود۔ اما بغایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت ازیں است چہ نعمتی بودہ است کہ از آں حال برآمدن خوش نمی آمد وہم دریں بیماری وصیتے کہ کردند ایں بود کہ در ملکیت یک دو کتاب شبہ گونہ بود۔ فرمودند کہ آنہا را بصاحب شان بفرستند۔ ہر چند بہ ہبہ شرعی آنہا مقبوض ومملوک بودند ومیرانی کہ از حضرت ایشاں ماند از نقود یک روپیہ واز اجناس چند کتابے واسپے وفرشی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

وطریقه که در مسترشدان معمول است ے

گرجان من اندر سر و کار تو شود — مهر تو بمیراث دهم خویشان را

شام پنجشنبه بست و سوم ماهِ مذکور

خیلکی صحیح و خورم بُودند چنانچه عصائے بدست گرفته بپائی فلک فرسائے خود از جائے که بودند بجائ دیگر تشریف بُردند و بفرح و شادمانی در خانه که مشرف به دریا بود و هوائے مخالف در و سرایت داشت نشستند و نماز شام را به ایما گزاردند و پوشش ها که همیشه در ایام بیماری می بود کم کردند و مثنوی مولوی معنوی بآواز بلند می خواندند و با خود زمزمه داشتند مخلصانے که به تعهد خدمت و تیمار داری مخصوص بودند از مشاهده این حال متحیر بودند۔ بعضے از حاضران از غوامض علوم تحقیق می نمودند شخصے از حاضران پُرسید که آنچه در قرآن مجید امر بایمان به غیب آوردن شده این معنی نسبت به عامه مسلمین خواهد بود نه به اہلِ مشاهده یعنی اینها ایمان به مشهود دارند۔ فرمودند که نه چنین است۔ بل امر بایمان غیب نسبت بعوام و خواص است۔ بیت

هر چه نزد تو بیش ازاں ره نیست — غایت فهم تست والله نیست

پاسے اخیر از شب جمعه مانده بود که دل حضرتِ ایشاں ضعف کرد و بے خود شدند بعد از اندک فرصت بافاقتی که متضمن بشاشت وجه بود به کمال قرار و آرام باز آمدند و چشمانِ مبارک وا کردند و تکلم ازیں وقت تا قبیل وصال نفرمودند۔ دریں اوقات سکوت که همگی آں دوازده پهر بود۔ هرچند ادویه مخالف طبع شریفت می مالیدند اصلاً بچین ابروئے متعرض نشدند همانا اثبات حال رضا مرعی میداشتند۔ چه قبیل ایں حالت سکوت مخلصے بطریق دلسوزی گفت سبحان الله چندیں امراض سابق ولاحق بس نبود که سوزش درون هم براں افزود بزجر منعش کردند۔ فرمودند حق سبحانه مالکِ مِلکِ خود است۔ در مِلکِ خود هرگونه تصرفے که میخواهد میکند دیگری را دم زدن نمی رسد و تا هنگامِ رحلت از آرام و قرارے که داشتند متغیر نشدند۔ الّا از آوردن طبیب هندو که آزار رُوحانی راه یافت و صورت کراهتے ظاهر کردند و چینے بر آبروے

Rekhta.com: The Digital Library

مبارک پیدا آمد و رُوئے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشاں ایں گستاخی کردہ شد و اِلّا مشرب عالی معلوم است کہ بآوردن طبیب ہند و راضی نیستند۔ از استماع ایں سخن چین ابرو فراہم آمد و برضی والدہ راضی شدند۔ دریں وقت یکی از مخلصان بتقریبے نام اللہ العالمین گفت۔ بسرعت جانب وے دیدند و سر مبارک را کہ بہ یک قرار گزاشتہ بودند گردانیدند۔ یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ بشوق تحرک فرمودند۔ ازیں سخن آب در چشمِ حقائق بین گردانیدند اَلّا بیروں نہ آمد۔

شنبہ بست و پنجم ماہ جمادی الثانیہ سنہ اثنے عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و ایں وقت احتضار حضرت ایشاں بود از مخلصان ہر کہ مے آمد لحظہ بجانب وے می دیدند بصرف نظر با اغماض عین رخصتش می کردند۔ چوں جامع مسودہ بہ نظر مبارک در آمد خیلگی متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند۔ بخلافِ عادت مکرر مکرر بچشم شفقت و مرحمت نگریستند۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا مِنْ بَرَکَاتِ حُجَّۃِ الْاِسْلَامِ حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمدی نگریستند۔ بنظرہائے کہ متضمن وداع باشد بجانب ایشاں نگریستند و نظراتِ شفقت و مرحمت بر تفقد حال خیر مآل ایشاں کردند و بر رُوئے حضرت ایشاں تبسمے و تعجبے چنانچہ عادت شریف دریں امور بود ظاہر می شد یعنے عجب از شما کہ خود را در دائرۂ درویشاں می گیرید و طفلان وار دریں معاملہ گریہ می کنید و بعنایت و مرحمت تمام انگشتان دست مبارک در انگشتان ایشاں درہم زدہ خیلے وقت منعقد داشتند و دست بہ سر و رُوے ایشاں کشیدند و در وقت بیماری اخیر ہیچ کدام از اصحاب کرام ورائے ایشاں بحضور عالی نبود۔ اگرچہ خدمت میاں شیخ الہ داد نزدیک بودند لیکن از ضعف و بیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشاں طاری شدہ بود دریں مدت نتوانستند بمجلس عالی حاضر شد۔ شب و روز در ملازمت حضرت ایشاں خصوصاً در ایام بیماری بغیر از ایشاں کسے نبود۔ القصہ چوں جا تنگ بود و یاران بنوبت می آمدند۔ باشارت اعزہ کہ آنجا حاضر بودند بیروں آمدم حق سبحانہ بطفیل آں نظرات و بحرمت صفائی آں اوقات ایں آوارہ وادی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ناکامی و بازیچه طبیعت و خامی را از سوئے خاتمه نگاهدارد و این زلات و جرائم را که از ہم نشینی این اژدہائے خانه پرور و غول نحر و فریب که نفس و شیطان سر بر میزند سد راه وصول نگردد اناد بمنه و جوده. نماجی قصه آنکه پاسے از روز شنبه باقی مانده بود که بذکر اسم ذات بطریق جهر مشغول شدند بعد از دو سه گھڑی بہمیں شیمه کریمه بجوار رحمتِ حق پیوستند و بعالمِ قدس تمکن فرمودند. مثنوی

دریں صندل سرائے آبنوسی	گہے ماتم بود گاہے عروسی
جو بهرِ شادی و غم جائے روبند	بجائے سر بجائے پائے کوبند

رباعی

که گفت که آن مایهٔ امید بمرد	که گفت که آن دولتِ جاوید بمرد
آن دشمن خورشید بر آمد بر بام	پوشید دو چشم و گفت خورشید بمرد

اکنوں اندکے از اطوار حضرتِ ایشاں نسبت بعموم خلائق و تربیت مسترشدان در دو فصل بوجه اختصار تمام کنم۔

فصل اوّل دربیان بعضے از اطوار حضرتِ ایشاں

طریقه حضرتِ ایشاں بخلق الله ایں بود که هرگاه شخصے بملازمتِ گرامی می آمد خود را البطورِ او می گذاشتند و باندازهٔ عزت او بذل جاه می فرمودند و تعظیم علماء و سادات بسیار می کردند و اکثر ساکت می بودند مگر برائے استمالت خاطر زائر نادر برابر سخن ہے ہماں قدر که در معرض جواب کافی می بود تکلم می فرمودند مگر وقتیکه سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف می افتاد خیلگی منقح می کردند چه آں محال مغلطهٔ افهام است تا کسی کج نه فهمد و مخالف مذهب صحیح فرا نگیرد و اگر از اهل عرف و تکلیف می بود دو سه کلمهٔ عرفی بے تکلف بر لفظ مے آوردند و بنوعے تازه روئے بوسے می کردند که هیچ گونه تکلفے یا کراہیتے مفهوم نمی شد و در آنحضرت هرگز سخن دنیا یا اربابِ دنیا یا اخبار عالم مذکور نمی شد مگر که حاجت مندی هنگام عرض حاجت خود چیزے از یں مقوله می گفت یا امرے از امور دینی بآں متعلق می بود و

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

حتی الامکان در انجاح مهمات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و بفعل و قول حاجات حاجتمندان
را روا می کردند و از حضرت ایشان هرگز سخنے که دلالت بر وجود قدرت کند ازین جماعه کسی نشنیده
مگر وقتے یکے از مخلصان که بظاهر در شغولیها مبالغه نداشت و جمعے از اصحاب طعن وے می کردند
بشکستگی و حسرت از کم توفیقی خود و طعن یاران بعرض رسانید فرمودند هر طور میخواهی باش و از
کدورت هستی طاعنان و نورانیت مرحومی آں مخلص فرمودند بخاطر میرسد که متوجه شده بکمترین ساعتے
ایں شخص را بمرتبهٔ بلند رسانیده شود اما ضعف فرصت نمی دهد و هرگز این چنیں سخنی از ابتدا تا انتها
کسے از حضرت ایشاں که تمام غرق دریائے فنا و نیستی بودند نشنیده در وقتے یکے از اخص خواص
بنا بر حکمتے از بحر وجود حضرت حق سبحانه قطره می یابم و به همان تعین زندگانی می کنم سو در خلا و ملا در دوام
آگاهی و حضور و شهود حق می بودند و اگر مکروهے شرعی از کسے می دیدند بشدت امر معروف نمی کردند
و احیاناً چوں ضرور می شد به کنایت یا به تمثیل بنوعے می فرمودند که دلنشین وے می شد و سبب
برنا کردن امر معروف آں بود که خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند که امر معروف بر علماء و اهل
احتساب است. روزے یکے از ازواج مطهره نسبت بحضرت ایشاں بے ادبی کرده بود و بارباب
علم فرمودند که مسئله تحقیق کنید اگر در ایمان وے به هتک حرمت ما فتورے رفته باشد تجدید نکاح کنم.
شخصے عرضه کرد که اگر بعلماء کسے ایں چنیں بے ادبی کند حکمش چنیں است فرمودند ما داخل علماء نیستیم.
در کتاب ببینید که اگر مومنے هتک حرمت مومنے بکند چه لازم می شود و حکم آں چیست و سر مو از جادهٔ
مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل بروایات مفتی به می نمودند و از اموریکه مظان شبهتے
دراں گنجائش می داشت بقول و فعل اجتناب می کردند و آں قدر نظرهائے دقیق دریں باب
داشتند که عقل حیران می شد. مثلاً اگر کارے می کردند و دراں کار رعایت حقوق شرعیه کما ینبغی
می نمودند گاہے اطلاع بر اسرار آں عمل نمی شد بعد از انکه کشف حقیقت آں اتفاق مے افتاد
ظاهر می شد که نهایت مرتبه رعایت تا همیں قدر است و ایں چنیں می بایست. مثلاً روزے نشسته
بودند. وقت نماز در رسید مصلاً طلب داشتند شخصے از حاضراں کمر بند خود را پیش آورد. فرمودند که
بر جامهٔ شما نماز گزاردن از ادب دور است بر زمین ادا کردند و جامهٔ او را نه انداختند. عاقبت ظاهر شد
که ایں شخص بعد از اتمام وضو نشف رطوبتے از اعضائے مغتسله خود بآں جامه نموده بود و اگر کسے در

(c) ketabton.com: The Digital Library

ملازمت حضرت ایشان تخفیف مسلمانے می کرد چہ جائے غیبت بلجرو آنکہ این معنی از وے می فہمیدند تعریف و توصیف آن مسلمان بنیاد می کردند۔ چنانچہ آن کس نیز از ارادہ تخفیف بر آمدہ در توصیف مقوی حضرت ایشاں می شد از شخصے انواع افعال قبیحہ صادر شدہ بود۔ چنانچہ پدر وجدش محضرے بر وجوب قتل وے نوشتہ بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکردہ بود۔ عزیزے قبائح وے را بہ تعجب و تعیب بحضور حضرت ایشاں نقل کرد۔ انواع شفقت و مرحمت بے ہیچ تعجبے در بارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدہ این حال وجدے درگرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشاں مخلوق و مقیّد اند۔ ہرگاہ از حضرت ایشان این ہمہ شفقت و مرحمت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است وسعت رحمت او تا بچہ حد خواہد بود و از غلبۂ این نظر خندہ و عرض نمود کہ ازین جا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ گردد۔ بآں عزیز خطاب کردہ فرمودند شما مردم عزیزید۔ شما را قبائح وے در تعجب می آرد و ما کہ او را در تقابل نفس خود پنداریم جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشاں کار کم می کنند۔ و مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہا چہ کنند۔ ما ہم ہیچ مشقتے درین امر نکردہ ایم۔ چنانچہ ما مفت یافتہ ایم اینہا ہم میخواہند مفت یابند۔ اگر از مریدے امر قبیحے مشاہدہ می کردند یا می شنیدند تہمت بر خود می بستند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی ہائے ماست۔ ہرگاہ در ما بدیہا باشد۔ این فقیراں چہ کنند۔ ہر بد در ماست در ایشاں پرتو می اندازد۔ وقتے میاں شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند و در سنبھل توطن دارند در باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ و جذبی نبود شکایت گونہ نوشتند کہ اہل سنبھل از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن دراز می کنند۔ حضرت ایشاں در جواب عریضہ میاں شیخ تاج چنیں نوشتند کہ دماغ خشکی شما را کہ در باب شیخ ابابکر نمودہ بودند خواندیم۔ این نوع چیزہا منافی مقام شفقت و کار شناسی نیست۔ اولیا از کبائر محفوظ نیستند۔ نامرادے بیچارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم داشت از وے ظاہر نشود خصوصاً کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد۔ استقامت صفات از و نباید چشم داشت اگرچہ بولایت برسد خدا داند کہ دراں وقت چہ نا معقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشند کار خانہ دیوانہا دیگر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور می باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی می باید گماشت بل معیّت وجود را باید دید۔ ادب شناخت

Marfat.com

...on.com: The Digital Library

این است نفوس مختلف اند بعضے امّاره بعضے مطمئنّه و بعضے درمیان که لوّامه میگویند آں ہم اگر ذوی العقول باشند مطمئنّه نفوس اولیاست. ارباب نفوس امّاره را نیز معذور می باید داشت بل بنظرِ لطف دید در ہر کارے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد طعن اہلِ ستیصل را نیز انکار می باید کرد بل بہ نظر رحم در ایشاں باید دید که از استقامت عقل بر آمده اند و شیوه نفوس را فراموش کرده. اگر عاجزے یک گناه بکند حکم بر بطلانِ او چرا کنند و مجموع امور را بر تلبیس چرا حکم فرمایند. الحمد للّٰہ والمنة که ملامت اولیاست ماخوذ در ظہور این امور طریقے دیگر داریم. ہرگاه ملامتے میرسد در خود می نگریم. و یک بدصفتے در خود می یابیم و این اشارت را موعظۂ غیبی میدانیم. چنانچه درین ماده نیز در خود نفاق ہا و تلبیسات یافتیم و التجا بحضرت کرم او بردیم اِن شاء اللّٰہ مرتفع شود. بارے بگوئید که از ملامت ستیھلان چه ضرر لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود و یا صفائی توجه برطرف خواہد شد یا ردّ درگاهِ الٰہی خواہد شد چه خواہد شد ؎ معشوق ترا دو بسر عالم خاک ؛ انتہی کلامه قدس سره

روزے عزیزے از مخلصان شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشاں بود که مرا حالی پیش آمده ہر چند می دانم که دیگراں به ازیں احوال دارند ولیکن نفسِ من بداں مغرور شده است باوجود آنکه استغفار می کنم. آں عجب و غرور از من نمیرود. یکے از صوفیاں در ملازمت عالی نشسته بود فرمودند. ایں مرد نیز بطورِ شما گرفتار ہمیں حال است از و علاجی بپرسید آں عزیز عرضه کرد که ما ہر دو بیمار علاجے که ایشاں بمن خواہند کرد ہمہ خواہد بود. فرمودند شما ہر دو مردم عزیز بد حاصل ہا دارید لاجرم چیز ہا در خود مے بینید ما که ہیچ نداریم ہیچ نمی بینیم. بچه چیز ما را عجب شود آں عزیز گوید که از استماع ایں سخن نزدیک بود که تار پود ہستی من از ہم بگسلد تا بعجب و خود بینی چه رسد. دیگر ہرگز گرفتار ازاں گونه عجب نشدم ؎

ساقیان لعبه او چوں شراب اندر دہند
ہوش گویا گوش را ہاں سائےدی کن ساغری

روزے یکے از متفقہاں بے خبر که خود بمشروعات مقید نبود بر حضرت ایشاں زبان اعتراض دراز کرد. بعضے دخل ہائے ناحساب و بیجا بر اوضاع و لباس مرضیه می کرد و حضرت ایشاں تحسینش می کردند می فرمودند که مثل شما در عالم کم کسے یافته می شود. می باید کسے شما را ہمیشه با خود می داشته باشد چه خوب کسی بوده آید. درین مدت ما را مثل شما لطف ملاقات نشده. ہر چه تواضع می کردند او در

اعتراضات قوی تر شد اصلاً بوے اظہار گرانی نہ کردند و کج خلقی کار نفرمودند با وجود دے ریش تراشی بود و مروے نبود کہ در ہیچ فرقہ اعتبارے داشتہ باشد۔ عزیزے از دانشوران عہد بوے گفت۔ کہ اے از خدا بیخبر توچہ دانی کہ علم شرائع چیست برو بکتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیا خلاف کتاب نیاید خصوصاً از مثل حضرت ایشاں کہ از ارباب صحو اند نہ اصحاب سکر۔ فرمودند دریں حیز زماں وجود ایں چنیں مردم غنیمت است ہم دریں محل طعامے درمیان آمد۔ اورا با خود شریک کردند و انواع شفقت و مہربانی فرمودند چوں بتمام خالی شدند اعتراضات ویرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد ازاں تا امروز آں متعقفہ پیدا نشد گویند از شہر برآمد و روش حضرت ایشاں شب ہا در ایام تخفیف امراض مزمنہ کہ خادمان اوراصحت می نامیدند ایں بود کہ بعد از نماز خفتن کہ از مسجد تشریف مے بردند قدرے مراقب می نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے دراز می کردند و ہمیں کہ چشم بخواب گرم می شد و خادمان در خواب می شدند بر می خاستند و بمتوضا می رفتند و تجدید وضو می ساختند و شکر وضو می گزارند و می نشستند باز چوں اعضا ضعف کرد دے دراز می شدند۔ ہم چنیں پنج مرتبہ گاہے شش مرتبہ می شدند و تجدید وضو کردہ بخواب نمی رفتند و احتیاط بلیغ می کردند کہ از خادمان کسے بیدار نشود و شب ہا با وجود آنکہ دو خانہ داشتند بیرون می بودند و اگر میل غسلے پیدا می شد در خانہ کہ نوبت آں می بود می در آمدند و ہماں جا غسل کردہ بیروں تشریف می آوردند و خواب می کردند و اہل خانہائے حضرت ایشاں حقوق خود را بتمام حتے قسم نیز بخشیدہ بودند۔ باوجود آں قدر رعایت قسم می کردند کہ سر موئے فروگذاشت نمی شد۔ چنانچہ در ایام غلبہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از ازواج قرب مسافت داشت بخانہ دیگر آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ از انجا برابر است و آں خانہ وسط حقیقی است و در جائیکہ شب می بودند سنت نماز فجر را درہمانجا گزاردہ بمسجد جماعت تشریف می آوردند و در اوقاتِ دیگر و برائے نماز شام بعد از وضو شکر وضو گزاردہ بمسجد مے آمدند و اکثرے از اربابِ حاجات دریں راہ عرض مہمات خود می کردند۔ قدرے می ایستادند و حاجات ہرکدام را می شنیدند۔ و بہر کس جوابے شافی بمہربانی می گفتند۔ آں گاہ بمسجد مے در آمدند اگر در وقت اتساعی می بود تحیت مسجد نیز ادا می کردند و الا بر فرائض و سنن مؤکدہ اکتفا می فرمودند۔ ہم چنیں در وقت برآمدن از مسجد ہرگز از اہلِ حاجات اغماض نمی کردند۔ بلکہ بشاشتِ وجہ بایشاں سخن می فرمودند و در جائے خود تشریف می بردند۔ چوں ایں شیمہ کریمہ فہمائے

om: The Digital Library

عظیم یافته بودند خیلگی در باب مہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند۔ آخرہا ایں معنی بنا بر نیستی کم پذیرفتہ بود واز حضرت ایشاں فوائد ظاہر و باطن بمردم می رسید و تادیب مریدان جز از راہِ باطن نمی کردند مثل سلب حال و در قلق انداختن نسبت بآں شخص ایں معنی باعث چندیں تنبیہ و فتوح می شد۔ یکے از مخلصان را بنا بر مصلحت و لے در قلق انداختند و ایں مرد لاہوری بود و از لاہور بصحبت یکے از شیخان وقت تا بدہلی آمدہ بود۔ چوں ملازمت کرد فرمودند چرا ہمراہ آں شیخ پیشتر نرفتی۔ طرفہ حالے بران نامراد گزشت کہ تمام شب در رنگ ماہی کہ بر تابہ باشد بیقرار بود و نعرہا میزد و گریہ ہا درد ناک می کرد۔ چنانچہ خواب بچشم اکثر یاراں از نالہ او آشنا نتوانست شد و از غایت گریہ نماز خفتن و بامداد را آنچناں کہ باید نتوانست گزارد۔ عشرۂ اخیر ماہ رمضان بود و یاران بعد از نماز بامداد حلقہ کردہ متوجہ بحضرت حق سبحانہ نشستہ بودند کہ آں نامراد دریں جمع در آمد و گفت اے مسلمانان برائے خدا دردِ دلے دارم بشنوید۔ اگرچہ ہیچ کس متوجہ بسخن وے نشد چہ تمام شب گوش ہا را پر ساختہ بود۔ ہرکدام بذوق خود فرو رفتہ بودند۔ گریاں گریاں بنیاد کرد کہ من پیوستہ طالب درویشاں و معتقد و خادم ایشاں بودم۔ شبے بخواب دیدم کہ اہلِ سوار می گذرد و مردم در دُنبال او می روند و می گویند کہ ایں قطب وقت است۔ من نیز بر سر راہ وے دویدہ ایستادم۔ آں سوار بمن گفت کہ نوکر من می شوی۔ قبول کردم و گامے چند در جلوے او دویدم۔ عاقبت بریک کوہی بر آمد و از چشم من غائب شد و بعد ازیں واقعہ پنج شش سال گزشتہ بود و انتظار من با آخر آمدہ کہ بتقریب حضرت ایشاں ازاں کوچہ کہ نزدیک بخانۂ من بود بہماں نسق کہ در خواب دیدہ بودم گزشتند بمجرد آنکہ چشم من بر جمال حضرت ایشاں افتاد شناختم و از دنبال رفتم و ایں واقعہ خود را گفتہ مشغولی گرفتم۔ اکنوں پنج شش سال است کہ محبت ایشانم الحال می فرمایند کہ ہمراہ آں شیخ چوں نہ رفتی۔ اے مسلماناں برائے خدا گوئید کہ من چہ کار کنم چوں سخن با آخر آمد با اہل قلعہ وجدے در گرفت کہ سر از پا گم کردند و بے طاقتی ہا نمودند ایں جماعت کہ قریب بہفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و غریو در تمام قلعۂ فیروز آباد برخاست و تماشائیاں ہجوم آوردند۔ چوں ایں غوغا بسمع شریف رسید بمسجد تشریف آوردند و فرمودند تا یکے دگر را گرفتند و مستی ایشاں فرو نشست۔ بعد ازاں آں لاہوری آتش زن را طلبیدہ از قلق بر آوردند غرضکہ تمام مظہر رحمت بودند و می فرمودند کہ از ما بکسے ضرر نمی رسد الا منافع۔ والحق فوائد کہ دریں دو سہ سال از آں حضرت بمستفیدان رسیدہ در زمان پیش بسالہا نمی رسید و تفصیلِ آں از حدِ بیان بیرون است ؎

Marfat.com

Maktabton.com: The Digital Library

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک   تا بگویم وصفِ آن رشکِ ملک
ثنائے او بدل ما فہ و نیاید زانکہ   عروس سخت تنگر فست وحجلہ نازیبا

و مہربانی بر مشربِ حضرت ایشان آن قدر غالب بود کہ اگر گربہ بر دامن زہت نشیمن خواب می رفت۔ ہر گوش بیدار می کردند و منتظر بیدار شدن وے می بُودند۔ تا زمانے کہ او بخواب بودے حرکتے نہ فرمودندے و خود را بطور او گذاشتندے۔ و اکثر اوقات بایں تقریب سرماہا می خوردند و لحاف از زیر گربہ نمی کشیدند و ہر قسم آشنائے کہ سابقاً با آشنایان داشتند تا آخر با آنہا ہمان طریق سلوک می فرمودند۔ چنانچہ اکثرے از آشنایان سابق حضرت ایشان را از خود بہیچ وجہ تمیز نمی دانستند۔ عزیزے در ملازمت حضرت ایشان نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بینان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشیخت حضرت ایشان را بہ آشنائی یگانۃ الآفاقی مرجع الانامی قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالےٰ و ہمیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان آن قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فقر این قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ در جوابِ این سخن فرمودند کہ شیخ را بر ما حق ہا است و بوسیلۂ وجودِ ایشان درین راہ کشایش ہا دیدہ ایم و الحال ہم وجہی شرعی برائے قطع طریق آشنائی نمی یابیم۔ والا چنان می کردیم و این نوشتن را علّت ہمان است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے سلوک یکسے کردہ بودند تغیّر نمی دادند و مہند احقوق سیادت و بلند منشی شیخ سلمہ اللہ دا و صلہ الی ما یتمناہ رخصت بتغیّر این عنوان نمی داد۔ روزے ضعف والدۂ ماجدۂ خود دیدہ امر طعام پختن را کہ بتکفل ایشان بود۔ بہ بعضے از صوفیان فرمودند۔ والدۂ حضرتِ ایشان تا چندگاہ بہ گریہ و زاری گزرانیدند کہ از من کدام جریمہ بوجود آمد کہ حق سبحانہ مارا ازین سعادت باز داشت۔ عمل خیرے کہ از دستِ من می آمد ہمیں بود کہ برائے حضرتِ ایشان طعامے می پختم۔ آنرا ہم از من باز گرفتند۔ مدتہا برین حال بودند و از نہایت دانائی و زیرکی و غلبہ نسبت اخلاص و مریدی کہ مرکوز جوہر شریف ایشان است نتوانستند اظہار این معنی کرد بعد ازاں کہ این سخن بحضرتِ ایشان رسید و امر طعام پختنی بتصدی ایشان گذاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشان ازاں قلق و اضطراب فراہم آمد و بہ بی بی آبانو کہ زن محمد صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشان باشند و زن شیخ محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آغا باشد برائے خمیر نمودن وند و در بعضے امور گذاشتند و نفی اختیار حضرت ایشان آنقدر بود کہ با وجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعامے نبودند۔ و اگر نا ملائم طبع می بود اظہار این معنی نمی کردند و بدن شریف و عنصر لطیف از عدم ترتیب و بے توجہی بطعام و دوام مشغولی بحضرت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

حق سبحانہ بغایت نحیف بود لیکن رونق چہرہ وطراوت روے باآں ہمہ نحافت کہ بالاترازاں صورت نہ بندد روزافزوں ہے

خطِ سبز ولب لعل ورُخِ زیبا داری هرچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہنگامِ طغیانِ قلق گاہے باوجود چندیں ظہور ومقتدائیت درکوچہا وبازارہا تنہا بطرفہ بے تعینی می گشتند ودرسایہ ہائے دیوار برخاک می نشستند ومضمون حدیث کُنْ فِی الدُّنیا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِیْ سَبِیْلٍ لائح می شد وحضور وشہودِ حق ازسراپائے گرامی می بارید ومحقق می شد کہ جمیع اعضا جداجدا بنعت خاص متوجہ حضرت حق سبحانہ اند واستفاضۂ خاص میکنند وپیوستہ باوجود چندیں فتوح وکشائد کہ آناً فاناً میدید ند ہمیشہ درانتظار وتفکر وحزن می بودند ہے

دریک دم اگر ھزار دریا بکشی کم بایدکہ دو خشک لب باید بود

وقتے بیکے ازمخلصان بتقریبے می فرمودند کہ اگر ما ریاضاتِ شاقہ چنانچہ اربابِ سلوک می کشند نکشیدہ ایم لیکن انتظارہا وقلق ہا کشیدہ ایم کہ چندیں ریاضات ومحن درضمن آں می بود وازابتدا تا انتہا ازانتظار نہ آسودند۔ چوں اطوار حضرت ایشان ومعموری اوقات پاک بتمام وکمال بیان کردن درطاقت البشریت چہ حقیقت بگفت نیاید ولذتے کہ رُوح ازدریافت معانی وبسط حال یابد بیان ازاداۓ آں عاجز است۔ لاجرم آنچہ اندیشہ وادراک نویسندہ ازمشاہدۂ اوقات استغراق سمات حضرت ایشاں دریافت۔ اگر ہزار کتب پردازد وعمرہم بالفرض مساعدت کند تحریر آں صورت نہ بندد خوش گفت ہر کہ گفت ہے

نبود درکتاب ہا دل و درد از دلے صد کتاب نتوان کرد

للہ الحمد والمنۃ کہ از دیدارِ گرامی حضرت ایشاں کہ نسخہ اخلاقِ انبیاء واولیاء بودند یقینی واعتقادے بریں طائفہ بطریقِ مشاہدہ پیدا شد۔ قبل ازیں ہرگاہ کتب احوالِ مشائخ مطالعہ کردہ می شد بخاطر ناتجربہ کار می رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند والّا ایں احوال ازقیاس عقل بیرون است۔ اکنوں مفہوم شد کہ حق سبحانہ بعضے ازبشر را بجائے میرساند کہ اگر افلاطون وبوعلی ودقیق النظران عالم آگاہ گردند بناداں مقرآیند۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

فصل ثانی در بیان تربیت مسترشدان طریقه

عادت شریفه حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود که هرگاه طالبے می آمد که اظهار طلب می نمود چندگاه دوراندازی بهانش می کردند۔ اگر اهل شهر می بود و اگر مسافرے بود و محتاج نان و رابطے که بامر ارشاد متوجه بودند چندگاه نانش نمی دادند به نیت آنکه مردم برائے نان جمع نشوند و دکانے راست نه سازند و هرگاه کسے از ارباب دنیا برائے فقرا نذرے می فرستاد بمخلصان خود می دادند و فقرائے بیگانه را تقدیم می کردند۔ اگر چیزے باقی ماندے تحقیق می کردند۔ هرکه از مخلصان غرض حقانی داشتے آنگاه ادنی آنچه ضرورت وے بدان کفایت شدے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچه بعضے عوام گمان می بردند نسبت بمخلصان بغایت کم۔ و می فرمودند که بهر کس ما امداد مالی کنیم۔ یقین دانند که نسبت با و در صحبت فتورے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد تنقیح صوفیان و تربیت طالبان بودند عدم مهربانی بلکه نهایت مهربانی نسبت بگرفتاران آز و همین است و آخرها که امر مشیخت و ارشاد متروک شده بود۔ فرموده بودند که آیندگان تا سه روز نان بدهند که ضیافت تا سه روز مسنون است درین میان بعضے سست طالبان نمی ایستادند و دوراندازی ها تاب نمی آوردند الا آنها که طلب قوی میداشتند و درین کار بجد تر می شدند بآنها طریقه می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمره می بودند برائے آنها قوت لایموت تعین می شد و نهایت آن یک تنکه دهلی بود و الا یک نیم بهلولی و یک بهلولی از وجه قرض حسنه که برائے حلیت لقمه حیله شرعی است و این مخصوص مسافران بود نه اهل شهر۔ مگر کسے که در جوار حضرت ایشان دائم بودے و احتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزینه دار میگشت و طریق مشغول ساختن این بود که اول استخاره اش می فرمودند بعد از آن در خلوتش مے طلبیدند۔ و شغلے از اشغال سلسله عالیه نقشبندیه که در رسائل اکابر این سلسله مبین است می فرمودند و نسبت به بعضے بعضے کیفیات از پیش خود بران مشغولی ها زائد میکردند۔ چنانچه در رساله[۱] خود که در بیان طرق نوشته اند ایزاد فرموده اند۔ توجهے در باب وے میکردند و همت مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بیخود شده بر جائے خود مے افتادند و در آنها اثرے از حرکت و شعور نمی بود۔ تا هرگاه که صلاح حال آنها

۱؎ این رساله را جامع در رقعات شریفه نوشته است۔ رقعه ۶۲ را باید دید۔

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

می دیدند داں بے خودی میگذاشتند و این حالت بر بعضے ہا بنوعی میگذشت کہ حاضران آنہا اموات خیال می کردند۔ باز برعکس آں تصرف می کردند بہوش می آمد و قول آنکہ شیخ یُحْیِی وَ یُمِیْتُ بوضوح می پیوست بعد از طریان این حالتِ بیخودی و بے شعوری اکثرے از اخلاقِ ذمیمہ او مہذب می شد و شکستنے در کارخانہ وجود او پیدا مے آمد۔ چنانچہ مردم از چہرہ او پے بمعانی محصولہ او می بردند و ابتدا بتغیر اوضاع دے امر نہی فرمودند۔ بعد از چشیدن لذتِ بیخودی او خود بخود باوی موافقت باوضاع مرضیہ حضرت ایشاں می آمد ہم چنیں ہر کہ مرحمت بیشتری داشتند یا غلطی در استعدادش میبود بکرات تصرف بر وی می کردند و بحالت بیخودیش می بردند و آں قدر قدرت بود کہ اگر کسے را میخواستند در یک روز بسرحد فنا و فنائے فنا کہ مقارن رُتبۂ ولایت است میرسانید و نسبت بدو سہ کس ایں معنی دریافتہ شدہ و ہر کسے را طریقے خاص پیش مے آمد۔ بعضے را کشف و بعضے را ترقیات در مقامِ قرب و بعضے را تلوّنِ احوال و باز کشف ہم انواع بود کشف حقائق اشیاء و کشف توحید و کشف قبور۔ چنانچہ ایں خط حضرت ایشان کہ دریں باب بفرزند و برادر میاں شیخ احمد سرہندی مرقوم شدہ موید آنست۔

رُقعہ قرۃ العین محمد صادق بزخور و از ظاہر و باطن گردد۔ احوالِ او چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است بر ہمان حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست انشاء اللہ از شکر بصحو و فنا در شعور اندراج یابد۔ مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے برنگیرند کشوف صوریہ محل خطا و لغزش است سعی کنند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیرد ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشند و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استفاط یافتہ در کار دسعی باشد کہ جذبۂ خواجہا و حضور ایشان دیگر است دراں مواطن از ماسوے نام و نشانے نیست۔ گاہ بالکلیہ و اکثر بالاصالۃ توجہی است از شش جہت معرا۔ گاہی جہت فوق بجہت خصوصیتے کہ عرش مجید راست در وہم مے آید و گاہے ہمہ جہات را یا اکثر را فرو می گیرد و معنی وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ بظہور می رسد۔ اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو نشدہ اند و ہیچوں سراب و خیال بے اعتبار افتادہ و دریں وقت نزد دریافت خیالیہ صور ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ نیز درمیان مے آید و اگر وقت فرو گرفتن آن توجہ ہمہ جہات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفاتی اتم بظہور رسد و معنی لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

درجلوہ آید بهوش باید بُود که کسوتِ معنویہ درمیان است لا اقل صفتِ حیات وہستی اکنوں یک دقیقہ دیگر بشناسند کہ در وقت ظهورِ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ نیز می تواند بود کہ ہمچنیں کسوتے درمیان باشد ومی تواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجرد شدہ باشد۔ بارے حقیقت مقصود در دریافت وادراک نمی آید آنجا عشق ومحبت است وتصفیہ سر از ماسوے وآں تحقیقات کہ در سلسلۃ الاحرار نوشتہ شدہ بغایت غامض است۔ دریں مبحث آنرا بگذارند ومدار برادراک متعارف بنهند حضرت خواجہ نقشبند

خواجہ پاک نقش پاک نفس قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ الْاَقْدَس

می فرمودند کہ ہرچہ دیدہ شد ودانستہ شد آں ہمہ غیر است۔ بکلمۂ لَا آں را نفی باید کرد۔ میاں شیخ احمد نیز حالِ خود را دریں صحیفہ مطالعہ نمایند وبدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی ووحدت صرف بظهور نمی رسد۔ اہل ایں سلسلہ اسم فنا براں نمی نهند وآنکہ ما گفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر درمیان است۔ ایں است حقیقت ایں سخناں مشافهۃً معلوم میشود باوجود برائے خاطر شما نوشتیم والسلام والاکرام

القصہ ہرکدام از طالبان واردات خود درخلوت رفتہ عرضہ می کرد وحضرت ایشاں بحکمتِ بالغہ الٰہی ووقتِ نظری کہ من عند اللّٰہ یافتہ بودند بمصالح احوال واوقات وے امر می فرمودند واگر کسے خوابے یا واقعہ نقل می کرد می شنیدند ودرباب خواب گاہے می فرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہرچہ شدنی است خواہد شد وہرگز تحسین صاحبِ حال و واقعہ یا تعبیر خوابے بحضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ دراں وقت ایں قدر می فرمودند کہ بکوش تا از دست نرود وقدم بر تر نهی۔ بہ یکے از طالبان ہنگام عرض احوال فرمودند

مرغے غمِ او بحیلہ شد با ما رام ہشدار کہ مرغ رام را رم ندہی

یکے از طالبان را بنا بر مصلحت وے دور می انداختند ومی فرمودند کہ استعداد وے بسلاسلِ دیگر مناسب است وے سرگرم تر می شد۔ بعد از چار پنج ماہ بہ وے فرمودند۔ بیکے طالبانِ خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشما بگویند وے باین ہم راضی شدہ از سر دانشد دامیدوار می بود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشاںند از دہلی متوجہ سنبھل کہ وطن اقامت ایشاں است می شدند وبخانہ آں مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود اہلیہ وے طلبے قوی داشت باجازت شوئے از شیخ مشغولی گرفت وبمقتضائے استعداد در مجلس اولے اورا بیخودی روئے داد وکیفیت ہائے عظیمش حاصل شدہ دراں

Apni.com: The Digital Library

کیفیت اخبار ہفت آسمان گفتن گرفت بسر گرمی آں مرد بجد افراط انجامید و از شیخ حرفے از مطلب نشنیده سراسیمه متوجه ملازمت حضرت ایشاں شد و در راه از کثرتِ شوق افتان و خیزان در رنگ مست طافح مے آمد۔ چنانچه بند ہائے زانو و مرافقش خونی شده بود۔ چوں نظرش بر جمال حضرت ایشاں افتاد مانند خرمن گل تنگ در کنار گرفت و در صحن خانه غلطیده میگشت حضرت ایشاں لختے خود را بطور او گذاشتند۔ گاہے بر بالائے وے می شدند و گاہے در تہ وے و آثار ہا بدن شریف و عنصر لطیف راه یافت چه او مردے زبردستی بود و در کنار گرفته بر خاک مے غلطید و از در و دیوار مضمون ایں بیت مے تراوید ؎

ہزاراں دشمنے شد بانسیم کان تن نازک
شود آزرده گر اندر برش بند قبا جنبد

عاقبت فرمودند ما ہیچ کارے ہم داری گفت کارے که دارم بتو دارم و مقصد و مقصودِ من توئی۔ فرمودند پس ما را خود میکشی فائده نه کرد۔ آں گاه فرمودند بجانب روئے من ببیں۔ بمجرد دیدن از جائے بر جست و بر خاک ادب نشست و ازیں جہت ندامت ہا کشید وے گوید که آں روز که در چشمان حضرتِ ایشاں چیزے دیدم که ہنوز لذتِ آں فراموش نشد و عبارت و اشارت از شرح آں قاصر است و اگر می خواستند تصرفی کنند یا خارق عادتے بنمایند۔ بخود نسبت نمی کردند بلکه کتابے یا قصه حواله می فرمودند مثلاً اگر در بیمارے میخواستند۔ تصرف کنند و او را ازان بیماری بر آورند۔ کتاب طب می طلبیدند۔ و از روئے آن دارو ئے می فرمودند و ہمت بجانب وے می گماشتند۔ بمجرد استعمال آں دارو و گاہے پیش از استعمال صحتش می شد۔ چنانچه طفلے از قلعه فیروز آباد بجانب دریا که ارتفاعِ آں زیاده از نه قدِ آدم باشد افتاده بود و از راهِ گوش و بینی وے خون می آمد و نفسش تنگی میگیرد۔ مادرش او را در نظر مبارک در آورد۔ بریں حال شفقت فرموده قدرے متوجه باطن حق موطن خود شدند و کتابے بدست گرفتند و فرمودند که دریں کتاب چنیں نوشته اند که او زنده خواهد ماند آں طفل تا امروز زنده است و از مشاهده احوال وے ہیچ عاقل بزنده ماندن او نمی کرد۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

شبِ پانزدہم ماہِ شعبان

روزے درا وائل ہا کہ نو تماشائی

این کارخانۂ بلند قدر بودم و در ملازمتِ گرامی ہوسنا کانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امروز اشراف کنند و مرا بخود کشند داخل خادمانِ عالی گردم لا اقل سخنے از مرغبات راہ بفرمایند۔ شب پانزدہم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برات است در سلسلۂ شما یعنے چشتیہ نمازے کہ درین شب میگزارند چند رکعت است عرضہ کردہ شد۔ صد رکعت و بروایتے دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است شاید ما ہم توانیم گزارد و ہم دریں محل فرمودند مثل ما بریش گاو میماند و آنچنان است کہ شخصے از پسر خود پرسید کہ ہرگز ریش گاو بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ بر آید و بگوید بے آنکہ رنجے بکشیم گنجے بیابیم گفت بابا نا بودہ ام ریش گاو بودہ ام ما ہم تا بودہ ایم ریش گاو بودہ ایم۔ یکے از صوفیان نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مرا خدمتے فرمایند و از بازار چیزے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تربز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تربز چندانی ندارم۔ فرمودند ہر کدام کہ بزعمِ تو خوب باشد بیار و عادت شریف این نہ بود کہ ورائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتہا بودند بدیگرے بفرمایند۔ خصوصاً بنو در آمدگان این طریق و این مرد دران وقت از جملہ نو در آمدہ ہا بود دہم وے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الا پختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود شب ہا می پوشیدم و از تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہلِ خانہ خود خجالتے کشیدم کہ بخاطر این ہا می رسیدہ باشد کہ بطرفہ بے جمیتی کار افتادہ صباحش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز

Marfat.com

Kitabton.com: The Digital Library

بجماعت می گزاردم ۔ دراثنائے نماز نیز خاطر شبینہ آمد او را نفی کردم بعد از فراغ نماز چون نظر حضرت ایشان برمن افتاد ۔ یکیے از مخلصان کہ معاملہ اخراجات متعلق بایشان بود فرمودند کہ از یاران ما ہر سید ہر کہ لحافی یا جامہ نداشتہ باشد یا اہل خانہ وی نداشتہ باشد ہر طور کہ بگوید ساختہ بدہید دو سہ کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بمایحتاج رسیدند ۔ گویدازان باز ہمیشہ ترسان بودم کہ مبادا خاطرے بیاید کہ موجب گرانی خاطر اقدس بودہ برہم زن مقاصد سعادت مندی گردد و قوت علمی وقدرت براقسام سخن خصوصاً در علم تصوّف آن قدر بود کہ فضلائے وقت کہ سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہائے عظیم می کردند ۔ روزے عزیزے التماس کرد کہ برائے شرح رباعیات کہ مسمی بسلسلۃ الاحرار ست دوران ولا بتازگی تسوید فرمودہ بودند ۔ تاریخ[1] اتمام گفتہ شود ۔ درہمان مجلس دوات و قلم طلبیدہ نوزدہ تاریخ برائے آن رسالہ املاء فرمودند ۔ دو تاریخ بیاد محرر بود برائے تمثیل ایرادیافت باقی در آخر سلسلۃ الاحرار مسطور است یکے "تجرع فصوص حکم" دوم "نظم وجوب" و مع ذلک بجہت رعایت ظاہر شریعت ازین تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود درانجا بخوب ترین تدقیقات مبین است ناراضی[2] بودند و می فرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشدہ و می فرمودند کہ محقق شد کہ ورائے طریق توحید راہیے است ۔ وسیع و راہ توحید نسبت بآن شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ دریک مجلس نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت ست وچہ احتیاج بہ اثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازین جا نسبت سخن شیخ الاسلام پیر ہرات قدس اللہ تعالیٰ سرہ بہ یاد آمد کہ درنفحات درباب یکیے از اکابرین این طائفہ زیبا گفتہ کہ وے را نہ بستایند بہ کرامات و نہ بیارایند بہ احوال و مقامات ۔ کرامت و حال و مقام وو وقت در دست او شجرہ بود ۔ بلے ؎

در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است ... وی داد اسپیمبر معجزہ است

---

[1] مصنّف این رسالہ آن نوزدہ تاریخ را بعد از اتمام رسالہ بطور ضمیمہ در آخر نوشتہ ۔ آن را بہ صفحہ ۶۵ باید دید ۔

[2] عدم رضا غالباً بہ آن است کہ متمسک اہل بدع و ضلال است نشود چہ اینہا مسئلہ وحدت وجود را پیشوائے بدی و بدکرداری خود می سازند ۱۲

(c) ketabton.com: The Digital Library

انتقالِ پُرملال حضرت ایشاں

حضرت ایشان رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاریخ بیست و پنجم ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ یک ہزار و دوازدہ ہ اواخر روز شنبہ رخت اقامت بدار القرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم در شمال رو یہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوران قدمگاہ ساختہ والآن آباد است مدفون شدند۔ محرر سطور در مرثیہ حضرت ایشاں ایں ابیات مرقوم قلم خونیں رقم گردانیدہ۔

نظم

دل بر گرفت ازیں چمن آں تازہ نوبہار
زیں غم بخون دیدہ نشستم چو لالہ زار

کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من
تا پیش ازیں بچہرہ بہ بندم بخون نگار

ایں یک دو روزہ عمر مداری بریں منہ
ویں بر غلط فریب جہاں دل بریں مدار

بر حالِ خویش گریہ کند مرغِ ایں چمن
بر عمر خویش خندہ زند کبکِ کوہسار

از ہمرہست قافلہ در نیمہ رہ نماند
ہشدار دہاں دہاں نظرے بر قضا گمار

خوشخواں سرودہاست دریں رہ کہ چوں جرس
ہر صبح و شام مرثیہ خوان ست روزگار

بر خونِ خلق چرخ دہن باز کردہ است
عبرت بگیر ازیں سبع آدمی شکار

کاں قطبِ نہ فلک بہ دلِ عرش جا گرفت
خلوت گزید باحق و جامِ بقا گرفت

امشب کہ نالہ بلبلِ خاموش تازہ کرد
آہنگ گریہ بر منِ مدہوش تازہ کرد

ہر نالہ ماتمے دگر افزود بر دلم
داغے کہ خفتہ بود در آغوش تازہ کرد

جوشِ دروں کہ از دمِ سردم فسردہ بود
آتش بہ سینہ در زد و آں جوش تازہ کرد

شوریدہ حکایت آں رخ نہفتہ گفت
آشفتگی بہ سینہ بلا نوش تازہ کرد

Marfat.com

Kitabton.com: The Digital Library

آں خواجۂ کہ از دلِ غرّاے ہوش مند — آئینِ شرع و قاعدۂ ہوش تازہ کرد
وز بہر حلقہائے غلامیش مہر و ماہ — ہر روز سیقہائے بہ ناگوش تازہ کرد
از پیکِ روزگار بر آمد پیامِ چرخ — بر ما ہزار دردِ فراموش تازہ کرد

یک رہ خبر دہید کہ آں نو سفر چہ دید
بر اَوجِ نُہ سپہرِ بریں آں قمر چہ دید

آں ہادی زمانہ رُخ اندر نقاب کرد — زیں شیوہ خان و مان جہاں را خراب کرد
در عمرِ روزگار ندیدست کس بخواب — زیں صعب تر غمے کہ دل و دیدہ آب کرد
در کام عیش زہر شکست از فراق او — عشرت بجام و شیشۂ خود خون ناب کرد
خود وصل برگزید و بہ یاراں فراق داد — خود بادۂ بخورد جگر ما کباب کرد
ہر کس کہ نالہا جگرِ ریشِ ما شنید — شب را تمام روزِ قیامت حساب کرد
بیدار باد دیدۂ عبرت گزین ہوش — کاں بختِ ارجمند جہاں عزمِ خواب کرد

خوں شد دلِ سپہر ز بسیار خفتنش
در زیرِ خاک با دلِ بیدار خفتنش

داماں کشیدہ سرو ازیں بوستاں چرا ست — کہ گلبن شگفتۂ رعنا نہاں چرا ست
پیمانۂ مرادِ حریفاں نہ کردہ پُر — آں ساقیِ شرابِ بقا سر گراں چرا ست
پژمردہ گشت غنچۂ اُمید بے رخش — افسردہ خاطر از چمن آں باغباں چرا ست
آں مایۂ جمالِ جہاں گر سفر نہ کرد — افسردہ رنگ و رونق روئے جہاں چرا ست
آں نو بہارِ تازہ اگر رُخ نہفتہ است — گلہا جگر فگار ز دستِ خزاں چرا ست
از ہفت بامِ چرخ اگر سنگِ غم نہ ریخت — بر پشت جانم ایں ہمہ کوہِ گراں چرا ست
آں آفتابِ اوجِ ہدایت اگر نہ خفت — ایں تیرگی روئے زمین و زماں چرا ست

آں گنج شائگاں کہ نخفت است زیرِ خاک
از مخلصاں نیاز بداں آستانِ پاک

گویند خضرِ وقت و مسیحِ زمانہ مُرد — خورشید نور گسترِ ایں ہفت خانہ مُرد

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

پوشید چشم یکرہ و شد زندۂ ابد | معشوق دہر بود ولے عاشقانہ مُرد
اِلّا محبتش ہو سم جملہ مُردہ باد | چوں آں مہ دوہفتہ و فردِ یگانہ مُرد
نالند بلبلانِ چمن از فراقِ او | ہیہات کاں طراوتِ زیبِ فسانہ مُرد
زنگِ زخم شکستہ تر آمد ز جامِ دل | خوں در رگِ ترانہ چنگ و چغانہ مُرد
زشدتی ازاں نفس کہ رخِ خود نہفت دوست | سازِ طرب شکست و نوائے ترانہ مُرد
بر حکم وہم و دیدۂ کوتاہ بیں مگوے | کاں رُوح بخش زندگی جاودانہ مُرد

چوں نوعروس وصل در آغوشش بر گرفت
از بس حلاوتش لبِ خاموشش بر گرفت

آوخ کہ شہسوارِ زمین و زمن نماند | گلدستہ کہ بود بہ دستِ چمن نماند
یعقوب وار دیدہ بہ کوری سپردہ بہ | چوں در زمانہ یوسفِ گل پیرہن نماند
آشفتہ گشت خاطر مجروحم آں چناں | کز جوششِ گریہ ہیچ دماغ سخن نماند
دل شاد بلبلے کہ بخود صد ترانہ داشت | آں گُل چو رُخ نہفت زباں در دہن نماند
شد برگ ریز لالہ و گل از خزان دہر | در گلشن نشاط لب نغمہ زن نماند
دہر از فراق چوں شبِ دیجور تیرہ شد | کاں شمعِ بزمِ قدس دریں انجمن نماند
آں نورِ قدس روشنی از دید بر گرفت | خورشید گو مماں چو شہنشاہِ من نماند

دل خوں کنِ زمانہ غمِ خواجہ باقی است
جاں کاہ عاقبت المِ خواجہ باقی است

از حق ہزار مکرمت و آفریں برو | شد ختم سرفرازیِ دُنیا و دیں برو
چوں مادرِ زمانہ ندارد چو او پسر | زانست گریہای زمین و زماں برو
بر بام خود کشید پئے فخر چوں مسیح | دل بستہ بود چوں فلکِ چارمیں برو
دانستم آنکہ بود چو من عاشقِ رخش | کز بام ریخت زہرہ گلِ یاسمیں برو
بُلبل نہفت در غزلش خنجر و سناں | گل چاک کرد پیرہنِ نازنیں برو
دلہا بخاکِ او چو مگس بر شکر گرو | صد حسرت است در جگر انگبیں برو

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بوفت در دردِ او نتوانیم گریۂ کرد　　　گریند تا بہ حشر شہور و سنین برو

آہ اِیں چہ ماتم ست کہ خونِ جگر بسوخت

ہر لحظہ ام بدرد و غمِ تازہ تر بسوخت

نوزدہ تاریخ از اتمام رسالہ شرح رُباعیات کہ مسمّی بہ سلسلۃ الاحرار است و ذکر آن بر صفحہ ۱۶ آمدہ

(۱) ھوالحکیم الفتاح المصور (۲) لوایح حکم موجودیہ درکلم نقشبندی (۳) اللہ تعالیٰ بقایش بدہادا (۴) وجہ عکس مرآت الصفا (۵) تحظّ جود مولی (۶) فیوض علیا (۷) حلّ کلم خواجۂ پارسا (۸) ظلّ حی موجود (۹) بل ظلّ حی وجوبی (۱۰) مُلحّظِ وجودی (۱۱) منافی تصور حدوثی (۱۲) نظمِ وجوب (۱۳) جملگی اسرار احباب توحید (۱۴) تجرع فصوص حکم (۱۵) فصوص الحکم بے ثقل (۱۶) لب مقدّمات نقد نصوص (۱۷) فیض جود بہاء الدین (۱۸) شیخ کمل باد (۱۹) صَلِّ عَلٰی اَتَمِّ الْاَنْوَارِ وَاَھْلِہٖ۔

رسالہ شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار در سنہ ھ ہزار و ہفت بہ اتمام رسیدہ و این تاریخ از متممات و مکمّلات آں رسالہ شریفہ است۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

مکتوبات

ہشتاد و ہفت رُقعاتِ شریفہ

از خواجہ خواجگان قطبِ جہاں حضرت خواجہ مؤیّد الملّۃ والدین الرضی ابُوالوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرّہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکثر اصحاب ازیں ترتیب مشائخ خود خبر نداشتند۔ از غلبۂ ظہورِ احوال و علوِ مجلس عالی اگرچہ در خاطر ہا می گزشت امّا نمی توانستند کہ ازیں قسم مقاصد را بعرض رسانید۔ بہ ناگاہ بعد از مدّتے درویشے از درویشان عہد التماس بیان مشائخ ایں سلسلۂ شریفہ نمود و قاصدے برائے ہمیں غرض بخدمت فرستاد و حضرتِ ایشان بقلم خاص نوشتند و سبب خوش حالی ہائے تمام شد۔

۱۔ بہ التماسِ درویشے

ارتباط ایں بیحاصل از حیثیت مصافحہ و تعلم ذکر و مراقبہ سلسلۂ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم بخدمتِ عالیہ ذو البصیرت و البصارۃ منبع الحضور و مرجع الصدور و المنتہی بالصراط المستقیم و المتنزل فی الخلق العظیم مولانا خواجگی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشاں بوالد بزرگوار خود مولانا درویش محمد است و ارتباط مولانا بخالِ خود مولانا محمد زاہد است و ایشاں را انتساب بحضرت الکبار النور الاتم والدری الاعظم الظل الکامل للشجرۃ الزیتونیہ ؎

آں سرافیل عزّ و ناز از علم　　ملک الموت شخص آز از حلم

خواجہ عبید اللہ احرار است و نسبت بیعت و تعلم ذکر بحضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی است

---

۱ آں سرافیل سرفراز از علم　　ملک الموت شخص آز از حلم

pdfbooksfree.pk: The Digital Library

وبیعت وتعلّم ذکر واستفاضه مولانا بخواجهٔ بزرگ خواجهٔ نقشبند است وتعلّم ذکر وتربیت صوریه بخواجهٔ بزرگ
از سید امیر کلال است لیکن پیر معنوی وبستان حقیقی ایشان خواجه عبد الخالق غجدوانی از میان حضرت امیر
وخواجهٔ جهان خواجه محمد بابا سماسی وخواجه علی رامیتنی وخواجه محمود انجیر فغنوی وخواجه عارف ریوگری
علی الترتیب المذکورة من المؤخر الی المقدم۔ واسطه طریقه وفیض اند تعلّم ذکر خواجهٔ جهان ابتداء از خواجهٔ
زنده ولال خواجه خضر است وتربیت ذکر وافاضهٔ نتائج الی ذروة الکمال والاکمال از امام ربانی خواجه
یوسف ہمدانی است ونسبت ارادت وخدمت امام به شیخ ابوعلی فارمدی است ونسبت ذکر واستفاضهٔ
معنویهٔ ایشان به شیخ ابوالحسن خرقانی است لیکن شیخ ابوعلی را بعد ازین نسبت نسبت خدمت وصحبت
واستفاضه بشیخ ابوالقاسم کرکانی نیز بوده وچون نزد محققین پیر سه است۔ پیر خرقه وپیر ذکر وپیر صحبت وپیر
صحبت اتم واکمل است در ارتباط۔ پیر حقیقی همان است۔ لاجرم نسبت شیخ ابوالقاسم نیز آوردم
چه ایشان نیز پیر صحبت شیخ ابوعلی فارمدی اند وخدمت وریاضت بسیار در حجر تربیت ایشان کشیده
اند وکار را به نهایت رسانیده۔ نسبت شیخ ابوالقاسم تا امام علی موسی الرضا سلام الله تعالی علیه وعلی جمیع
عباد الله الصالحین شش واسطه دارد۔ ابوعثمان[1] مغربی۔ ابوعلی[2] کاتب۔ ابوعلی رودباری[3]۔ سید[4] الطائفه
جنید بغدادی۔ سری[5] سقطی معروف کرخی رحمة الله علیهم اجمعین۔ همچنین شیخ معروف کرخی را بعد نسبت
امام همام[6] نسبت به داؤد طائی وحبیب عجمی وحسن بصری نیز هست نسبتے معتبر معروف۔ نسبت امام
همام تا به باب مدینهٔ علم حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب آباً عن جدٍّ معروف مشهور است۔ این
زمان بر سر سخن بیائیم۔ شیخ ابوالحسن خرقانی را نسبت استفاضه واخذ طریقه از روحانیت سلطان العارفین
بایزید بسطامی است کنسبةِ اُویسٍ مِن مَنبعِ الانوارِ علیهِ اَفضلُ الصلواتِ وَاَکملُ التحیّاتِ
وهم چنین نسبت سلطان العارفین بروحانیت حضرت امام جعفر صادق است وآنچه معروف است از
خدمت وصحبت غیر صحیح است ونسبت امام صادق باوجود انوار وراثت آبا کرام خود بجد مادری خود قاسم
بن محمد بن ابی بکر است۔ ایشان در تابعین از فقهائے سبعه واکمل علمائے ظاهر وباطن بوده اند۔ طریقه
مخصوصهٔ سلسلهٔ نقشبندیه ازین راه تنزل نموده وحضرت قاسم منسوب ومربوط به سلمان فارسی اند
وسلمان فارسی درین نسبت وطریق منسوب به حضرت صدیق اکبر رضی الله تعالی عنهما وکرّم علی

---

۱ واستاد ۲ مراد از امام همام حضرت موسی الرضا اند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

قطب اور غوث

جَمِيْعِ مَنْ تَوَلّٰى بِهِمَا وَالصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمَامُ الْاَيْسَرِ[۲] وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ سَيِّدُ الزَّمَانِ بَعْدَ الْقُطْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُطْبًا وَهُوَ الَّذِيْ يَكُوْنُ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ مُّتَوَحِّدًا وَيُسَمّٰى بِالْغَوْثِ سَيِّدِ الزَّمَانِ۔ وَاِمَامُ الْعَهْدِ وَالْقُطْبُ بَعْدَهٗ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَبَعْدَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَبَعْدَهٗ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَابُ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ وَخَتْمُ جِهَةِ الْخِلَافَةِ وَبَعْدَهٗ حَسَنٌ وَبَعْدَهٗ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَكْمَلَا فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ سِبْطَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسِرَّاهُ۔ هٰكَذَا قُرِّرَ عِنْدَ اَسَاطِيْنِ الْكَشْفِ وَعُظَمَاءِ الْمُشَاهَدَةِ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

این کتاب بجناب خلافت پناہ مظہر الطاف الٰہی امیدگاہ مریدان و مخلصان این خاندان میاں شیخ الہ داد ثبتہ اللہ علی مسند الارشاد نوشتہ شد۔

۲۔ برادر ارشد میاں شیخ الہداد۔ این دعاگوئے معتقد خود را بتوجہ فاتحہ امداد می نمودہ باشند، بایں ہمہ پریشانی اوضاع و بے استقامتی کمال بے حیائی است کہ سخن تصوف در میان آریم و از دقائق طریق انجذاب حقائق منتہی کشف تحریر نمائیم۔

ع از خود بطلب ہر آنچہ خواہی ہستی

بہر حال یک وصیت می کنم بر شما باد کہ آنرا از دست ندہند۔ آنست کہ چوں ما ہرزہ گرد بیابانہا نباشید و خود را بر نسبت خود بدوزید و آنرا عزیز بدارید کہ اَعَزُّ من الکبریت الاحمر است فافہم انشاء اللہ العزیز

۱؎ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند ۲؎ قولہ امام الایسر الخ اَلْاِمَامَانِ هُمَا الشَّخْصَانِ اللَّذَانِ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِ الْغَوْثِ اَيِ الْقُطْبِ وَنَظِيْرُهٗ فِي الْمَلَكُوْتِ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَسَارِهٖ وَنَظِيْرُهٗ فِي الْمُلْكِ وَهُوَ اَعْلٰى مِنْ صَاحِبِهٖ وَهُوَ الَّذِيْ يَخْلُفُ الْقُطْبَ۔ ۱۲۔ اصطلاحات الصوفیہ تصنیف کمال الدین ابی الغنائم عبد الرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی رحمۃ اللہ

حصہ اول زید نوشتہ و حاشیہ دوم برہامش کتاب نوشتہ است۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

هرگاه انبساطے دست دہد تفصیلے خواہم نوشت تا عزت آں نسبت کما ینبغی معلوم شود

پیش ازاں کہ جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بحضرت خواجہ ما مربوط گردند بالتماس مخلصے ایں کتابت را برائے ایشاں نوشتند و دراں زماں مشارٌ الیہ در سلسلہ شریفہ عشقیہ سلوک تمام کردہ باجازت پیر کامل مکمّل مرخص و مجاز شدہ بودند لیکن از روئے سعادت و بلندی استعداد بعد از رسیدن ایں کتاب بخدمت حضرت ایشاں رسیدہ بکمالات دیگر مشرف شدند و بآں قدر ترقیات و تصرّفات مشرف گشتند کہ از دائرۂ نوشتن بیروں است و ہرگاہ کہ از وطن اقامت بخدمت پیر دستگیر میرسیدند اکثر بلکہ دائم بہم خانگی و شرف حضور مشرف می بودند و ایں دوام ہیچ یکے از اصحاب کبار را غیر ایشاں میسّر نشد وازیں وجہ و وجوہ بسیار مغبوط خلفا و خدام آں آستانہ می بودند۔

۴۷۔ عریضہ سرگرداں مملکت محمد باقی اشتیاق قدمبوسی سائراں طریق انتباہ و متوجہان حضرت الٰہ بسیار است بر آرندہ حاجات باسہل وجوہ میسّر کناد۔

شنودیم کہ روزے چند خلوت خانہ خواجہ حسام الدین احمد را معمور داشتہ اند از بازماندگی خود دور یافت بعضے از احبا صورت قبض و بسط درہم آمیخت۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ قلم بر سبیل عادت بر ہر رطب و یابس اقدام می نماید مقصود اظہار تحیّر و خرابی باطن دست نابود کہ ولے را بہ نیاز روئے انداز دو با شفقتے پیدا شود و ہمتے بر کار در توجہی نماید۔ بیت

بے عنایات حق و خاصان حق　　　گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

عنایات بزرگان و التفات خاطر ایشاں سرمایہ سعادت ہا است و دوراں را درراہ و مستعداں را آگاہ می سازد خصوصاً کہ ایں توجہ بصحبت و نشست و برخاست جمع شود۔ آہستہ بیار می سپارد متقاطیس اسرار و اطوار است

نار خنداں باغ را خنداں کند
صحبت مرداں‌ت از مرداں کند

مخدوما حاصل ایں وطن سلوک و جذبہ است ہرگاہ بہ برکت اختلاط خالص باطن طالب کسب صفت جذبہ میل و محبت ذاتی است بکند و قوت گیرد سلوک کہ نفی صفات بشریّت است بحکم جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ

(c) ketabton.com: The Digital Library

الرَّحْمٰنِ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ۔ دست دہد بلکہ ایں روش خوشتر ازاں ست کہ بجود نفی لوازم بشریت کند۔ حدِ معتدل در صفات نگہداشتن کارے است نہ بقوتِ بازوئے سالک۔ الغرض اشتیاق و آرزومندی بحکم ایں ایمان نسبت بہمہ دوستاں حق داریم حق تعالےٰ روزی کناد۔ عزیزے می گفت کہ زہے سعادت کہ طالب ملاقات ایں طائفہ راست کہ اگر یافت خدا را یافت واگر نیافت شفیع یافت الحمد للہ علی ذالک التماس آنکہ نیازمندے ایں سیاہ دل عمر ضائع کردہ را در مواجہ مزار حضرت میاں ظاہر سازند و استمدادے بکنند۔ والسّلام والاکرام

چوں جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا بر ورود بعضے واردات و مستی ہا و بے نیازی ہا بملاحظہ و دید مصلحت مسترشداں بے اجازت عالی صلاح وراں دیدہ بودند کہ از سلاسل دیگر کہ بخصوص آں آشنائی ہا داشتند۔ بعضے رازداراں طریق تربیت کنند و نیز خود را بے حاجت و اویسی مشرب میدیدند اما ایں معنی را بکسے ظاہر نمی کردند برائے ایشاں ایں کتابت نوشتہ شدہ بود۔

۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ وفقک اللہ تعالیٰ فیما یحبہ و یرضاہ۔ بعد از ادائے ما وجب علی الاحباء مشہود ضمیر منیر می گرداند۔ فقیر را در بعضے از خواب ہا چناں می نماید کہ باطن شما را بہ فقیر یک نوع عدم انقیادے و طغیانے ہست ظہور ایں وقائع بعد از بیماری فقیر است۔ در ایں دفعہ کہ آمدید شرم آمد کہ بایں نوع چیز ہا توجہ نمودہ اظہار آں نمایم مقصود حق است اگر حجاب ما درمیاں نباشد نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔ لیکن چوں سنت اللہ باعتبار واسطہ و برزخیت او رفتہ از چشم پوشیدن و او را درمیاں ندیدن مورث عدم ترقی است۔ اگر بناگاہ بحکم یقیں انحرافے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از میاں برخیزد۔ ہر چند اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ اِلیٰ اَوْصَافِہٖ مقرر است و بی شبہ ایں طریق پیش خدا و رسول نامرضی و نامقبول است۔ ادب معلم اطفال تا چہ حد نگاہ باید داشت۔ استاد طریقت کہ نادواں فیض و بستان کشف و شہود باشد ہر آئنہ برزخ الوہیت خود خواہد بود

ع پیر من و خدائے من از تو بحق رسیدہ ام

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ یاری دو درجہ است۔ درجہ اول آنکہ ہمیشہ مستمد و مستفیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب ایں معنی را کما ینبغی رعائت نمائند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

تا برخورداری و برکت کامل گردد۔ درجہ دوم آنکہ بر تقدیر آنکہ ما را درمیاں نہ بینید وگماں برید کہ از ارواح طیّبہ خواجہا بے واسطہ مستفیضیم ما نیز از یں ابا نداریم۔ ہر چند کہ خلافِ واقعہ است وموروث بے برکتے در اتباع مستر شداں لیکن حفظِ طریقۂ خواجہا و استفاضہ در توجہ بایشاں وعدم خلط بطریق دیگر ناگزیر است وازاں بہ ہیچ وجہ چارہ نیست۔ ایں طبقہ در غائت غیرت ونازکی اند۔ شما کتب محققین مطالعہ نکردہ اید۔ طریقۂ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم با ہیچ تفاوتے طریقۂ ایشاں است اخفا وعدم امتیاز از خلق شکستگی ومتواضع بودن وخود را در دائرہ عوام انداختن اکتفا بسنن معتادہ نمودن وباسباب ظاہر توسّل نمودن طریقۂ مصطفےٰ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم است۔ چنانچہ شیخ کبیر محی الملّۃ والدّین محمد بن العربی در کتاب فتوحاتِ مکیّہ می گویند کہ ہذا مقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وابوبکر الصدیق ومن المشیخۃ ابویزید البسطامی وحمدون القصار وابوسعید الخرّاز ومن سادات ہٰذا المقام ابوالسعود وہٰذا حالنا۔ با قطع نظر از یں شما بر رسیدۂ ایں باغ وید وتائب ایں گنجوراں شمارا ملازم آستانۂ ایشاں بودن وبر مرضیات ایشاں قدم استوار داشتن لازم وواجب است والسّلام علی من اتبع الھدیٰ

ایں عنایت نامہ ہم درایامیکہ جناب مستطاب عالی مقدار میاں شیخ تاج از مستی ہائے دید کمالات خود ترقی نہ فرمودہ بودند۔ برائے تربیت ایشاں صادر شدہ بود۔ بعد ازاں آنچہ باعث برایں کتابت ہا بود۔ ایں بود کہ از برکات توجہ شریف از وساوس ولغزش ہائے خود تائب گشتند و آخر بخیر انجامید۔

۵ - بہ شیخ تاج الدین - حق سبحانہ وتعالیٰ برکات تامیہ ابدیہ روزی کناد۔ محبت نامہ کہ مصحوب نظام مرسل بود مطالعہ نمودہ شد۔ از شورش ہا عجب آمد۔ سخنے نوشتہ بودیم اگر خلاف واقعہ باشد فھو المراد باری وصیّت آن است کہ اگر صفتے از صفات ما را مخالف یابند۔ بآنچہ در خیال شما کمال قرار گرفتہ تکیہ بآں نکنند کہ اطوار مختلف است۔ بعضے از معانی اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی البِدَایَۃِ مرجع طور بے تکلّفاں وعوام روشان است وہم چنیں اگر در خاطر آید کہ اہل ارشاد را کشف والہام می باید آں نیز اصلے ندارد۔ اہلِ ارشاد بعد از فنا وبقا مظہر اسم العلیم والحکیم والمتکلّم می باید کہ باشند چنانچہ در کتب آئمۂ طریقت مقرر است وہم چنیں ہمیشہ خود را نیازمند ومستفید بداریدا حتیاج

مسترشد بمرشد ہمیشہ است و آنکہ می گویند اکنوں حاجت فلاں از مرشد برخاست۔ ایں معنی دارد کہ قائم بنور واصل شد۔ اگر مرشد از میاں برود فتورے باو راہ نیابد ۔

دریک دم اگر ہزار دریا بکشی — گم باید کرد و خشک لب باید بود

وہم چنیں در آدابِ طریقہ عالیہ احراریہ نقشبندیہ چوں کوہ راسخ باشید۔ زنہار کہ بطریقِ دیگر خلط نکنید و آنکہ از سلاسلِ مختلف مرید می گیرید۔ چیزے نیست ہر کہ مرید شما شود۔ شود۔ والّا۔ فلاں تعلیم و تلقین منحصر در طریقِ نقشبندیہ سازید۔ نان دیگرے خوردن و دُعائے دیگرے کردن بسیار بے فائدہ است شخصے نور نقشبندیہ از شما گیرد و متوجہ شطّاریہ باشد چہ مزہ دارد۔ دیگر مرید کالمیّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ مے باید کہ آنکہ خودش گوید کہ مرا تعلیم فلاں شغل بدہید۔ بغائت قبیح است زیادون ایں چنیں خودروی خوشتر ۔

جملہ سر خواص و سرِ عوام — گفتہ شد والسّلام والاکرام

ایضاً بمیاں شیخ تاج الدین نوشتہ اند۔

۷۶- دوام وضو و دوام شکر وضو و احتیاط لقمہ و اجتناب از معاصی بالکلیۃ از غیبت و سخن چینی و تحقیر بندہ مومن از آزاد و بندہ و بغض و کینہ مومنے و غضب و سختی بر زیر دستاں از لوازم است و اساس ایں کار است۔ بے ایں ہا کار محکم نمی شود و امّا اگر دریں امور احیاناً فتورے برود ترک ایں کار نکنند بلکہ بتوبہ و استغفار متوسل شدہ در ازدیاد ایں کار کوشند تا بحکم اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ صفائی تمام روئے نماید انشاء اللہ تعالےٰ والسّلام والاکرام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(در نیازمندی و شکستگی خود بجانب پیرزادہ جناب خواجہ ابوالقاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودند)

۷۷- بہ پیرزادہ ابوالقاسم۔ دُور افتادہ گرفتار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانہ ولایت می رساند۔ کہ ہوائے خاک بوسی آں منبعِ سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرتِ علائق و ضعف قوائے جسمانیہ سدِ عظیم شدہ بحال آنکہ بہ ہیچ طرفے رفتہ نشود نماندہ۔ آرے کرم الٰہی بعنایت برگزیدگان او باقی است۔ اِنّہٗ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ بہر حال امید آن است کہ در سلک ملازمانِ خود داشتہ بتوجہی

.com: The Digital Library

امداد می فرموده باشند۔ دریچہ سعادت و ارادت خوہان درگاہ را میدانم حضرت ایشاں قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ ایں گدائے بے حاصل را خود بخود قبول فرمودہ بودند۔ چنانچہ در اوّل وسیلہ طلب و التماس ہم درمیاں نبود۔ اکنوں ازیں آستانہ ہم ہمیں چشم داشت است۔

ترا ہست دستِ تصرّف دراز   مگیر از سر غائبان دست باز
مرادستِ ہمّت بفتراک تست   سرم گر بگردوں رسد خاک تست

زیادہ چہ زبان درازی کند۔ الحمدللہ اوّلاً و آخراً۔

(ایں کتابت در جواب عریضہ مخدومی ملاذی استاذی میاں شیخ احمد ادام اللہ برکاتہٗ صادر شدہ بود)

۸۔ بہ شیخ احمد سرہندیؒ۔ در مکتوب سیوم مرقوم بود کہ توجہ بجہت دفع بعضے از امراض و شدائد آیا مشروط است بسبق علم بمرضی بودن او یا نہ۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلے است از افعال اختیاریہ و فعل اختیاری یا مرضی است یا نامرضی یا مباح ہر توجہی۔ کہ متوجہ الیہ اش از امور نامرضیہ است۔ بے شک آں توجہ نامرضی است و ہر توجہے کہ متوجہ الیہ اش از امورِ مباحہ است۔ آں توجہ از مباحات است لیکن نسبت بعرفا شور ادب است۔ چہ حق سبحانہٗ را تابع خود ساختن است و از امر فاتخذہ وکیلا۔ برآمدن و لہٰذا جمع از عرفا ترکِ تصرّف نمودہ اند و خود را در مقامِ عجز فرد گذاشتہ کالمیت فی یدی الغسال کالمسعود الشبلی۔

ایں طبقہ گاہے بہ نیابتِ نبی یا رسولے بجہتِ اثبات معجزہ آں نبی یا رسول تصرّف می نمائند و مثلِ ہماں معجزہ را بظہور می آرند۔ و ہرگاہ معرفت علو یافت عاجز محض می شوند۔ اسم ترک از ایشاں بر می رفتد و اگر تصرّفے از ایشاں بظہور می رسد امراً و جبراً است۔ چنانچہ از اطوار حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشاں کہ از مظہر خاص ارادۃ الٰہیّہ بود ہر چیز است متوجہ امرے می شد و بقوتِ قاہرہ رفع آں می کرد و خود نیز می فرمودند کہ وائے بر آں روزے کہ دل من در پیش یکے راست بایستادہ و سخناں دیگر ہم ازیں صریح تر است۔ چنانچہ اہل تتبع کلمات ایشاں را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در درجہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

تانیه میگویند و مقام ابوالمسعود را فی الجمله نقضے می نهد۔ بر سرِ سخن رویم و هر توجهی که متوجه الیه اش از امور مرضیه است سَوَاءٌ اَظْهَرَتْ مَرْضِیَّةٌ فِی الشَّرِیْعَةِ اَوْفِیْ اَلْکَشْفِ الصَّرِیْحِ الصحیح فالتوجه الذی نحن فی بیانه وهو جمع الهمّ الذی یعبر بالهمة امر آخر یحتاج بعلم اخرانّه مرضی ام لا از سخنان حضرت ایشاں چناں معلوم می شود که مرضی است و هم چنیں تصرف یا ترک التصرف بجهت اثبات معجزه فی الجمله تائید ایں می کنید۔ قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم اِذا امرتکم بامر فافعلوا منهُ ما استطعتم۔ اگر گفته شود که انبیا صلوٰت الرحمٰن علیهم باوجود هذه الاستطاعت و امر جهاد و اعلائے کلمة الحق چوں در مقامِ تصرّف نمی آمدند گوئیم وما علی الرّسول الّا البلاغ عذر آں می خواهد ایشاں مامور بودند بنفس جهاد و اعلائے کلمة الحق از طریقه مشروعه نه بطریقِ تصرّف۔ ایشاں از اهلِ عجز اندنه از اهلِ تصرّف نمے بینی که لوط علیه السّلام طلبِ همّت کرده در آنجا که حق سبحانه و تعالیٰ می گوید لو ان لی بکم قوة۔ کما قال صاحب الفصوص رضی الله عنه۔ هرگاه امر الٰهی می شود بجهت امر قوّت و همّت ظهور می کند۔ در آں وقت معنی فافعلوا منه ما استطعتم جاری می شود پس اهلِ همّت را بحکمِ اتباع انبیا صرفِ همت در مرضیات مرضی است و ترکِ آں نامرضی۔ باز بر سرِ سخن رویم و هر توجهے که متوجه اش از امورِ مشتبه است اعنی معلوم نیست که مرضی است یا نامرضی است۔ چنانچه سوالِ شما در مثلِ آں ماده است آنجا به همت و توجه دلیری نباید کرد بل دُعا باید کرد۔ آں هم باسم ذات مثل یا الله یا رحمٰن یا رحیم اگر مرضی است مستجاب خواهد شد و الا رفع درجه یا کفارت سیه خواهد شد۔ عالم بخواص اسمار امناسب نیست که درایں چنیں ماده دعوت باسم بکند۔ امّا سوال آنکه بعد از تحقق حضور مرطالباں را از ذکر باز

ذکر

داشتن و امر به نگهداشتن حضور کردن لازم است یا نه۔ مخفی نخواهد بود که جمع حضور با ذکر احکم و اوثق است ذکر از جمعے که بسببِ فتور حضور ایشاں شود ممنوع است و هم چنیں در وقتِ کسالت و سآمتِ نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حروف ذکر که درجه اخفا است علی القول الاصح فی المنفرد عند ائمة الحنفیه نصیب خیال دنفس و زبان است چه زبان نیز در وقت نگهداشت بے حرکتے نیست۔ کما ظهر علی اهل الشعور و حقیقت ذکر آں است که آدمی به جمیع

حقیقت ذ[کر]

اجزائش ذاکر باشد تا اسمِ ذکر بر آں حقیقت جامعه تواں نهاد۔ و در حدیث الا انبئکم بخیر اعمالکم

Marfat.com

...com: The Digital Library

(الحدیث) اشارت بایں ذکر است کما فی کتاب الفصوص اما سوال آنکه در فقرات خواجہ ما مذکور است که اہلِ صحبت را آخر بذکر امر می کنند که بعضے مقاصد ہست که بے آں میسّر نیست۔ آں مقاصد چیست و بچہ وقت امر بذکر می باید کرد۔ مخفی نماند که وقت امر بذکر وقت ظہورِ حضور است و وقت ظہورِ حضور وقت بہ تکلف آمدن رابطہ است و نتیجہ ذکر فنائے حقیقی و ظہور اذکر کہ۔ و آنچہ بعد ایں است از حقائق و معارف و مراد از ذکر لا اله الا الله کما هو الظاهر من طریقهم تواند بود که در اثنائے رابطہ یا توجہ ذکرے از اذکار بطریق انعکاس از باطن مرشد بباطن سالک بتابد خواہ ذکر قلبی و خواہ ذکر بدو حی۔ وهو المعارف وهو عین النتیجة کما شاهد تم خیر مرة و اگر صحبت و رابطہ منتہی بایں قسم چیزے شود۔ بازنفی و اثبات در کار است رفیع الدرجات۔ گاہ باشد که کشف نیز منجر بایں سیر شود از جہت ظہور مرتبہ فوق اذا اراد الله شیئًا هیّأ له اسبابه بالجملہ طلب می باید من قرع باب الکریم ولج ولج۔ مفر است که ہمت را اثرہاست و آنچہ در فقرات است که بے ذکر نمی شود تواند که سیر محبی باشد چہ سیر محبوباں دیگر است ؎

عشقِ محبوباں نہان است و ستیر — عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند — عشقِ معشوقاں خوش و فربہ کند

اگرچہ با حقیقت ذکر که اعراض و اقبال است دراں سیر ہم درج کردیم لیکن ذکر خفی پوشیدہ است که ملک را نیز براں اطلاع نیست۔ ان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسه وهو الحافظ لهذا الذکر وهو الذی یرقبه بلا واسطة وسبب بالتجلی فی الخلوة التی لیس فیها الا هو وان ذکرنی فی ملاء الملئکة او غیرهم من الانس ذکرته فی ملاء خیر منه. فان فی هذه الملاء نفسه داخل وفی ملاء الحساب تفنی النفوس بظهور الکبریاء عدم خیریة الملاء بالنسبة الی ملاء آخر لا ینافی خیریة بعض اجزاء الملاء النازل بالنسبة الی اجزاء الخیر۔ بر سرِ سخن رویم ترقی در ذکر نفسی است و بس علیٰ ما بیّنّا۔ و ہر ذکر ملائے که خالی از ذکر نفسی است درجہ بیش ندارد۔

؎ صاحب دردے و سوختہ جاں می باید
آتش زدۂ بجنا نماں مے باید

امّا سوال آنکه بعض از طالبان اظهارِ طلبِ طریقه می کنند لیکن در لقمه احتیاط نمی کنند الی آخره۔ مخفی نماند که پیش ازیں در خاطرِ فقیر ایں معنی خطور می کرد که دریں باب وسعتے کرده شود۔ اکنوں نیک افتاد و هر که می تواند رعایت احتیاط کرد و تقصیر نکند و نسبت با دشما نیز مبالغه نمائید مبادا که از اهمال و مساهل دیگران مساهل در همه راه باید البته دریں باب مساهلت نکنید که رعایت طریق جذبه بے ایں روش تمام نمی شود و جمعے که رعایت نمی توانند کرد در باب ایشاں مسامحه بکنید لیکن در حدودِ شرعیه باشند آں نکنند که هرچه از حلال و حرام یابند بخورند و هیچ باک ندارند نعوذ بالله منها۔ اگر کسے هم چنیں باشد ملاحظه معنی الله حاضر می فرمائید تا آمد و شد و ملازمت شما خجل شود۔ و از آں معنی باز ایستد در اثنائے آمد و شد و رمذمّت لقمهٔ حرام و بے خاصیّتے آں سخن کنید و اگر ایں چنیں بے باک است لیکن مستعد تیز رو است می تواں با وجود آں خرابی طریقه گفت امید که خود متنبّه شود۔ و اگر نشود بعد از آں که او را یقینی بایں طریق پیدا شود فی الجمله نسبتے بدست آورد و سلب نسبتش کنید تا شامتِ لقمه را بدریابد الغرض تا توانید مظهرِ رحمت باشید و فائده بخلقِ خدا برسانید اگر جمعے میخواهند که مجرد استناد بایں طریق پیدا کنند مصافحه و معاهده کنید او عهد کند بر متابعتِ شریعت و حفظِ عقیدت از کدورت هوا و بدعت و شما عهد کنید بر ثواب و نجاتِ آخرت۔ فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسه ومن اوفیٰ بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجراً عظیما۔ اگر شجره طلب کنند نامهائے مشائخ را تا حضرت مولانا نوشته بدهید تا یاد گیرند مارا از خرابی خود شرم می آید که نام ما در سلک خواجها در آید گاهے برائے توفیق ما فاتحه خوانید ایں جماعه که مصافحه خواهند کرد اگر توانند دوازده رکعت تهجد و چهار رکعت بدو سلام اشراق و دوازده رکعت چاشت و چهار رکعت سنتِ عصر و بعد از سنّت مغرب چهار رکعت نفل بدو سلام بکنند و دو رکعت تحیة مسجد هرگاه که در مسجد در آیند و بنشینند مگر آنکه بعد از طلوعِ آفتاب و بعد عصر در آیند و دو رکعت شکر وضو هرگاه وضو کنند الّا همان دو وقت۔ و دوام وضو رعایت کنند ازیں جمله آں قدر که توانند بکنند و اگر همه را کنند بهتر و کامل تر و اگر حق سبحانه توفیق زیاده بدهد همیں نمازها را خصوصاً نمازِ شب را به تطویل قرأت دراز بکنند۔ اگر سورهٔ طویله یاد نداشته باشند سورهٔ اخلاص را چنداں که توانند تکرار کنند۔ اگر فراغ و فرصت باشد ایستاده و الّا نشسته نماز را بملالت و کسل جمع نکنند و دو رکعت آخر اشراق را به نیت استخاره جمع بکنند و دعائے استخاره تا اللّٰهم ان

Marfat.com

...on.com: The Digital Library

کنت نعلم بخوانند و بجاے آخر دعا اللھم انی لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا ولا موتا و لا
حیوۃ ولا نشورا ولا استطیع ان اخذ الا ما اعطیتنی ولا ان اتقی الا ما وقیتنی
اللھم وفقنی لما تحب وترضیٰ من القول والعمل فی یسر وعافیۃ اللھم خرلی
واختر لی ولا تکلنی الی اختیاری طرفۃ عین ولا اقل من ذلک اللھم اجعل الخیرۃ
فی کل قول وعمل اریدہ فی ھذا الیوم واللیلۃ الی تلک الوقت بخوانند و عید ماثورہ صحیحہ
کہ بعد از فرائض در کتب صحاح مقرر شدہ آنچہ توانند و ہر دعائیکہ در وقت کتب صحاح مقرر شد
بخوانند و از نوافل صیام آنچہ پیش علما مستحب است از صوم دوشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ ولیکن جمعہ را
تنہا نہ و از صوم ایام بیض و از صوم سہ روز از اول ہر ماہے الا شوال آں قدر کہ توانند بر آرند
والسلام والاکرام

حدیث فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ
فی ملاء خیر منہ رالبعض از علماء دلیل جواز جہر و دلیل خیریت ملائکہ بر آدمی داشتہ اند کما ھو الظاھر
لیکن اگر مراد از ذکر نماز باشد و از ذکر ملائے قرآت جہر باشد کما اشار الشیخ رحمہ اللہ عنہ
فی صلوۃ الاستسقاء فی الفتوحات المکیہ لا یلزم شیٔ منھما اما الاول فظاھر
وکذا الثانی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن ماموما اصلا لیکن مذہب شیخ
فضل ملاء اعلیٰ است بر خواص بشر وھو راجع الی فضل ولایۃ الخاصۃ ای الوقت الذی
لا یسع فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الی الولایۃ مع النبوۃ مع ان الفضل
الجامعیۃ مسلم فالولی المستھلک فی زمرۃ المھیمین من الملاء الاعلیٰ والبشر اسم
الجامع الاتری ان المراد من الخواص الرسل وعامۃ العلماء یفضلون خواص البشر
علی الخواص من الملک وھم رسلھم ھذا متفق علیہ بین الشیخ والجمھور فافھم
مقامے نوشتہ بودند کہ رسیدم و مخصوص بحضرت ختم الخلافۃ یافتم مارا دراں دو شبہ است یکے آنکہ
در اول خود را نامناسب می یافتند بعد ازاں بتدریج می رفتند و متصل شدند دریں میاں ترقی در
کدام جہت شد کہ سبب وصول شد اگر جہت جذبہ راحی گویند ظن این است کہ جہت پیش ازیں
مقام تمام شدہ بود و صفاء غلبہ مشہود سبب رسیدن آں مقام نیست۔ چنانچہ خود اشارت کردہ اند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ آں مقام مجذوب سلوک تمام کردہ است و اگر جہت سلوک رامی گویند می بائست دریافت کہ چہ صفت بدست آمد کہ آں مقام پیدا شد۔ شبہ دیگر آنکہ چوں تواند کہ آں مقام دیگرے را نباشد اقطاب وقت راکہ در ہر وقت سند زمان اند در جہت جذبہ یا سلوک چوں نقص باشد بارے رجال آں مقام را واہل قوام اور او فرود او را و نامناسباں او را بہ تمام بنویسند شاید امرے متشخص شود۔ می دانم کہ مارا مناسب نیست بآں مقام بارے بہ نویسند کہ عدم مناسبت چہ نوع است دیگر مکرر توجہ نمائند بہ بینند کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بما مرضی است یا نہ؟

ایضاً ایں جماعت کہ مصاحب مانند ایشاں را نیز در صحبت دیگراں فرستیم دخود مجرد باشیم مرضی ہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در خاطر نیارند۔ غرض دیگر داریم البتہ مکرر در اوقات نیک توجہ نمائند بدست معتمدے نوشتہ فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطۂ فوق رسیدہ باشد شیخ نور بیاید دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیت آں مقام را نسبت بحضرت ختم الخلافت اظہار نکنند مردم در غلط می افتند سبب فساد عقیدہ می شود والسلام

ایں رقعہ بہ یکے از خادماں کہ او را ملازمت مہجور کردہ بخدمت وویدن مشائخ عہد فرستادہ بودند و امر فرمودہ بودند کہ اختیار خدمت ہر یک از مشائخ دیگر کہ خواہد بکند و ایں درماندہ بمحض ضرورت امر اختیار ایں سفر کردہ بود و بے اجازت بوطن اقامت مراجعت نمی توانست نمود باد نوشتہ بودند۔

۹۔ بہ یکے از خادمان مہجور بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز السامی در بدایت حال بملازمت عزیزی بہ طلب مقصود حقیقی رفتہ بود آں عزیز فرمودہ کہ آنچہ تو مے طلبی در قدم اوّل گذاشتہ آمدہ ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدمت والدہ امر کردہ بودند بارے بہر حال العود احمد شما را نیز بمتابعت آں قافلہ سالار شطار طریق مراجعت می باید نمود شاید مشابہت صورت منتج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و شمول وجود مطلق بہ آشکارا گردد ؎

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست
با تو در زیر گلیم است آنچہ ہست

Marfat.com

...tan.com: The Digital Library

بیکے از طالبان کہ بواسطہ شغل کسب باسباب معیشت شغل باطنی بقر مودند واو مستدعی می بود این رقعہ باو نوشتہ بودند۔

۱۰۔ بہ یکے از طالبان۔ محبت نامہ کہ دریں ولا مرسل بود مطالعہ نمودہ شد موفق باشند حق تعالے ورد خود کرامت فرماید آنچہ درباب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل برہماں چہ مقرر شدہ باشند ہفتاد ہزار بار ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ در مدت یک ماہ یا کم یا بیش نیک است مدار بر رابطہ وصدق اعتقاد است انشاء اللہ تعالے آثار گسستگی و بے تعلقی روئے نمودہ مقصود بحصول پیوندد او کا بزرفرمودہ اند کہ روئے دل از دشمن برگیر دوست طلبیدن چہ حاجت والسلام

۱۱۔ درمیان شب خواہ در ثلث آخر خواہ در نصف آخر و خواہ در ثلثین آخر و خواہ در ربعین میانہ از خواب برخاستہ ہر دو دست خود را بر دو چشم خود مالیدہ بذکرے از اذکار مشغول شوند خواہ تسبیح خواہ تہلیل خواہ تکبیر خواہ آیتے از آیات قرآنی اگر آیت اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار تا آخر بخوانند بہتر چہ سنت است بعد ازاں دو رکعت شکر وضو گزارد و دعائے جامع مثل ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار یا دعائے دیگر از ادعیہ ماثورہ لیکن دعا را مسبوق بتحمد وثنائے الٰہی وصلوٰۃ و درود حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات بکند بعد ازاں دوازدہ رکعت تہجد بشش سلام بگزارد۔ نہایتش این است اقلش دو رکعت یا چہار رکعت اگر کبر سن یا ضعفے باشد بکند بعد از فراغ نماز کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ را آہستہ چنانچہ خود نیز نشنود بگوید لیکن در اثنائے گفتن حق را جل جلالہ حاضر داند چنانچہ گویا مے بیند چہ حق از رگ گردن ہر کس بآں کس نزدیک است و معنی کلمہ لا منصرف الا اللہ باندیشد چنداں کہ تواند تکرار این سبق نماید و چناں اعتقاد کند کہ در ہر نفس از سر ایمان آورد قال اللہ تعالیٰ وتبارک یا ایھا الذین آمنوا آمنوا و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ۔ چوں نماز فجر بکند باز بہماں تکرار خود مشغول شود۔ تا آفتاب مقدار یک نیزہ برآید۔ چہار رکعت اشراق بدو سلام ادا کند۔ اگر حق تعالے توفیق بدہد کہ تمام اوقات خود را مصروف این طریق بدارد و واسطہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فیوضِ عظیمہ خواہد بود و مَنْ قرع باب الکریم ولّج لج ؎

اگر تو پاس داری پاس انفاس

بسُلطانی رسانندت ازیں پاس

وَالسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

۱۲۔ بہ شیخ تاج الدین۔ دماغ خشکے شما را کہ در باب شیخ ابابکر نمودہ بودند۔ خواندیم۔ ایں نوع چیزہا مناسب مقامِ شفقت و کار شناسی نیست۔ اولیاء از کبائر محفوظ نیستند۔ نامراد لبے چارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد۔ تا خلافِ چشم داشت ازو ظاہر نشود خصوصاً گہ اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد۔ استقامت صفات ازوے نباید چشم داشت، اگرچہ بولایت برسد۔ خدا داند دراں وقت چہ نا معقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد۔ کارخانۂ دیوانہا دیگر ست نمی بینند کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور مے باید داشت و نظر بر فاعلِ حقیقی باید کرد بل معیت وجود را باید دید ادب شناخت این است نفوس مختلف اند بعضے امّارہ و بعضے مطمئنہ و بعضے درمیان کہ آں را لوامہ می گویند۔ آں ہم اگر از ذوی العقول باشد مطمئنہ نفوس اولیاء است۔ اربابِ نفوس امّارہ را نیز معذوری باید داشت بل بنظرِ لطف باید دید در ہر کارے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد طعن اہلِ سنبھل را نیز انکاری باید کرد۔ بل بنظرِ ترحم در ایشاں باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اگر عاجزے یک گناہ بکند حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور او را تلبیس چرا حکم فرمایند الحمد للّٰہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیا است ما خود در ظہور ایں امور طریق دیگر داریم ہرگاہ ملامتے می رسد در خود مے نگریم و یک بد صفتے در خود مے یابیم و ایں اشارت را مواعظہ غیبی میدانیم چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و تلبیسات یافتیم و التجا بحضرت کرم اوبردیم انشاء اللّٰہ مرتفع شود بارے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائے توجہ بر طرف خواہد شد یا ردِّ درگاہِ خداوندی خواہد شد چہ خواہد شد۔

ع معشوقہ تر او بر سرِ عالم خاک

والسّلام

Marfat.com

...on.com: The Digital Library

۱۳۔ حق سبحانہ وتعالےٰ دریچہ کرم وراہ سعادت مفتوح وارد سعادت در انقیاد احکام شرعیہ است وقوی ترین سببے در تحصیل انقیاد محبت خدا ورسول است۔ وسیلہ در رسیدن سعادت محبت خدا ورسول محبت وخدمتِ دوستاں حق است ؎

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

۱۴۔ وفقک اللہ تعالےٰ آنکہ صور موجودات یک موجود می نماید سہل است لیکن مبشّر است بظہور واللہ من ورائھم محیط۔ انشاء اللہ تعالےٰ ظہور کند وآنکہ جز محبّت حق تعالےٰ باقی نمی ماند۔ نیک است، مبشّر است بفنا واستہلاک در انوار ذات رزقک اللہ۔ لیکن دریافت ایں کہ جز محنت باقی نماندہ دشوار است وہرگاہ محقق شد کہ جز محبت حق سبحانہ ہیچ باقی نماند وایں معنی غلبہ کرد وبے شعور مطلق ساخت نوعے از فنا است۔ مبارک است مبشّر است بظہور سعادت وصول۔ لیکن فہم ایں در تحقیقش بغائت دشوار است صور شبیہ بسیار دارد وبالفعل غائت اہتمام مرعی باید داشت وبکار باید کوشید۔ بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد۔ دیگر بر تقدیر وبر تقدیر وصول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ انوار الٰہیہ بے شمار است ہمّت را پست نباید داشت۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

ایں رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۵۔ کتابت کہ ارسال داشتہ بودند رسید وآنچہ از کشوف مذکور بود طریق آں بغایت مرضی وصحیح ومستقیم ومستحسن است۔ چوں ایں طریقہ شما بر نہجے واقع شدہ کہ بے قول وزباں چیزہا مکشوف می شود چہ حاجت است کہ بیاں ہمہ وجوہ نمودہ شود۔ انشاء اللہ تعالےٰ بعد از ملاقات آنچہ باید گفت بحضور گفتہ خواہد شد۔ ہرگاہ استخارہ کنند وظاہر شود کہ البتہ باید آمد بیایند والا فلا۔ الحمد للہ علی الاحسان۔ دیگر ضعف ما بغائت قوی است ولہذا جواب مکتوب اوّل نوشتہ نشد یاراں ایں جائے یک نوع بکار طور می باشند صحبتے نیست کہ بواسطہ سرگرمی شود۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

این رقعه بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۶۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ ابواب کرم یوماً فیوماً مفتوح باد کتابتے کہ مشتمل بر وقائع و احوال بود رسید فرصت مطالعہ و تحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیزے نوشتہ خواہد شد۔ آنچہ در نظر اجمالے در آمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ و شخص و پوست اگر بعین ثابتہ و تعین در مرتبہ وجوب باشد بسیار نیک است مرتبہ وجوب ہماں وجہ خاص است تعین حادث از انعکاس عین ثابتہ بظاہر وجود برزخی است بین الوجود والعدم وهما الظاهر والباطن کالنسبۃ بین الطرفین فالممکن هو التعین الخارج الذی هو من المعقولات الثانویۃ والمعقول الثانوی ایضا برزخ بین الوجود والعدم فان له من وجه تعلقاً بالوجود ومن وجه تعلقاً بالعدم۔

اما آنچہ خود نوشتہ کہ آں جامہ پارہ را عین ثابتہ خود تعبیر کردہ و آں پوست را کہ آخر خود را ہماں یافتہ اید و آں جامہ را از خود بیگانہ اشارت برزخیہ داشتہ اید۔ خالی از تکلفے نیست آرے شما خود برزخ مذکور کہ غیر آں است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید و اتصال بآن یافتہ لیکن بیگانگی آں جامہ پارہ از آں جملہ بعید است۔ بارے بہر حال نیک است و آنچہ در رسالہ سلسلۃ الاحرار در برزخ بین الوجود والعدم نوشتہ ایم غیر اینہا است ان شاء اللہ العزیز بتفصیل کتابت اول و آخر را جوابے خواہم نوشت۔ سفر در وطن را رعایت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پر ضروری است۔ مولانا عبد الہادی را دریں چند روز بجانب خانہ اش بفرستید تا والدۂ خود را ببیند کہ می گویند بسیار دیگر است بعد از تسلی والدۂ خود باز پیش بر دو محمد صادق با ہمہ دوستاں بدعا مخصوص اند

ایضا بجناب شیخ احمد سرہندی بقلم مشکین رقم صادر شد۔

۱۷۔ ابقاکم اللہ تعالی۔ خدمت میاں صدر جہاں استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد۔ چوں مراقبہ خاصہ ایں طبقہ از مقولہ درس و بیاں نیست و ایشاں ارادہ ہماں داشتند مصلحت چناں دید کہ در خدمت شما تصحیح آں نمایند حصول آں بے ظہور تصرف متعذر است انشاء اللہ تعالی بوجہ اتم ظاہر شود۔ دریں اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت

Maktabah.org: The Digital Library

سرو برگ توجہ نماندہ شما نیز بعد از استخارہ بیائید چنانچہ پیش ازیں مرقوم بود کہ اگر البتہ باید امد۔ بیائید و الافلا۔ شاہ حسین نیز ہماں نوع کند والدعا

۱۸ا۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ میاں شیخ محمد در خدمت شما خواہند بود ملتفت باشند و بر آنچہ لائق بحال ایشاں است امر نمائید جناب حاجی عبدالعزیز دعا گفتند بعز اجابت مقرون باد محمد صادق و محمد سعید و سائر اعزہ دعا قبول نمائید۔ والدعا

مکتوب مرغوب بجناب شیخ الہداد رقم فرمودند۔

۱۹ا۔ بہ شیخ الہداد۔ جناب مخدومی میاں شیخ الہداد سالم و غانم در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ را بحقیقت آنہا دارند کہ بعد از تحصیل جذبہ و استہلاک در معنی کہ مستفاد است از نحن اقرب بدو فیض الٰہی تزکیہ نفس می یابند و از جانب دیگر محل ظہور اعتبارات حقیقت می شوند از حال ایناں جز ہم سبقان نیز ہوش و استادان حاذق باخبر نیستند اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری علی روایۃ من قرء بیاء النسبۃ بارے ایں قدر می دانیم کہ سلطان اہل طریقت و گنجور گنج حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات فرمودہ اند کہ اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوات أتمہا و اعتقاد اہل سنت و الجماعت و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است چہ دنیا و چہ آخرت دیدار نشار آخر صورت ایں نسبت است چنانچہ بہشت صوری صورت اعمال صوری است والسلام

یکے از مخدوم زادہ ایں سلسلہ شریفہ کہ بجانب ولایت بود بقلم مشکیں رقم قلمی فرمودہ بودند نام او معلوم نیست۔

۲۰ا۔ یکے از مخدوم زادہائے ایں سلسلہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از جمیع ناپسندی ہا محفوظ و مصون دارد و خاطر مبارک متفرق نباشد۔ بدو ارواح طیبہ اکابر کلفتے روئے نخواہد داد۔ آنچہ می باید آن است کہ قصداً و اختیاراً در امکنہ خبیثہ نمی باید در آمد باقی مجموع امور از آفات محفوظ

(c) ketabton.com: The Digital Library

خواہد بود ۔ ظاہر است کہ اعتمادِ کلّی بہمت حضرات خواجگان خواہد بود۔ ایں کمترین مرید اں نیز دریں معنی موافقت خواہد نمود و ازاں برگزیدگاں التماس لطف خواہد نمود وظیفہ خدمت آں بود کہ در ملازمت مولانا ترسول بشرفِ ملازمت می رسید لیکن خدا علیم است کہ ضعفِ جسمانی سدِّ راہ است ۔ اگرچہ بعضے از موانع دیگر نیز ہست ۔ باری اگر خواست الٰہی باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجہ خدمت خواہد شد مخدوم زادہ برخوردار بندگی قبول نمائند ۔ جناب شیخ ابوالحسن نیز والدِ ما مع الاخلاص ۔

---

۲۱ ۔ ہماں شکستہ دل و دردمند و مسکینم
ہماں جفاکش و سرورکمند دیرینم

ایں بیت مجملاً ما را از اظہار محزونات خاطر فارغ ساخت چہ عرض محرومی از وصول بہ مقصد المقاصد و چہ بیاں خار خارِ چہرۂ دل کہ تفصیل مرتبہ رُوح است و چہ از مہجوری از مقام انس بہ صفات جمیلہ خواہ جمال صوری خواہ جمال معنوی شاہدِ دل را وجوہ بسیار است بہر وجہے مائل مشاہدی است ۔ آں لطیفہ روحی است کہ راہ خاص او جز احدیت صرف نیست زندگی و مردگی آدمیاں منوط و مربوط بہ ہمیں رفتار است از محبوباں بہ تفصیلی بندگان درویشی نظر بکرم جوئی و آراستگی و بے عرفی ما را مشتاق خود دارند ۔ دُعائے نیازمندانہ قبول نمائند و بتوجہ و فاتحہ مددی نمودہ باشند ۔ مخدومی مولانا محمد صوفی بحقیقتِ اسم خود برسند والسّلام والاکرام ۔

---

۲۲ ۔ ضیق وقت مانع تمہید مقدمات مخلصانہ شد ۔ لاجرم بکوتاہی املا وکمی کاغذ و بے ربطی عبارت راضی گشت چہ سخن ہر گاہ از مرکز خود بر آید ۔ بر مجموع اسباب آں فتور می رود و مدعائیکہ از مدرکہ سر می زند قطب دائرہ ملاحت است خیالی و تکلفی کہ لائق حال اہل آں است آنہا سر انجام آں می توانند داد حال بہ تمام معلوم شما است کہ خلوت خانہ اندیشہ ما را چہ می رود ۔ باوجود تفصیل آنرا خود خواہم کرد انشاء اللّٰہ تعالےٰ دریں چند روز بشرفِ ملاقات خواہم رسید والسّلام

Marfat.com

bton.com: The Digital Library

۲۳- اللّٰه ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور- برحمت سابقه دریابد وبوساطت تگاپوئے صوری ومعنوی حجاب نابود ما را از ما برباید بمنه وکمال کرمه وعنایت نامه نامی مملو از جواهر لطافت رسید دل دراهتزاز وروح درپرواز آمد- بیت ؎

زهر نکته خرد کامی دگر یافت
زهر خط خاطر آرامی دگر یافت

الحق با همه اجمال وکم سخن نسخه تفصیل آدمیت بود مقصود آفرینش را که طلب مقر اصلی وتنفر از اختلاط به وحوش صحرائی باز ماندگی باشد باخود داشت حق سبحانه وتعالیٰ ایں شکسته پائے زاویه سیاه دلی وکاهلی طبیعے را نیز بایں برساند

ایں کتابت بجناب ملاذی امیدگاهی خدمت شیخ تاج نوشته شد-

۲۴- به شیخ تاج الدین- نیازمند مخلص ومحب مختص دولت خواه وآرزومند می باشد- کرم فرموده درباب رفتن باگره مشورت کرده بودند استفت قلبک ولو افتاك المفتون- هرچه خاطر الهام پذیر بر آں قرار می گیرد صراط مستقیم است- با وجود استخاره طریقه مسنونه است و آنکه از خوابهائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تجربه معلوم شده که گاهے منشاء آں ضعف قوائے جسمانیه می باشد خصوصاً که مردن شخصے دیده شود گویا که طبیعت خود را دیده ایں قدر هست که آں شخص را بحسب طبیعت وضعف مناسبتے بایں راه دریں وقت پیدا شده خدا تعالےٰ در حفظ خود نگهدارد وباکے نخواهد بود وایضاً بعضے از مقامات را مناسبتے بموت است همانا که دراں مقام صفت افاده از آں سالک منعدم می شود من زار حیّاً ولم یرزق منه شیئاً فکانما زار میتاً شاید بعضے از مناسبت ها دیگر هم باشد- بارے موت را باآں مقام مناسبتے هست دیگر ظاهر ایں است که بعد از رفتن جماع واقع شده باشد ودریں میاں بعضے از ادویه حاره نیز خورده باشند شک نیست که نسبت بمزاج شریف ایں معامله واسطه پریشانی خواب وفراموش کردن آں می شود وهم چنیں واسطه یک قسم فرود آمدن از استغراق نیز می شده باشد وایں هم سبب خواب پریشاں می باشد انشاء الله العزیز خیر باشد ایں مخلص نیز بغایت ضعیف وبے قوت وفسرده

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

می باشد۔ طاقت یک ذرّہ نیروئے نماندہ حکیم مطلق کریم و رحیم و وہاب است کارہا بمراد خواہد شد۔ بر مرضیات خود بدارد و بر ہماں بمیراند و در سلک اہل رضا محشور گرداند عنایت نمودہ بودند کہ خیر بسیار است کہ نوشتن آں خالی از خللے نیست۔ التماس آں است کہ بہر تقدیر بقدرے کہ تواں نوشت بنویسند دیگر سیّد بخاری کہ او در ترقی دارد۔ چوں در خدمتِ شما است چہ حاجت کہ ایں جا بیاید اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزِ دیگر است۔

ع من کیم لیلے و لیلے کیست من

مولانا یعقوب را کہ فرستادہ ایم نیز بآں نیّت البتہ خبرے بیارد و اگر مرضی است د خیر است بیارد و الّا فلا۔ وکان ایں معاملہ چنداں گرم نیست نزدیک است کہ سردی تمام رو نماید امّا خدا نگہدارد۔ والدعا مع الاخلاص اگرچہ تصدیع است لیکن ہرچہ باشد نوشتہ ارسال دارند۔

ایں رقعہ بیکے از طالبان وقت بہ قلم مشکیں رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبانِ وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است

۲۵۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بمنتہائے مطالب برساند۔ اہلِ تحقیق می گویند۔ آئینہ مدرک را دو رُو است۔ یک رویش بخلق و دیگر بخالق۔ ہرگاہ کہ رُوئے بخالق است در میاں آید مقصود حاصل است و ایں سعادت در ہر یکے آں می تواند بود۔ مجذوباں سالک باایں طور اند الغرض رشتہ امید را ہیچ وقتے از دست نمی باید داد۔ بیت

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ایں رقعہ بجناب شیخ تاج الدین قلمی فرمودند۔

۲۶۔ بہ شیخ تاج الدین۔ السّلام علیکم وعلی من لدیکم۔ جمیع اہل بیت از خورد و بزرگ وسایر اعزہ در رفاہیت و عافیت باشند مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ

Marfat.com

...ion.com: The Digital Library

اہتمام باید نمود کہ زندگانی جز در مرضیات الٰہی صرف نشود و مابقی زاید و بے اعتبار بلکہ مکروہ و مُردار است۔ حیاتِ صوریہ معلوم است تا چند و نا خواہد کرد۔ اہلِ عقل را فکرِ آں منزل از ضروریات است زیادہ چہ گوید والدعا۔

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت در کار نصیب کند۔ احتیاط در لقمۂ پراگندہ و اجتناب از ظہورِ صفاتِ نفس مقوی شوق است سعی و کوشش نمائند کہ لقمۂ حرام و مشتبہ خوردہ نشود و صفاتِ ذمیمہ نفسانیہ از غضب و بدخلقی و شہواتِ غیر ضروریہ بظہور نیاید۔ خلاصے از مہلکات جز بحسنِ اختصار و التجا بجناب حق سبحانہ میسّر نیست دائماً متضرع و نیازمند می باید بود و پیش ہر ذرّہ از ذرّات تواضع و فروتنے باید نمود ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حرکت قلبی ہرگاہ بروفق حرکت ذکرے شود یا بسمع خیال کلمہ اللہ مسموع شود۔ عبارت از ذکر آں گوشت پارہ صنوبرے است آں را نیز ذکر قلبی می گویند و از خیر اعتبار بیرون است و ذکر قلبی عبارت از حضور و شہود است۔ بجناب حق سبحانہ ہرگاہ ایں معنی دست دہد دل شمار از خطور اغیار برہاند و ذکر را گزاشتہ محافظت او نمائند و ہرگاہ فرو نشیند باز بر سر ذکر او بروید تا زمانیکہ آں دولت ثباتے پیدا کند آں زماں ذکر را باو جمع کردہ منتظر الطاف بے نہایت باشید بعد ازاں رسیدنی است نہ گفتنی و ہرچہ بظہور رسد بہ تفصیل بما بنویسند۔

ایں رقعہ قبل مرض موت کہ امراض مزمنہ غلبہ ہا نمودہ بود بجناب ارشاد پناہ مقرب آنحضرت شیخ تاج الدین جیو نوشتہ بودند بجناب مشارٌ الیہ بعد از وصال آنحضرت قدس سرہ رسید۔

۲۸۔ ع نیازمند تو ایم ای نیاز پروردہ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں اوقات در عارضہ سردی یک قسم تخفیفے ہست لیکن گاہ گاہ از حرارت و یبوست دماغی صورت عجب روئے میدہد کہ بتقریر راست نمی آید انشاء اللہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

تعالےٰ واسطہ خیر باشد و ورادو قاتیکہ خوش آید عبودیّت و شکستگی و نیازمندی ہرچہ میسّر شود از حمد و ثنا و استغفار و تسبیح و تہلیل و صلوٰۃ و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوٰۃ رعایت اخفا از طریقہ ایں خانوادہ است والسّلام والاکرام

خارے بیکے از امرائے مخلص مستعد کتابتے نوشتہ بود ایں امیر مکرراً عرائض و نیاز ہا بدرگاہِ عالی عرضداشت می نمودہ بود و فرصت جواب نوشتن نشدہ ۔ درپیست کتابت ہمیں خادم چند کلمہ حسب التماس جمعے از اربابِ حاجت قلمی شدہ بود و بایں تقریب درجواب عرائض مشارُ الیہ ایں چند سطر شرف ورود یافت ۔ بعد از رسیدن ایں دو سہ سطر مسموع شد کہ در اطوار ایں مستعد مذکور تغیّر بسیار راہ یافت و اثر کرد امید کہ سررشتہ آنرا باعمالِ خیر استحکام دادہ باشد تا برکات ایں تصرّف سرمدی کردہ باوجود بمقتضائے رب حامل فقہ الیٰ من ھو افقہ و بہ توفیق اللہ تعالےٰ درویشے را مصحوب نیاز نامہ خواہد فرستاد و اشارت بروشے خواہد کرد انشاءاللہ تعالےٰ موافق اُفتد و درے مفتوح گردد ۔

۲۹ ۔ بہ یکے از امرائے مخلص حضرت واہب العطیات از خزائنہ غیب أضعاف آنچہ دلخواہ دولت خواہان است برساند بمنہ و کمال کرمہ امیدی دارد کہ رقیقہ مناسبتے کہ جوہرِ رُوحانیتِ عالی فطرتاں را در حرکت دارد ۔ درعرصہ شعور بظہور آمدہ دستِ تطاولِ طبیعت و ہوا را بیکار و کوتاہ دارد ۔ ایں ہا ہمہ عبارت آرائی است ۔ اللّٰھم لا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین ۔ تمام است ۔ بیت ؎

کے بود ما ز ما جُدا ماندہ
من و تو رفتہ و خُدا ماندہ

وانکہ در التفات نامہ قلمے بود کہ ایں بے حاصل متصدی شرح طریقے شود کہ موصل بمقصود باشد ہرچند کہ نہ درخور حال و مقام من است ۔ بیت ؎

در عشق تو معروفم از وصلِ تو محرومم
گرگِ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

Marfat.com

...tion.com: The Digital Library

۴۰۔ حق سبحانہ و تعالےٰ براں دارد کہ رضائے او باشد۔ دنیائے دوں خصمی است قدیم ہیچ کس را دو روز بر یک حال نگزاشتہ۔ عاقبت از دوستاں و خویشاں بریدہ قطع دنیائے بے مدار میباید کرد۔ عاقل آں است کہ عمر چند روزۂ خود را صرفِ طاعتِ حق کردہ تمام متوجہ دار خلو باشد۔ والسّلام والاکرام

۴۱۔ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین مسلمانی گردن نہادن است احکامِ الٰہی را۔

رُباعی

خواہی کہ بصوفی گری از خود برہی

باید کہ ہوا و ہوس از سر بہ نہی

آں چیز کہ داری بکف از کف بدہی

ہر سنگِ بلا کہ بر تو آید نہ جہی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ است کہ تصوّف آں است کہ آنچہ در سر داری بنہی و آنچہ در کف داری بدہی و از آنچہ بر تو آید نجہی مسلمان آں است کہ او را در ہر دو سرا بجز حق سبحانہ مرادی نباشد۔ والسّلام والاکرام

ایں رقعہ بجناب عالی مرتبت بشیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجہ بقلم مشکیں رقم شرف صدور یافت۔

۴۲۔ بہ شیخ تاج الدین۔ بدانکہ سالکِ طریقِ حق را قدمِ اوّل توبہ نصوح است و اعتقاد صحیح و درست بر مذہب اہلِ سنت و جماعت۔ چوں مدار ایں صفت بر علم است پس بر تو باد کہ ملازمت علماء تمام عمل باکیزہ اعتقاد را بقدرِ حاجت از دست نہ دہی و حتی الامکان تحقیق دین و ملت خود می کردہ باشی مدار ظہور حقیقت بر جذب و کشش الٰہی است و جذب و کشش موقوف است بر انکہ ترا بوصف محبوبی برگزینند و ایں موہبت علیا مشروط است بر متابعت سیّد الاوّلین والآخرین ظاہراً و باطناً قال تبارک و تعالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ دیگر توجه تام بحضرت او بتوفیقه باید که نفسے از تو بے یاد او بر نیاید اگر بناگاه غفلتے رو آنرا گناهِ عظیم شمرده سخت متالم و محزون شوی و دراں حزن بدرگاهِ حق بدرقبالی که لوازم بشریّت از تو بر گیرد می باید که همیشه بصفت عجز و اضطرار بر آئی تا مجیب مضطرین کار تو سازد. دیگر بر تو باد که بر کسے اعتراض نکنی و آزارِ خاطر بجوئے و محبت دوستان حق سعادت عظمیٰ شماری. امّا از اختلاط بصوفیان جاہل احتراز نمائی. دیگر از غیرِ خدا طلب نکنی که حجاب بزرگ و سرقوی طلب از غیر اوست. هرگاه کلمهٔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه رابگوئی در دل بیندیشی که نیست معبودے غیر او. بدانکه هرچه محبوب و مقصود تست همان معبود تست و هرچه هوائے تست خدائے تست اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ پس می باید که در گفتن آں کلمه صادق باشی و محبت غیرِ او را به تمام از دل برآری و قبله توجه خود را در ذاتِ الٰهی حصر کنی ؎

یارب ز تو آنچه من گدا می خواهم
افزوں ز هزار پادشاه می خواهم
هر کس ز در تو حاجتے می خواهد
من آمده ام از تو ترا می خواهم

سخن خواجه احرار است که هرچه دیده شد و دانسته شد همه غیر است بکلمه لا آنرا نفی می باید کرد بدانکه با ایں تنزّه و تقدّس هرکجا موجود است چه در عالمِ معانی و ارواح و چه در غیر آں مثال و اشباح اوست که از اطلاق تنزّل نموده. پس بر تو باد که سعی کنی که اوّلاً حضرت خود را در تو بے تو ظاهر سازد تا چوں دراں مقامِ استقامت بیابی. هم تفصیل او در همه بهمه همه او را یابی و حق را از باطل امتیاز دهی نه آنکه چوں نابینایاں بے تفرقه و تمیز همه را خدا دانی و خدا گوئی

رُباعی

سوفسطائی که از خرد بے خبر است
گوید عالم خیالے اندر نظر است
آرے عالم همیں خیال است ولے
پیوسته دروے حقیقتے جلوه گر است

...t.com: The Digital Library

لیس کمثلہٖ شئیٌ وھو السمیع البصیر والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ۔

بہ یکے از مریداں کہ خیلے از عمر صرف خدمتِ ملوک کردہ بود و اورا انواع گرفتاریہا و مستی ہا بود و صلاح او دریں دیدہ بودند کہ بجلالت و صفتِ قہر تربیت و پرورش فرمائند۔ مدتہا در ذلّت و بے اعتباری از ہرچہ تمام تر می داشتندش و بظاہر نادر بود کہ باو التفاتے فرمائند بآنکہ در تربیت اکثر مریداں بلکہ ہمہ صفت جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدیں قسم تربیت اختصاص یافت اما بعد سہ چہار سال کما ینبغی بحمد اللہ کہ از رعونت ہا و ہستی ہا کہ غایت الغایت قوی بود و ایں مخلص از سعی خود دست شستہ بود و ببرکت الطاف حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمۃ حق سبحانہ خلاصی بخشید و آں مہرہا بانواع الطاف تبدیل یافت چنانکہ در حیز بیاں نیاید ایں رقعہ بآں مخلص نوشتہ شد۔

۳۳۔ بہ یکے از مریدان ۔حق تعالیٰ از قیدِ ہستی و حجابِ خود پرستی برہاند۔ قوی تریں اسبابِ وصول احتراز و اجتناب از آزار خاطر اربابِ قلوب است ۔بزرگان فرمودہ اند کہ اگر کسے از عرش بیفتد آں قدر نیست کہ از دلے بیفتد القصّہ خوں می باید خورد و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت در جوش شود۔ بخود سیری و خود مرادی و قلندری کارے پیش نمی رود ۔مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ چوں خاطر ولی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شما ست البتہ عنانِ عزیمت بگردانید تا نخواہید آمد ما را نخواہند گذاشت ہمیشہ و تکلیف طلب شما خواہم بود

ع بیا و از دلِ من کوہ ہائے غم بردار

زیادہ مبالغہ نرفت ۔ والدّعا۔

ایں رقعہ در فقر و نیستی و ترغیب بعلو ہمت و بندگی نمودن بر وفق شرع شریف و از حال و سکر کہ مانع رعایت شرع باشد جستن مناسب حال طالبے قلمی فرمودہ اند۔

۳۴۔ بہ مناسبِ حال طالبے ۔چنداں کہ می خواہم کہ خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی افگندہ باید تا بود خود لبساز م و شکایت گرفتاری و خرابی خود در میاں نیارم میسّر نمی شود۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ع دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شیریں تر آنکہ مطلبے کہ گریباں گیر طلب و قلق گشتہ از جائے در آمد و بدست نمی آید۔ پیر جام علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ ترین خلق در ہر دو سرا غافل چند اند کہ در نفس آخر تائب و موفق میروند خوش گفتہ است۔ اگر طلب حقیقی دراں وقت دامنگیر شاں نشود و من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی۔ بارے بہر حال الحمد للہ علی ما انعم

ع بلا و محنت شیریں کہ حیز با او نیا سائی

حضرت حق سبحانہ با ور خود بدار و و بہماں درد بہر و و بہماں درد محشور کند ہر چند کہ در نظر باریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکساں است حقیقت سررا با فقر آرامی است۔ ہر چند کہ نفس و دل را بحکم بعد و غفلت گاہ گاہ حرکتے بجہت مقاصد خود می شود و آں حرکت بسطوت تجلّی ذاتی و ظہور غیب ہویت فرو رفتہ ناچیز می شوند۔

ع صعف مغلوب را ہوتے بسند است

غایۃ الامر بجہت امتثال بعضے از عبادات مامورہ و اخلاص در آں بلکہ بجہت تحصیل نقد حقیقت بندگی آدمی محتاج است بآنکہ یک دفعہ او و با بائیت او در سطوت تجلّی ذاتی تمام بسوزند چوں اثرے از آثار شعور نماند و فنا و غیبت بکمال خود برسند دراں مقام ایستادن نقص و تعطیل است کار بندگی و عجز و مظہر شیون لامتناہی شدن دارد و اللہ بہر حیلہ خود را در مقام شعور می باید داشت بشرط آنکہ شعور و آگاہی محفوظ باشد سیر فی اللہ بے نہایت است بہیچ وجہ بنقصان راضی نباید شد کہ خلاف مرضی حق است۔ حق تعالٰے عالی ہمتاں را دوست می دارد۔ و القصہ عبد الوہاب می باید شد عبادت بے غرض و بے عوض می باید کرد۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

امر واجب الامتثال است ہر جا لیے و کما لیکہ ہست و البتہ بمتابعت سیّد الاولین و الآخرین است صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیّد الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکان شریعت باشد رضوان اللہ تعالٰی علیہ این است حق صریح و علم صحیح زیادہ چہ گستاخی کند۔ و السلام و الاکرام۔

Marfat.com

abton.com: The Digital Library

دراجتناب از آنچه نباید و ترحّم بر خلق بر وجهے که مرضی شرع است یکے از سپاهیاں که اظهارِ اخلاص می نمود صادر شده بود۔

۵۵ - یکے از سپاهیاں - حق جل جلاله و عمّ نواله مقتضی فضل و کرم معامله نماید و محتاجاں را در پی تو چراغ افروخته خود راه مقصود کشاید اِرْحَمُوا تُرْحَمُوا کلمه محقّق است فمن یعمل مثقال ذرّة خیراً یره - هرچه بکاری بدروی مثلے مشهور است ؎

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است
با دوستاں تلطّف با دشمناں مدارا

سیاستے که بحکمِ شریعتِ غرّا و ملّتِ بیضائے محمدیه علی مصدرها الصلوٰة والتحیه مقرر شده خارج ایں حرف است امریست با دوست و دشمن و نفس و غیر کردنی آں سیاست بحقیقت مروت است. یکے از حضرت عائشه صدیقه رضی الله عنها پرسید که خُلقِ آنحضرت صلّی الله علیه وسلّم که حق سبحانه در قرآن مجید ستائش آں نموده که اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ چه بود. آں صدّیقه عارفه فرمود که کان خُلُقه القرآن یعنی هر کجا که بحسبِ قرآن لطف بایستے نمود لطف می نمود و هر کجا قهر قهر، او بتمام اخلاقِ الٰهیه بود ؎

بود آئینه که عکسِ خورشیدِ وجود
جاوید درو بصورتِ اصل نمود

بالجمله مسلمان می باید شد و بتمام منقادِ فرمانِ الٰهی
ع ایں مشو آں مشو مسلماں شو

والدّعا مع الاخلاص

طالب علمے مسافر التماس نصیحت نموده بود از برائے او ایں چند کلمه را نوشتند و ایں طالب علم متوجه زیارت حرمین شریفین زادهما الله شرفاً و کرامةً بود. درهماں سفر در راه حضرت مدینه رحلت نمود. وقتِ مصحوب بر قفائے خود نیاز مندی که نسبت بخادمان ایں درگاه نموده بود از آں عبارات چناں مفهوم بود که برکتِ نورانیت ایں سفر مبارک فتذکار محامد علیا حضرت ارشاد پناهی

(c) ketabton.com: The Digital Library

طالب علم مذکور را رابطہ عظیم باین درگاہ حاصل شدہ بود اَللّٰھُمَّ مَتِّعۡہُ

۳۶ ۔ بہ طالب علمے ۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع عاقل عاقبت شناس را لازم است کہ تحصیل علومے را کہ عمل بمقتضائے آں ہا فرض است اختیار کردہ عمر صرف تصفیہ دل و تزکیہ نفس کند کہ حجاب میان بندہ و آفریدگار عز شانہ جز وساوس و خطرات و توجہات بصور اکوان و گرفتاری بہ ہوائے نفس و آرزوئے لاطائل ہیچ نیست ۔ حضرت حق عز و علیٰ از ہمہ چیز بہ ہمہ چیز نزدیک تر است ؎

او بما از ما بسے نزدیک تر

داند آنکس کو ز خود دارد خبر

بازماندگی و دوری از اندیشہائے گوناں گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ و قوی ترین سببے در تخلیص و تفریغ باطن ازیں ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود رستہ مظہر ردّ و قبول گشتہ ۔ قبول او قبول و ردّ او رد باید کہ دریوزۂ دلہائے کنی و بصد عجز و نیاز درد دلی پیش آری ؎ گرد ہر درویش می گرد از گزاف

چوں نشان یابی بجد میکن طواف

چوں ترا آں چشم باطن بیں نبود

گنج مے پندار اندر ہر وجود

وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الٰہی نیست صحبت نداری از علماء دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زباں آوری ساختہ اند چناں اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر ۔ ہموارہ توسل بقربات و عبادات نمودہ و صلوات بر سید کائنات فرستادہ از خدا بخواہی کہ آرزوئے غیر نخوراز دل تو برآوردہ صورت لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار بظہور رساند ۔

؎ کاریکہ درو منفعتے نیست مکن

یارے کہ درو معرفتے نیست مگیر

والسلام و الاکرام

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

رُباعی

۳۷ـ ص افضل دیدی که هرچه دیدی هیچ است
واں جمله که گفتی و شنیدی هیچ است

سرتاسر آفاق دویدی هیچ است
واں نیز که در کنج خزیدی هیچ است

ایں رُباعی از فطرتِ عالیه و اِستعدادِ لطیف بظهور رسیده. نشأ تفریدی از باطنش شعله می زند شاعر دریں معنی اصیل بوده یا مرتبط با صیلے چوں ظهور کلامِ الٰهی در باطن کاتب وحی بهرحال طوبیٰ له. تفریدے دید جمال اقدس از نعمت جمال است و الّا از نسبت دید بیش نسبت. برهنه گویم بے تجلّی کنه ذات صورت نمی بندد. هاں تا هرزه برخود نه بندی علامت ایں سعادت تبرید دل است از مجموع نعم دنیوی و اخروی و گزشتگی و بے نیازی از مجموع احوال و مشاهدات و انجذاب و قلق دائمی بجناب احدیّت. آرے وجود تعطش بمشاهدات باوجود نسبت تفرید از ساده لوحی بجهت ظلم و جهل انسانیه بظهور می رسد که مورث لوک و مکر است یعنی شائد مراد من ازیں در برآید و دربسته من ازاں جانب کشاید یا از نظرِ تلطف محبوب و اصطفاء او یا از عالم اطلاع بحقائق رسد. بالجمله مفرد را از آنچه دراں است ازاں تنزیه و انقطاع شرط است اکنوں آمدیم بطریقِ تحصیل ایں سعادتِ عظمیٰ اقرب طرق نیازمندی و دوام ملازمت و رعایت ادب باقصی الغائت نسبت بکسی که باطنش توجه راست بجناب الٰهی پیدا کرده باشد و خود را و راں توجه برباد داده و از توجه نیز مفلس گشته باشد و بعد ازاں تعلم ذکر یا مراقبه ازاں متمکن عزیز الوجود

والسّلام والاکرام

ایں رقعه بیکے از مریدان مخلص که در کسوت تائباں خود را می گرفت از روئے لطف نوشته بودند.

۳۸ـ بیکے از مریدان مخلص. از کار رفته محمد الباقی عرضداشت می کند که خاطر پریشاں را همواره نگراں آنجناب دانسته از حق سبحانه و تعالےٰ عافیت حقیقی آں حضرت مسألت می نماید باجابت

(c) ketabton.com: The Digital Library

مقرون گردد امید که فضلاً وکرماً از آن طرف نیز این معنی بظهور رسد و تا هنگام شرف دریافت آگاهان گوشه خاطر دریغ نباشد مخلص پناها نفی وجود و بذل روندگان را دُوبال است که بامداد آن در فضای نیستی طیران کرده بسواد اعظم فقری رسند خوش وقت آنکه توفیق قبول این دو مسافر غیبی پیدا کند والسلام علی من اتبع الهدیٰ

این رقعه در مصیبت پرسی یکے از آشنایان قدیم نوشته بودند۔

۹۳ حق سبحانہ وتعالیٰ با خود دارد و از اندیشهٔ غیر خود رہائی کرامت فرماید الا کل شئ ماخلا الله باطل ے خدا است آنکه نه مُرد است و جاودان جامی

و ما سواه خیال مزخرف باطل

حقیقت ایمان کندن و پیوستن است ع

یعنی از غیر کنی دل بخدا پیوندی

درویشی ہمانا این معنی را از پیر خود سوال کرده وجواب بقطع ماسوی شنیده سکر حال سائیل را بر آن آورده که در برابر گفته که پیش از این اگر این حقیقت را می شنیدم بتو نیز نمے پیوستم الغرض

ے تعلق حجاب است و بے حاصلی

چو پیوند ہا بگسلی واصلی

زیاده چه گستاخی کرده شود عذر تقصیر ہر چند که در حیز قبول نیفتد ناچار اشارتے بآن میباید کرد خدمت طغائی که از بے قوتے وضعف ما باخبر اند و از شیوهٔ تکلیف مبرّا اند بیان عذر ما خواہند کرد حق علیم است که کبر وہستی و کاہلی و خویشتن داری و عدم اخلاص و حقیقت نا اندیشی مانع نیست۔ والدعا

یکے از علماء مخلص که بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہمراہی اختیار نموده بودند در این عصر در این ملک ہند تحصیل معیشت بے این چنین صورتے مشکل بود و ترک این علاقه در نظر عقول نا قصه شان مستبعد بل محال می نمود عالم مذکور خواست که ترک اسباب معیشت نماید و باین

Marfat.com

...tion.com: The Digital Library

آستان راستاں رجوع کنند و آں سپاہے کہ ہمراہ بودند نزدِ ایشاں سبق می خواندند۔ بیکے از مخلصانِ درگاہ کہ دراں شہر بود رجوع نمود کہ سعی باید نمود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشارٌ الیہ ازیں خیال کنند و تجویز فرمانند کہ ماہم باشیم و درس ہم برپا باشد آں مخلص عرضداشتے نوشت متضمن آنکہ ایں ولولہ ترک ایں عالم مسطور خوب معلوم نیست کہ مستحکم باشد یا نہ مبادا تفرقہ بارعیال سبب عدم حصول جمعیت مطلوبہ گردد بلکہ ایں مخلص گمان غالب داشت کہ ایں عالم طاقت محنت ملے آرد و درسے کہ منعقد است برہم می خورد۔ اگر ایں عزیز مدرّس را از ترکِ معیشت و آمدن منع فرمایند صورتے دارد۔ درجواب آں مخلص ایں رقعہ نوشتہ شد۔

۴۰۔ بیکے از علماء مخلص۔ ان بعض الظن اثم۔ حسن ظن بدانایان آخرت بیں آنست کہ مطالعہ فنائے دنیا و بے حاصلی اہل آں و جمال توجہ بمطلب علیا ارباب ہمت از خود و مرادِ خود گزشتن و از تنگ مطلب قاصر و بے حاصل بودن و از دائرہ وجود رستن خبر کردہ باشند اکنوں صاحب ایں دید اگر در ہمراہی لشکر کہ بے نیّت صحیحہ شرعیہ مجوّزہ نیست فتورے در اسباب تحصیل مقصد مذکورہ بیند چوں تواند خود را بودن لشکر قرار داد غمِ رزقِ فرزنداں لائق بحال توکّل نیست اگر در خود ایں حال را بیابند فہو المراد و الاّ بضرورت بامور مجوزہ شریعت چنگ می بایند زد و بالجملہ ہر کجا کہ عبادتِ حق سبحانہ بر وجہ اتم بظہور می رسد و بیم تفرقہ نیست آنجا را از دست نمی باید داد و شک نیست کہ تعلیمِ علومِ دین از عبادت است خصوصاً وقتے کہ متعلم منقاد احکام دیں شود و بصوابدید عالم در امورِ شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقرا اتم است

درجواب مخدومی ملاذی استادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متضمن احوال میاں محمد صادق و میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چناں بخاطر است کہ اوّل کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باستادی مشارٌ الیہ نوشتہ اند ایں است و محمد صادق مذکور کہ ولد استادی مشارٌ الیہ است از طفولیّت بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زماں نوشتن ایں عنایت نامہ بغایت خرد سال بود بنا بر حکمتے و مصلحتے ابتداء و کتابت بنام ایں ولد شریف ایشاں نوشتہ شد۔

۴۱۔ بہ محمد صادق و شیخ احمد سرہندی۔ قرۃ العین محمد صادق برخوردار ظاہر و باطن گردد احوالِ او

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است بو ہمان حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست انشاء اللہ العزیز از سکر بصحو آید و فنا و رشعور اندراج یابد مولینا محمد مسعود از کشف قبور را اعتبار ے نگیرد و کشوفِ صوریہ محلِ خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ بظہور یابد و دوام پذیرد۔ ہرچند کہ عالم صاف شدہ باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت اسقاط یافتہ در کار و سعی باشد کہ جذبہ خواجہا و حضور ایشاں دیگر است۔ وراں موطن از ماسوی نام و نشانی نیست وگاہے بالکلیہ و اکثر بالاصالۃ توجہی است۔ از شش جہت معرا گاہے جہت فوق بجہت خصوصیتے کہ عرش مجید راست در وہم می آید و گاہے ہمہ جہات را فرو می گیرد و معنی واللہ من ورائہم محیط بظہور می رسد۔ اگر صور معنویہ و اشکالِ صوریہ محو نشدہ اند و ہمچوں خیال و سراب بے اعتبار افتادہ و درہمیں وقت نزد دریافت خیالیہ صور ھو الاول والآخر نیز درمیاں می آید و اگر در وقتِ فرو گرفتن آں توجہ ہمہ جہات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائے اتم بظہور رسد و معنی لیس فی الدیار غیرہ دیار در جلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ درمیان است لا اقل صفت حیوۃ و ہستی اکنوں یک دقیقہ دیگر بشناسند کہ در وقتِ ظہور واللہ من ورائہم محیط نیز می تواند بود کہ ہم چنین کسوتے درمیان باشد بارے حقیقتِ مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سر از ماسوی و آں تحقیقات کہ در رسالہ سلسلۃ الاحرار نوشتہ شد۔ بغایت غامض است دریں مبحث آں را بگذارند و مدار بر ادراک متعارف بر نہند حضرت خواجہ نقشبند

خواجۂ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ سرہ الاقدس

می فرمودہ اند کہ ہرچہ دیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است بکلمۂ لا آں را نفی باید کرد میاں شیخ احمد نیز حال خود را دریں صحیفہ مطالعہ نمائند و بدانند کہ تا استغراق و استہلاک در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اصل ایں سلسلہ اسم فنا براں نمی نہند و آنکہ ما بودیم کہ یک دو جہ دیگر درمیان است این است حقیقت ایں سخناں مشافہۃ معلوم می شود باوجود برائے خاطر شما نوشتیم والسلام والاکرام

Marfat.com

Marfat.com: The Digital Library

این رقعه بیکے از مخلصان در ابتدا ہا نوشته بودند۔

۴۷۔ بہ یکے از مخلصان در ابتدا ہا۔ عبارتیکه ترجمان حال این بے حاصل تواند بود۔ منہم تکلّف است بنا برعلیه ازان مقوله اغماض عین نموده بدعائے سلامت قلب و استقامت عمل می کوشد حق سبحانہ و تعالے ظاہر را بمقتضائے شریعت و باطن را در استیلائے حقیقت دارد۔ فوق ہمه سعادت این است قبول دعا و ظہور تصرّف لازم کمال نیست۔ ع

تو مباش اصلا کمال این است و بس

چوں در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بے تعیّن و بے نہایت وجود تو از میاں برخاست بعد ازاں اگر تعیّن نمود ہم تواند۔ ع

رو در و گم شو وصال این است و بس

بعد از ظہور حقیقت وصال صحبت واصل کبریت احمر است و مفید کامل گو مظہر تصرف نباش۔ بارے آنچه از سخناں اکابر دین فہمیده ایم و مطلب باطن ما آن است حصول این چنیں سعادتے است رزقنا اللہ تعالیٰ و ایاکم۔ چوں از عنایت نامه اشرف بوئے آں می آید که قبولِ دعا و افاده تصرفے را داخل مطالب داشته باشند بدفع آں قلم جریان یافت۔ امید گاہا ہمت براں گمارید که خاطر اہل حقوق خصوصاً والده از شما در بار تبا شد واللہ العظیم که شرطِ اعظم در ورودِ موہبتِ الٰہی این خلق است باقی حالکم اند و دانا۔ جذبه الٰہی و قوت حال به کیفیتے که اختیار از دست رود دیگر است ما براں اطلاع نداریم اگر پیدا شده عذر را می خواہد القصه مدار این راه بر تیز ہوشی و تیز گوشی است قلق و اضطراب و دید بعد و نقصان و مضطر بودن در احکامِ الٰہی بتوسط خاطر جوئی و تسلیم دلی مقصودِ آفرینش است مشاہده خود در عالمِ ارواح ہم بود خواجه ابو المظفر که معاصر شیخ ابو سعید ابو الخیر بود می گفت که مثل ما با شیخ ابو سعید چوں کاسه ارزان است که یک دانه شیخ است و باقی من و چوں شیخ شنیدند تواضع نمودند و فرمودند که آں یک دانه تیز ایشاں اند ما ہیچ نه ایم می گفته اند که آنچه مرحوم در قطع بوادی و مفاوز یافته اند ما در چار بالش صدارت یافته ایم۔ فی الواقع این معنی را ہیچ چیز حالی نیست۔ نیازمندی و شکسته دلی می باید آں نیز در اغلب بارے از برائے خدا خاطر ضعیفاں را بے ضرورتِ شرعی شکسته نسازند۔ در جمع سخناں مولانا زین الدین

محمود کمی نگر نوشته اند که مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند که یک بار خاطر بد رفقیر از فقیر در بار بود و بحسب شریعت حق در جانب من بود و مع ذلک فوطه در گردن انداخته سر بر زمین نهادم و عذر خواستم باد جود سی سال است که زیانِ آنرا در خود بینم در نفحات در ذکر بعضے از اکابر مذکور است که در نصیحت بعضے از طالبان که خدمت والده را گذاشته بحج می رفتند۔ فرموده اند که من سی حج پیاده بے زاد و راحله کرده ام بتو می دہم تو اضائے خاطر والده بمن ده ۔ زیاده چه گویم ۔ والسّلام ۔

ایں رقعه بیکے از مریداں شرف صدور یافته

۴۳۔ به یکے از مریداں ۔عرضداشت دُور ترین مخلصاں محمد الباقی بمی واند که چه نویسند دلے که مرآتِ شیون و احوال خود شده محتجلے بدست آرزو نه بالی که بقوت فصاحت تمثالی از شکست و ریخت باطن بر عرصهٔ ظهور بنگارد۔ القصه ہماں طفلم که نه از مرضِ آگاهم و نه از بیان ایں که بر سرِ آنم و یا ظهار وجود سید طریق ترقی می کنم نیز از قوی ترین مرضها است ؎

ہر چه گیرد عِلّتے عِلّت شود

ایں ہا ہمه یک طرف خود را بر شاہراه فضل و کرم انداخته ام ۔

تو بعلمِ ازل مرا دیدی
دیدی آنگه بعیب بخریدی
تو بعلم آں و من بعیب ہماں
رد مکن آنچه خود پسندیدی

عروهٔ وثقی ہمیں قبول است حق سبحانه و تعالیٰ آثار و برماست آں بظهور رساند ۔

مخلصی بعنایت الٰهی و برکت صحبتِ عالی حضرتِ ایشاں از کسب و معیشتگی که داشت قطع نظر نموده بود و دریں وقت بحسب ضرورت و حکمِ سلطانِ وقت از شرفِ صحبت دور افتاده بود۔ ایں رقعه برائے او نوشته بودند ۔

۴۴۔ به مخلصے ۔ الحدیث ۔ انما الاعمال بالنّیّات و لکل امرءٍ مانوی فمن کانت

Digital Library

هجرتہ الی اللہ والی رسولہ فهجرتہ الی اللہ والی رسولہ (الحدیث) مبارک باشد
ہرکہ تہی کیسہ تر آسودہ تر خصوصاً دریں وقت کہ دُنیا طلبی و عزت جوئی عین بے دینی و چشم از آخرت
پوشیدن است آنچہ سابقاً مرقوم بود نہ باختیار ما بود شکستہ دلی ہائے خلق بیک بار خاطر ما را
دررلود و درتحت سلطان شفقت علم التعظیم لامر اللہ جمال خود را از ما پوشیدہ قلب المومن
بین الاصبعین من اصابع الرحمن یقلبھا کیف یشاء با ایں ہمہ ہمچناں بر سر آنیم کہ
تعظیم امر والدہ در امور یکہ علماء دین پرور قرار دادہ اند اہم امور است تحقیق و تفتیش بلیغ نمودہ
ساختہ و مہیا خدمت باشند۔ مرضی ولی نعمت آنست کہ خود را بجانب کابل بکشند و بجہت شمامدد
معاشی بامداد آشنایاں دراں جانب بگیرند چنانچہ بمرزا کوکہ و والدۂ ایشاں و بعضے از عورات
دیگر ایں معنی را ظاہر ساختہ اند انشاء اللہ العزیز آنچہ مرضی حق باشد بر آں قرار یابد سخن خواجہ عبداللہ
انصاری است کہ اگر نخواستی دادہ وادمی خواست غایتش دریں میاں ناز ہا و محبوبی ہا می رود۔
ایں نیز پایستنی است۔ مثنوی ؎

چہ خوش نازی است نازِ خوبرویاں
زدیدہ راندہ و دزدیدہ جویاں
بچشمے نازِ بے اندازہ کردن
بدیگر چشم عذرے تازہ کردن

اگر نیک درنگری از تو ہمیں طلب و نیازمندی و بے آرامی مقصود است نہایت محبت
آں است کہ جز محبت طلبی نماند۔ مثنوی ؎

عشق عاشق چو سر کشد بکمال
باشد از غیر عشق فارغ بال
عشق را تبد گاہ خود سازد
دل ز معشوق ہم بپردازد

ازیں جا است کہ در عین مراد از مراد نامراد شوی ؎

دریں مشہد کہ انوار تجلی است — سخن دارم ولے ناگفتن اولے

(c) ketabton.com: The Digital Library

دریں روزہا داعیہ سیر ولایت قوی گشتہ امید است کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شویم خدمت میاں شیخ الہداد خویشتن داری کردہ خود را بودن و ماندن قرار دادہ از ضوبی لمن یکون معہ فیغون فیہ ز اعظیما۔

بیت ؎

داغ بے یاری و درد بے دلی

ایں ہمہ بر خود پسندیدیم و رفت

بارے ہر کرا ملازمت ایشاں میسر شود غنیمت است حقا و بحرمت اللہ کہ نہ بتکلف میگویم

؎ دادیم نشان ز گنج مقصود ترا

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

۴۵۔ حق سبحانہ و تعالےٰ لطیفہ انسانیہ را بر صراط مستقیم دارد۔ توجہ راست کہ گرفتار غیب ذات بودن و از حقائق توحیدیہ و فروغ آں پرہیز نمودن است بالاتریں ہمہ سعادتہاست انشاء اللہ العزیز صفائے آں و استقامت دراں روزے گردد۔

ایں رقعہ بجانب یکے از امرا کہ اظہار اخلاص می نمود بالتماس و مبالغہ مخلصے کہ خود را در لباس صلحا می گرفت قلمی فرمودہ بودند۔ و آں مخلص را دریں التماس میاآخرت بود۔

۴۶۔ بہ یکے از امرا۔ حق سبحانہ منتہائے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رساند اعتماد جز براں نیست کہ ما و بائیست ما برخیزد و شرع و بائیست آں بجائے ما بہ نشیند۔ حقیقتا آدمی کہ بہ نزد اہل تحقیق رُوح مجرد است محال مخالفت بمعبود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ و عالم امر علٰے را گویند کہ بجہت عدم قدرت بر نافرمانی نہی از فعل نامرضی دراں عالم واقع نشدہ۔ اما چوں تعلق حبی بایں پیکر ہیولانی پیدا کرد خود را در گم ساخت و باحکام او متحقق شد۔ تا بحدیکہ بسیارے منکر وجود خود شدند و ہیکل محسوس را بخودی برداشتند۔ فانی از خود و باقی بحیوانی زیستند و بعضے پیشتر فرو رفتند و ظلمت وافر کسب کردند۔ ہوائے نفس را خدائے خود دانستند

Marfat.com

...tion.com: The Digital Library

بتمام منقاد فرماں او شدند القصہ مقصود آدم شدن است کہ از لوازم آں است انقیاد و تسلیم تام و ایں جز بہ فنائے نفس و رُوح بدست نیاید و ایں فنا اگرچہ موہبت محض است شرائط دارد و آں سبق کہ در خانوادہ عالیہ بعضے از بزرگاں است مجملاً شامل شرائط است و بے آنہا حصول مقصود بطریق سلوک متعذر و محال است و آنچہ گفتیم کہ ہمگی مقصود آدمی شدن است بجہت آں است کہ دیگر ہرچہ از احوال و مقامات است از نتائج است۔ اگر دریں نشاء بظہور نرسد در نشاء آخر کہ محل ظہور نتائج است بروجہ اتم و اکمل بظہور خواہد رسید۔ سبحان اللہ چہ جائے احوال و مقامات است و صاحب دولتے کہ بفنائے نفس و رُوح مشرف شدہ لابد استیلائے شہود وجہ مطلق وصف لازم باطنش گشتہ حقیقت آں۔ رباعی بزرگوار ایں است ؎ رباعی

امروز دریں خانہ یکے رقصاں است
کہ کل دو کوں پیش او یکساں است
گر در تو ز انصاف رگے جنباں است
آں ماہ دراں کار تو ہم تاباں است

غذائے رُوحش شدہ من حیث الباطن نہ خبر از خود دارد و نہ از ماسویٰ۔ اگرچہ من حیث الظاہر حاضر است بر آنچہ می رود کما تقرر عند الذاہبین الی اللہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ از جملہ فنائے رُوح آں است کہ دنیا و آخرت در نظر ہمت حقیر در آید و در کشف عظمت و کبریائی حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردد۔ طالبان و سالکان راہِ حق را قدم اوّل در طریق توبہ نصوح است چہ جوہر اول را کہ آئینہ جمال نمائی مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و غفلت و پریشانی ظلمت و زنگار فرو می گیرد و بقدرِ ظلمت نابینائی و تردد ظہور می کند۔ ہمہ خرابی ہا ازیں جا ست۔

مقاصد را بچراغ دُود ناک آلودہ بمعاصی می جویند۔ لاجرم بدلالت مظاہر اسم المضل در بادیہ حیرت و ہاویہ بطالت می اُفتند سخن آں عارف ربانی ابوالحسن خرقانی است کہ راہ دو ست یکے از بندہ بحق و دیگرے از حق بہ بندہ۔ اوّل ہمہ ضلالت بر ضلالت است۔ و دوم ہمہ ہدایت بر ہدایت است آدمی چوں آئینہ دل بکمال صفا رسید و نور ظہور ہستی حق تاباں شد معنی یہدی اللہ لنورہ من یشآء روشن می شود و حقیقت ایمان روئے می نماید۔ اکنوں و ہرچہ رجوع بدل می کند بحق می کند

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

قلب المومن عرش الرحمٰن ازیں جاست۔ ایں دل خزینۂ اسرار و صدفِ چندیں ہزار دُرِّ شاہوار است۔ خطاب حضرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ استفت قلبک بایں چنیں صاحب دولت است الغرض چوں بتاثیر اسم الہادی ارادۂ وصول بمقصودِ حقیقی و مشرّف شدن بایمان تحقیقی در صاحب دولتے پیدا شد۔ قدم اول آن است کہ در پرتو نور معرفت و ایمان بہ بیند کہ گناہ زہر قاتل است و وے ایں زہر بسیار خوردہ و بہلاک نزدیک رسیدہ بضرورت پشیمان شود و ہراسے در دلش پدید آید و در مقام تدارک آید۔ چوں کسے زہر قاتل خوردہ و پشیمان شدہ و ازاں ہراس انگشت بگلو فرو می برد و تدبیر دارو می کند تا آں اثرے کہ از زہر حاصل آمدہ از خویش بیروں کند ہم چنیں چوں بہ بیند تائب کہ ہر شہوت کہ راندہ است چوں انگبیں بودہ کہ درو زہر تعبیہ بودہ است در حالے اگرچہ شیریں بودہ باخر اثر پیدا کند و روئے پشیمانی پدید آید بر گذشتہ و آتشِ خوف و پشیمانی شرہ شہوتِ گناہ را بسوزد و آں شرہ بحسرت بدل شود عزم کند کہ گذشتہ را تدارک کند و در مستقبل بر سر آں نشود۔ ہمہ حرکات و سکنات بدل کند پیش ازیں اگر با اہل شادی و رنج بود اکنوں با اہل معرفت باشد پس نفس توبہ پشیمانی آمد و اصل آں نورِ معرفت و ایمان و فروغ آں بدل کردن احوال و نقل کردن جملہ اندام ہا از معصیت و مخالفت و روئے آوردن بطاعت و موافقت ـــــ پس صاحب ہر نفسے را کہ ایں معنی بظہور نرسد ہر رنجیکہ کشد ضائع است و بیہودہ باید کہ آگاہ باشد کہ ہنوز از طالباں نشدہ طلب حق حقیقی منبعث از معرفت و ایمان است و نور ایں ناچار آں معنی را ظاہر می سازد و اگر صورت طلبی در نظرش می آید منشائے آں طبعی است کہ بحظوظِ نفسانی خو گرفتہ چہ در شنیدن مقامات و احوال ایں طائفہ و بزرگی شان ایشان خود را و احوالِ خود را ناقص و ناچیز می یابد حبِّ جاہ عند النّاس و یا عند الحق درحرکت می آید و خلقے در وے پیدا می شود اما ثمرۂ ندارد آرے ثمرہ آں دم دہد کہ بیقین بداند کہ ایں احوال و مقامات بورزش شریعتِ حقّہ بہم رسیدہ باشد و در مقام ورزش افتد ناچار از مخالفات روگرداند و بموافقات بیارامد صورتِ توبہ بدست آرد ولے صورت طلب جز صورت توبہ بر ندہد تا آنکہ ایں نیز جز بنور ایمان بشریعت بدست نیاید ازیں مقدمات روشن شدہ کہ توبہ نیز ازاں جانب است چہ ظہور نورِ معرفت و ایمان ازاں جانب است ایں جا سخن قطب وقت خود شیخ ابوالحسن

Marfat.com

marfat.com: The Digital Library

خرقانی رحمۃ اللہ علیہ را معنی دیگر بدست آمد مخفی نماند کہ توبہ را درجات است۔ درجہ اوّل توبہ از کفر است بعد ازاں از ایمان تقلیدی بعد ازاں از صفاتی کہ تخم ایں معاصی است چوں شرہ طعام و شرہ سخن و دوستی مال و جاہ و حذر کردیا و امثال ایں مہلکات بعد ازاں از وسواس و حدیث نفس و اندیشہائے ناکردنی بعد ازاں از غفلت از ذکر حق و اگرچہ ساعتے باشد چوں درجات ذکر را کہ عبارت از حضور و آگاہی است نہایتے نیست توبہ را نیز نہایتے نخواہد بود چہ توبہ از ہرچہ ناقص است واجب و لازم است پس در قدم اوّل پشیمان شدن از ہرچہ گزشت و عزم برانکہ در آئندہ آنچہ قدرت داشتہ باشد بر سر آں نیاید از لوازم طلب است ایں چنیں توبہ اگرچہ در قدم اوّل ظاہر می شود ہیچ وقت از سالک منفک نیست سخن سہل تستری رضی اللہ عنہ کہ توبہ آں است کہ گناہ فراموش نکنی۔ نظرے برایں معنی ہم وارد چہ توبہ ہر گاہ پشیمانی از جمیع حجابات و منازل باشد ہرگز بآخر نمی رسد المرید ھو الرامی باول قصدہ الی اللہ چوں انجذاب از مبدء حقیقی شدہ نظر باطنش برانجا افتادہ ہرچہ درمیان است گناہ دانستہ ہمیں نظر جمعے مشاہدہ را بر مجاہدہ مقدم داشتہ اند و آں نصوح کہ صفت توبہ افتادہ فعولی است بمعنی فاعل یعنی کثیر النصح و کثرۃ النصح ہمیں اعتبار می تواند بود اگرچہ معانی دیگر نیز وارد و بعضے از انہا ایں است کہ حسرت و پشیمانی توبہ چناں لازم تائب گردد کہ قدرت بر ارادۂ اقدام بر گناہ نماند و آنچہ آں بزرگ گفتہ کہ توبہ آں است کہ گناہ فراموش نکند مطابق این است و آنچہ از سید الطائفہ جنید مروی است کہ توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی ہم از روئے ایں است آنجا یاد داشت حسرت و ایں جا فراموشی حلاوت فالنصوح مبالغۃ الناصح بمعنی قوی النصح غایۃ قوۃ او کثرۃ النصح بمعنی انہا ینصح التائب لحظۃ بعد لحظۃ فیحفظ عن استماع حدیث النفس وتلبیس الخناس فی اظہار المعاصی المہلکۃ فی صورۃ المحسنۃ —

ایں رقعہ بیکے از خلفاء در جواب عریضہ کہ رسیدہ بود قلمی فرمودہ اند۔

۴۷ ۔ بہ یکے از خلفا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ یوماً فیوماً آثار عنایت و انوار ہدایت را در تزاید

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

وارد وسخنی درباب درویشی کہ بطریق رابطہ مشغول بود و درسطوت آں مغلوب و غائب می گشتہ نوشتہ بُودند۔ ایں نوع چیزہا چہ لازم است کہ از ما پُرسند۔ دراوقات صاف از اکابر باہم از رُوحانیت فقیر تحقیق نمائند واگر بناگاہ تحقیق نشود پس بطریق خفیہ بے وقوف طالبان بنویسند بارے مضیٰ مامضیٰ اکنوں علاج آں نوع مشغول آن است کہ روزے چند کارہائے دنیوی رابگوشہ بگزارد وبجد واہتمام تمام اوقات خودرامصروف آں شغل سازد تا از مراتب صور واشکال عبد نمودہ بشرف حضور برسد ودراں تمکن یابد ودراوقات شخصے رامتعین کنند تا اورا حاضر سازد واگر دراثنائے شغل او توجہات متعدد برو برسد امید است کہ زود تر عبور نماید امّا بشرطیکہ حقوق عیال دامن گیر او نباشد والاہماں توجہ اوّل کافی است لیکن دراثنائے شغل اگر دروازہ کشف رابرو بکشائند وسیرش بعالم مثال افتد اصلح واولی آن است کہ اورا بگویند کہ نفی آں وقائع بکند ونظر خودرا از دائرہ وجود خود بیروں نیندازد وہمیشہ سعی درصفا وفنائے خود می کردہ باشد مگر آنکہ غیبتے دست دہد۔ آں زماں خودرا بآں بے شورے دہد واگر دراثنائے بے شعوری باز صور مثالیہ ظہور کنند ہماں نفی را از دست ندہد کلمہ بازگشت راکہ خداوندا مقصودِ من توئی ورضائے تو درنفی وقائع دخل تمام است اگر بیش از فنا ارواح انبیاء وخواص اولیاء ظہور کنند محل اعتبار نسازد کہ اکثر لطائف ایشاں است نہ ایشاں ومحقق شدہ کہ درانسانِ کامل ہفت لطیفہ است لطیفہ قالبی ولطیفہ نفسی ولطیفہ قلبی ولطیفہ رُوحی ولطیفہ سرّی ولطیفہ خفی ولطیفہ اخفی ومعتبر رُوح مظہر انسان است کہ مجمع لطائف است وآثار ہر لطیفہ علیحدہ چنداں معتبر نیست اگرچہ ظہورِ ایشاں مبشّر سعادت است۔ والدّعا

یکے از مخلصاں مستعد بود کہ سررشتہ دقائق ارادت وحقوق خدمت رانمی دانست و ازیں سبب متضرر می گشت ایں کتابت برائے او نوشتہ بودند ہنوز قاصد نبردہ بود کہ بتقریبی غیب پیش آمد وایں وعدہ توجہ قرینہ عظیمہ کہ دریں کتابت است بدیگرے از اصحاب کبار کہ حاضر بود بظہور رسید وہمیں کتابت را بایں عزیز دادند وانواع ابواب ہدایت وارشاد برو کشادہ شد۔

Marfat.com

...ton.com: The Digital Library

۴۸۔ بہ یکے از مخلصان مستعد

کاری مکن کہ وحشت اشکم فزوں شود
صیدی چوں من ز دامِ وفائیت برون شود

مرغ دست آموز شما مزاج نازکے دارد واللہ کہ بدست ایں مسکین نیز نیست کم پروانی است گرم و سرد ایں بیاباں ندیدہ بالجملہ بنازش می باید داشت بسنّت اللہ تعالےٰ بریں جاری است کہ اعزاز و اسطہ و تعظیم او مورث فیض لاتینا ہی است ؎

چوں زمای بغیر ما منگر
الحذر الحذر زغیرتِ ما

زیادہ گستاخی است انشاء اللہ تعالیٰ دریں پنج شش روز متوجہ شما خواہیم شد پیش ازیں بیک روز یک نوعے اشارت شد با آنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز ہمت بر ترقی شما بر بندیم بتوفیق اللہ تعالےٰ تقصیر نخواہیم کرد۔ دیگر ظاہر شد کہ شمارا فی الجملہ جنگ و نزاعے درمیان است اینہا در چنیں وقتے چہ مناسب اہتمامے نمائید کہ از عین الیقین بحق الیقین رسیدہ در اوج بقا باشند نزول فرمائید تا آثارِ سیر معشوق در عاشق مشاہدہ افتد و معنی مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ذوق شود و سر کل شئی ھالک الا وجھہ بہ تحقیق رسد خلافتِ الٰہیہ جز دریں موطن صورت نمی بندد و سلطانِ مملکت تحقیق خواجہ احرار می فرمودہ اند کہ تا پرتو مارمیت اذ رمیت در باطن نیفتند واصل نمی تواں گفت کسے را گماں نشود کہ ایں معنی در ظہور انوار توحید بدست می آید۔ ہمہ را بہ نعت ہمگی دیدن دیگر است و ہمہ را بنعت یگانگی دیدن فھو من فھم ایں معنی ظہور کان اللہ ولم یکن معہ شئی است چنانچہ در ازل بود بازسر آلآن کما کان دیگر است دقیق است گنجائش تحریر و تقریر ندارد۔

والسّلام والاکرام

ایں رقعہ بیکے از خلفا صادر شدہ

۴۹۔ بہ یکے از خلفا محبّت نامہ آں خلاصہ مخترعات مشیر از احوال و آثار رسید حق سبحانہ و تعالےٰ

باعلائے درجات ومنتہائے مقاصد برساند مکشوف ضمیر فیض پذیر خواہد بود کہ وقت بغایت نازک است ہمہ مہمات را نسیاً منسیاً می باید کرد وبتمام قوی ومشاعر آں رابطہ مقصود را بقلب صنوبرے می باید رسانید تاکمال حق الیقین بظہور رسد ما نیز دریں پنج شش روز متوجہ شما خواہیم شد۔ اشارت خواجہ بزرگ برایں است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگذاریم۔ ہر چند کہ ازیں جانیز غافل نیستم چہ تواں کرد ما را خادمِ شما ساختہ اند یاداؤدُ اِذَا رَأَیتَ لِی طَالِبًا فَکُنْ لَہٗ خَادِمًا الحمد للہ والمنۃ

۵۰۔ زادکم اللہ تعالےٰ شہوداً ومعرفۃً صورت واقعہ جمیل است ان شاء اللہ تعالےٰ آں را کہ فنا سوختہ شدن تعیّنات وظہور آتش تجلی است بروجہ اتم ظاہر گرداند می باید کہ متفرس ومتجسّس باشید کہ توحید وجود ونسبت سابق چہ رنگ پیدا کردہ وچہ تفاوت یافتہ اگر رنگ دیگر است وترقی در درجات ہست پس صورت معنی جدید است والا صورت حال سابق مطالع افتادہ بارے بعد از ملاقات متحقق خواہد شد ایضاً

ع   او بما از ما بسے نزدیک تر

ایں اشارت بکمال قرب است کہ از صفات سلبیہ است وعبارت از عدم بعد است یا نفرقہ باعتبار صورت وحقیقت است یا ثانی عبارت از صورت است ویا اول عبارت از حقیقت وقرب مطلق است نسبت بمقید از صفات سلبیہ است وقرب مقید بمقدار صفات ثبوتیہ بلکہ قرب مخصوص تو ہمے بیش نیست العالم غیب لا یظہر قط۔ اصل است محقق والسلام

۵۱۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔ کلامیست جامع مر ظہور امور بر خلاف ارادت را وظہور حق وفنائے مطلق را کہ شعور بشعور نیز نماند خواہ مرء را عبارت از اندیشہ بگیرد خواہ قلب را یعنی رفع شعور بالکلیہ جز بشہود ذات الٰہی میسّر نیست واگرچہ ضعیف الحال در ابتداً بایں معنی مطلع نباشد ہم چنیں خواہ مرء را عبارت از تعیّن اوّل گیری خواہ متعیّن واگر قلب را عبارت از آں حقیقتِ جامعہ کہ عرش الرحمٰن است گیری نیز تمام است چہ مانع از ظہور آں

...com: The Digital Library

حقیقت مرادات وخواطر پراگندہ است ومجموع ایں ہا صورت تجلیات حق از من لم یملک عینہ فلا قلب لہ صاحب دل کسیے است کہ بمرتبہ عین رسیدہ است ومقرر است کہ ارادہ وجہ باقی مسخّر است چہ ارادہ بے شعور بمراد متصوّر نیست وہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نماند کہ توجہے کہ نزد فقدان شعور بعد از ظہورش سالک رامی باشد باوجود کہ مطلقاً بے شعور نیست وآں نیز حالیے است مندرج در علم بے او باوست فی الحقیقت ارادہ وجہ باقی نیست بلکہ ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ متصرفاتِ الٰہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی بوجود دل نسبتے بآدم وارد ؎

ہر کس کہ بصورت آدمی شد — خاصیت آدمش ندادند
ایں سر نہ زہر سری تواں یافت — تا نور یقیں کجا نہادند

---

۵ - از سہل تستریؒ پرسیدند کہ مالیقین گفت الیقین ھو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم فرمودہ اند کہ طریقہ ما[1] دوام حضور و آگاہی است بے آنکہ پراگندگی عزیمت و فتور متخلل شود خواہ در لباس ذکر وخواہ در صورتِ توجہ وخواہ بتوسط رابطہ کیف ما کان مقصود حضور مع اللہ است ۔ ہرگاہ حضور بکیفیتی شد کہ شعور بوجود غیرے مزاحم او نشد آں حضور را وجود عدم می گویند ۔ وہرگاہ کہ ایں معنی ملکہ سالک شدہ مشاہدہ می گویند وہرگاہ نعت حضور را نیز از خود ندید بفنائے حقیقی مشرف شد ایں جا معنی لا یعرف اللہ الا اللہ متحقق می شود ۔ ودریں موطن نہ ارواح است نہ اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد ۔ ہرگاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

لے چہ فیض حق ناگاہ رسد امّا بر دل آگاہ رسد ۔ دوام مراقبہ دولتے است بس بزرگ سبب قبول دلہا است وقبول دلہا نتیجہ قبول الٰہی است القصّہ چوں حال بریں منوال است روزے چند خود را بر قبلہ خود دوختن فرض راہ است ۔ دریں طریق اوراد و اذکار مختلف نیست کہ بعد از فراغ آنہا بہ کارہائے دیگر پردازند ۔ وِردِ اینہا ہوش در دم است یعنی حضرت مولوی خجستہ فرجامی مولانا عبدالرحمٰن جامی است کہ اوّل چراغ روشن می باید کرد وبعد ازاں بمطالعہ مشغول می باید شد ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند — دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

منہ قدس سرہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ومجموع صفات خود را ہمچوں حضور درخود نیابد تواند بود که فضل الٰہی مدد نماید[1] و فصول واجناس اجسام را اعراض بربیند و بودن اعراض را از معقولات ثانویه دریابد و سوا الاعیان ما شمت رائحة الوجود در وآشکارا شود و بزبان حال بایں ترانه مترنم آید۔ رُباعی

تا حق بدو چشم سر نه بینم ہر دم

از پائے طلب نه می نشینم ہر دم

گویند که بچشم سر نتواں دید

آں ایشانند من چنینم ہر دم

وآنکه در راهِ سلوک تجلّیات الٰہی را بعضے سه قسم نهاده اند و قسم اوّل را که تجلّی صوری است نسبت بمبتدیاں داشته اند و قسم ثانی را که تجلّی معنوی است نسبت بمتوسطاں داشته و قسم ثالث را که تجلّی ذاتی است نسبت بمنتہیاں داشته اند و ہم چنیں آنکه بعضے چهار قسم داشته اند بایں طریق که قسم اوّل را دو قسم کرده اند۔ تجلّی صوری و تجلّی نوری نام نهاده اند و طریقۀ اکابر صریحاً نسبت از مہالک اتحاد و حلول و تشبیه فارغ از غائت الامر در ظہور وجود عدم اسرار غامضه است بعد از رسیدن نهایت بعضے ازاں اسرار منکشف می شود و تجلّی صوری و نوری و معنوی را در آں مشہد مندرج می نماید۔ اکابر در کتب تصریح بایں معنی نکرده اند ما نیز طریق متابعت سپرده قلم را از تحریر آں نگهداشتیم۔

بیکے از طالباں نوشته بودند

ایں کتابت را بتقریب بزرگ زاده مخلصے بر وفق استعدادِ او نوشته شده که مائل بمراتب علیائی توحید بود نوشته بودند۔ وچوں نسبت ایں سلسلۀ شریفه جامع نسبتها است

---

[1] اول در آمد اینها در فنا است که محل انوارِ تجلّی ذات است۔ اینها رفع تعیّنات از وجه ذات احد می کنند چوں مبدء و مرجع همه است حقیقت بدیکیاد منکشف می شود مشاہده در مظہر است امّا مظہر درمیان نه ؎ چوں شوی فانی احد بینی همه　　منه قدس سرّه

(c) ketab... The Digital Library

از راهِ توحید بمقصودِ حقیقی راهبری نموده اند و اگر نه تقیید بتوحید را بانسبت ایں برگزیدگان جمع نمودن صورت پذیر نیست۔

۵۴۔ بر بزرگ زاده مخلصے بحضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ از اطلاق تنزّل نموده در لباسِ ارواح متجلّی شده ارواح را از غایت لطافت قوت آں واد کہ بہر چہ متوجہ می شوند حکم آں می گیرند و رنگ آں می پزیرند و از غایتِ[1] امتزاج خود را ازاں نمی شناسند چنانچہ عامۂ ناس خود را از پیکر ہیولانی امتیاز نمی کنند و ایضاً ہر مخلوقے جمیع مخلوقات را مندرج ساختہ چوں ایں چند مقدمہ معلوم شد بدانکہ ہرگاه روح متقیّد گرفتاری را بخواہند کہ لباس تقیّد و تعلق از بر کشند د بوطن اصلی خود برود بعضے از از کار را کہ حکم برزخ دارد من حیث الوضع مناسب اطلاق است ومن حیث التلفّظ والتخیّل مناسب تقید مونس او می گردانند سریعاً او بطیئاً علے حسب الاستعداد رُوے بآں جانب می آرد۔ چوں رشتہ تعلقش ببدن عنصری محکم است ومعہ ذلک توجہ بقلب صنوبری کہ معظّم ارکان اوست می فرمائند د رہمیں شاہراه می درآید تا مشاغل بیرونی رو بانہدام نہ بحواس معطّل شود۔ قوت لامسہ کہ مدار علیہ دریافت صورت بداں است از ہم فرو ریزد چوں

---

[1] در فقرات قدسی آیات خواجۂ ما مسطور است کہ واذکر ربك اذا نسیت یعنی اذا نسیت غیره ثم نسیت نفسك ثم نسیت ذکرك فی ذکرك ثم نسیت فی ذکر الحق ایاك بکل ذکر خواجہ ما بزرگ مشغولان طریقہ را در مقدمۂ ظہور بیخودی می فرمودند کہ۔ مراماں وخود را بہ آں بیخودی درده ؎

در راه خود اول زخودم بیخود کن　　　　وانگہ بیخود زخود بخود راهم ده

در اشتغال بفرائض وسنن مؤکّده چاره نیست۔ صاحب لمعات دریں معنی میگوید ترک محبوب غالباً بعده فراق محب می طلبد ؎　　ہجرے کہ بود مراد محبوب　　　از وصل ہزار بار خوشتر

کار بر خود دراز نمی باید کرد سعی واہتمام می باید کرد کہ ملکۂ یادداشت حاصل شود آں زماں ہر مباحے کہ خوش آید بکنند ؎ استاد تو عشق است چو آنجا برسی　　　او خود بزبانِ حال گوید کہ چہ کن　منہ قدس سره

ھذه الدائرة فصل عن الوصل　　　منه قدس سره

فصل الدائرة مغنی عن الوصول　　　منه قدس سره

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

معیت رُوح بابدن ثابت است وجودِ حقیقی بدان کہ پرتو صفت حیات است تجلّی نماید و چوں
تلبس ظاہر وجود باحکام حقائق الٰہی موجب تعدد وجودے نیست حقیقت منکشف شود و فنا
دست دہد چہ تجلّی معنوی معیت است و بقائے مترتب برآں موروثِ بی یبصر وبی یسمع
وکمال ایں آنکہ ؎ رُباعی

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست
تاکرد مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزاء وجودِ من ہمہ دوست گرفت
نامی است ز من برمن و باقی ہمہ اوست

واز انجا کہ الکل یندرج فی الکل است در حالتِ[1] شعور باختیار خود متمکن دریں مقام بہ تجلّی نوری کہ عبارت از تجلّی بصورتِ نور بیرنگ بے حیّز بے تشکل است می تواند مشرف شد چہ ایں فرود منزل است ایں است وفائق منزل وجود عدم اما وجود فنا در مقام لایعرف اللّٰہ الا اللّٰہ است و ایں فنا را فنائے اتم می گویند جناب ارشاد مآب مخدومی و قبلہ گاہی مولانا خواجگی قدس اللّٰہ تعالٰی سرہٗ در اشارت بفنائے اتم ایں بیت می خوانند کہ ؎

مدح و ذمت گر تفاوت می کند
بُت گرے باشی کہ رد بیت می کند

می فرمودند کہ تاثیر مدح و ذم باید کہ آں توجہ و شکستگی را کہ بجانب حق سبحانہ است مزاحم نشود تا فنائے اتم گویند ازیں جا معنی آں سخن کہ از خواجہ بزرگ قدس سرہٗ مروی است کہ وجود عدم بوجود بشریت عود کند اما وجود فنا ہرگز عود نکند معلوم می شود والسلام والاکرام

---

[1] ایں جا حقیقت رُوحانیت کہ مظہر تجلّی حق سبحانہ بنعت احدیت است ظہور کند۔ خواجۂ ما قدسی آیات خود می فرمائید کہ بُریدہ شدن و تہی گشتن دل از ماسوائے حق سبحانہ دلیل است بر مظہریت مر تجلّی حق سبحانہ را بنعت احدیت کہ نیل معارف بحقائق اسماء و صفات ایں معنی متعذر است واضح باشد کہ گرفتار مشاہدہ نیز گرفتار غیر است ایشاں در عین مراد از مراد نامراد اند۔ منہ قدس سرہ

Marfat.com

Tafsir.com: The Digital Library

۵۴ - دعاگو محمد الباقی در آگره گستاخی نموده این کتابت سر بمهر را مفتوح ساخت و نیاز خود را در ضمن عرض مرسل کتابت اندراج نمود انشاء اللہ العزیز مقبول افتد هر چند که این پروانجات جمیعهم برمحل و کثیر الاجر است و دخل در قبول و جریان او موروث ثواب لیکن چون سابقه محبت و معرفت ما نسبت بمیان شیخ رفیع الدین واقع است درباب پروانه ایشان زیادتے التماس اظهار می کند حسن امید آن است که در محل قبول افتد۔ ثانیاً گستاخی می نمائید که مروی است وجوه استحقاق از صلاح علم و معنی درویشان و ارتباط نسبتے با کابر ایشان وارد و بعلت احتیاج و بعضے حوادث ضروریه مبلغ و بیست روپیه محتاج الیه او شده آن درویشی درباب این احتیاج بغایت مضطر و متفرق است۔ این خیر را بخیر اتیکه جناب خواجه حسام الدین مستور ساخته اند جمع نموده در محل لائق سهل الحصول تنخواه فرمائید موجب سرور دلهائے مومنان خواهد شد۔

این رقعه بشیخ نظام تهانیسری که یکے از مشائخ وقت است و بمقتضائے آنچه از زبان هر یک شنوده می شود درین زمان سلوک هیچ یک از درویشان هند باو نمی رسد تخصیص چشتیان و چون خود تحقیق عقائد اهل دین و تفحص طرق اهل طریق نه نموده و با این از قوت فهم و روشنی باطن در ادراک سخنان طریقه که با صطلاحی وابسته نباشد فهم و ذوقے دارد و از تصنیفات اکابر در مجالس خود حاضر نموده ترجمه عربی و یا فارسی را از بعضے طالب علمان و علماء زبان دان شنوده قیاس با دراک سلوک و مشرب خود و تحقیق آن مبحث می نماید و چون علماء مذکور در بیان ترجمه و اصطلاح مردم غلطها می زنند چه فهم سخنان بزرگان از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور مبنی بترجمه مسطوره است درین تصانیف نقصانها و غلطها ظاهر می شود و بواسطه گرمی وقت و امتیاز شیخ مذکور از اقران خود مرجع خلق است و نیز بر حسب این ترجمات غلطها و نقصها به بعضے اکابر و گذشتگان اسناد می نمود حضرت ایشان نور مرقده بواسطه اظهار حق بالمشافه کلمات الحق بظهور رسانید و نیز این کتابت دران باب بمشارٌ الیه نوشته فرستادند و بعد ازان دران مسائل مبحوث عنه از بعضے یاران این عزیز دیده شد تغیرات تقریری می کند لیکن یقین نه شد که شیخ مذکور که در اصل جوهر عالی دارد و پے بمقصود برده یا نه حق سبحانه مشارٌ الیه را و همه طالبان خود را در شاهراه

(c) ketabton.com: The Digital Library

شریعت دارد بجوده و وجود حبیبه صلی الله علیه وسلم

۵۵۔حق سبحانہ وتعالےٰ بمنتہائے مقاصد رساند مقصود ازیں ہمہ گستاخی جز رواج مذہب فرقہ ناجیہ کہ متوسلاں بکتاب وسنت اند وبشرف مَا اَنَا عَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ مشرف اند۔ نیست۔ و ایضاً تحقیق سخن اکابر ایں فرقہ کہ طائفۂ عالیۂ صوفیہ اند منظور است۔ تا مبادا اسادہ دلے بغلط افتد وطعن ایں برگزیدگاں را در دل جائے دہد یا خود ش در ورطۂ بد اعتقادی افتادہ ہلاک شود۔
الغرض آں روز در خدمتِ ایشاں بیاں کردیم کہ کشف ملکوت وجبروت داخل در تجلّی صوری است وکشف لاہُوت شما نیز بطور صاحب لمعات داخل در تجلّی صوری است۔ چہ تجلی صوری نزد آں برگزیدہ عبارت از ظہور حق است۔ در صورت ممکنے از ممکنات موجودہ فی الخارج۔ خواہ از عالم حِس شہادت باشد وخواہ از عالم مثال۔ خواہ ایں صورت نور بے رنگ بے شکل بے حَیِّز باشد وخواہ امرِ دیگر باشد۔ ونزد ابُوالبرکات شیخ علاء الدّولہ سمنانی تجلّی نوری است و آں متوسطان سلوک را در بدایت توسط دست می دہد۔ شما خود عنایت کردہ فرمودہ بودند کہ تجلّی درصورت نور بے رنگ بے شکل بے حیّز تجلّی ذات مطلق و دیگر درمیان مشہد اثبات رویت و دریافت بہ بصیرت می کند و ایں دریں نشأۃ از خواص تجلّی صوری است بمذہب ثانی قطب المحققین وبرہان الموحدین خواجہ محمد پارسا در کتاب تحقیقات مفصّل بیان نفی رویت دریں نشأۃ کردہ اند از جملہ عبارات قدسی سمات ایشاں دراں کتاب ایں است ہمہ مشائخ اتفاق کردہ اند۔ بر تضلیل آنکہ ایں سخن گوید وتکذیب آنکہ ایں دعوی کند۔ وبرآنند کہ ہر کس ایں دعوی کند حق سبحانہ وتعالےٰ رامی شناسد و ابوسعید خراز وجنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ در تکذیب وتضلیل مدعی ایں معنی سخن بسیار راندہ اند وکتب ورسائل بسیار ساختہ اند وکتب ورسائل ایشاں شاہد است بریں معنی۔ تم کلامہ۔ مخفی نماند کہ تجلی معنوی درصورت علوم ومعارف واذواق می باشد و فرق عظیم است میاں علم وصورت مثالی۔ ومراد ازیں علم علمِ سالک است وتجلی ذاتی عبارت از ظہور ذات است درصورت اسمے کہ مبدء تعیّن صاحب تجلی است ومشاہدۂ جمال مطلق کہ در فنا فی اللہ می گویند معنی دیگر دارد۔ وآں عبارت از انجذاب رُوح است۔ بہ جمالِ ہستی حقیقی کہ عبارت از حیثیتے از حیثیّات ذات است۔ بہ کیفیتے کہ شعور بہ ایں انجذاب نیز نماند

Marfat.com

ktabon.com: The Digital Library

بطور متوجهاں بوجہ خاص و مشاہدہ جمال ذات است و پردہ ہماں اسم بطور سالکان طریق تربیت ہر گاہ منتہی بہ آں اسم شود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق اوست از تعینات گویند و تعین عبارت ازاں معنی است کہ از معقولات ثانویہ است نہ امر مشکل۔ و امثال آن است و دیگر صور مثالیہ را کہ عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات حقیقیہ علم و قدرت صفات اضافیہ عبارت از خالقیت و رزّاقیت و امثال آنہا است دیگر کشف ملکوت و جبروت کہ باصطلاح شما است وعبارت از کشف در عالم حس و مثال است بکشف در عالمے است کہ بحقیقت موجود است و وجود او عین وجود حق است نزد صوفیۂ موحدہ وغیر وجود حق است نزد علماء و بعضے از صوفیہ و اگر بہ ناگاہ کسے نہ عین و نہ غیر گفتہ باشد نہ باں معنی است کہ شما می گوئید و آں معنی مخالف عقل است بہ آں معنیست کہ نہ عینست من حیث الاطلاق و نہ غیر است من حیث الوجود۔ و آنچہ بزرگان در صفات الٰہی گفتہ اند معنی آں در کتب مبین است۔ القصہ اگر شمارا دریں سخناں توقفے باشد امر کنید تا چندے از عالمان محقق بلکہ بعضے از صوفیہ را نیز جمع کردہ بیان ایں امور نمایم۔ بندہ و کمال کرمہ

در سفارش عالمیکہ دولتمندے طلب نمودہ بود قلمے فرمودہ اند و ایں دولتمند در عبادت بغایت موفق و در زمرہ صلحا بود بر حسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تحریر آنچہ شنودہ می شود ہنوز او ضاعش بخیر مائل است و کثیر العبادت است۔

۵۶۔ بہ یکے از دولت منداں۔ حق تعالےٰ و سبحانہ عافیت امور را در مستحسنات و مرضیات فرود آرد انت ولیّی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ؎

بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی

یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

بالجملہ مقصد ہمیں است امید کہ ہمتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق عز و علی ایں فرود افتادۂ عاجز را بمنتہائے ایں مطلب برساند بقیۃ المقصود خدمت مخدومی اخوندی بر حسب ارادہ شما ایں ہمہ ساخت قطع کردہ رضاء و خوشنودی شما را بر فراغت و آرام خود اختیار کردند پاداش ایں عمل نیست مگر آنکہ شما نیز خوشنودی و رضائے ایشاں را بر مراد خود بگزینید اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

اصلی محقق است والدعا مع الاخلاص۔

۵۷۔ من از محیطِ محبت ہمیں نشاں دیدم
کہ استخوانِ عزیزاں بساحل افتادہ است

بعون اللہ تعالےٰ بولایت بلخ رسیدیم از جماعتے کہ در مسندِ ارشاد مقرر اند علم عدم مناسبت ذاتی تاثیری نیافتم بشمر خاں بقصد ملازمت ملا آگہ رفتیم۔ بحمد اللہ تعالےٰ بر منزلِ خود و بصفا درنظر آمد خدمتِ مولوی بکمال تجرید باطن اند آثار معرفت از دیوانِ شعر ایشاں کہ دریں ایام در اتمام آنند ظاہر و ہویداست دو سہ روز آنجا بودم زیارت مزار فائض الانوار برہان المحققین و حجۃ المرشدین حضرت خواجہ احرار قدس سرہ در خاطر تمکن بود آنجا نیز نتوانستیم قرار گرفت شکستہ و مایوس طے منازل می کنم تا بعد ازیں چہ روئے دہد بفاتحہ امداد ے نمودہ باشند منتہائے مقاصد برسند ناظم مناظم طریقہ درویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نمائند فریاد از نفسہائے از کشف برخاستہ و ایشاں از حالِ ما غافل نباشند والسلام

صالحہ از منتسبان آستان ہدایت نشاں بود و تجویز آمدن بحضور شریف نمی فرمودند بہ تقریبے از شوہرش حال صالحۂ مذکورہ را پرسیدند و ایں نوشتہ را فرمودند کہ شوہرش نزد او بردہ بخواند و بفہماند شوہر حیراں بماند کہ عورتے ہندی نام او[1] ے کہ فارسی خوب نمی داند ایں مضمون را چہ طور تواند فہمید لیکن حسب الامر رفتہ نزد او خواند یعنی را ہندی گفت ظاہر شد کہ خوب فہمیدہ و ایں صورت در نظر شوہر مذکور از خوارقِ عظمی می نماید

۵۸۔ بہ یکے از زنانِ صالحہ ملاحظہ بکنید کہ در وقتِ صفائے دل مراقب نفی و اثبات اند یا اثبات تنہا و بر تقدیر یکہ نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند کہ نفی معلوم و اثبات مجہول است یا نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی موہوم و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکہ و اثبات معلومی است یا نفی موہوم و اثبات معلوم است بتقدیر یکہ اثبات تنہا باشد نیز تفتیش کنند کہ اثبات معلوم است یا اثبات مجہول راست و در صورتِ اوّل معلوم جدید است یا قدیم بارے بر تقدیر

[1] شاید یہ عورتِ ہندی نژادے" ہوگا (یزدانی)

Marfat.com

...ton.com: The Digital Library

اثبات تنہا کوشش نمائند تا اثبات مجہول شود ؎

وانداعمی کہ مادرے دارد
لیک چون نے بوہم در نارد

القصہ سعی و اہتمام در نفی می باید کرد و ہیچ معلوم در خاطر نمی باید گذاشت۔

۵۹۔ حق سبحانہ و تعالےٰ تاجِ کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بروجہ اتم عطا نمودہ مستقیم دارد۔ ایں از پا در افتادہ گرفتار را بہ پرتوے ازاں مشرف گرداند و رعنایت نامہ جناب خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطۂ ناتوشتن کتاب بفلانے عدم ظہور احوال و مقامات است چہ حکایت رسمے راچہ نویسم عجب است نسبت محبت و وِداد طالب زواید اخبار نیست مجرّد صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرتِ بیچون و غلو محبت و گسستگی از ماسوی مطلوب است اللّٰھم ارزقنا بحرمة النبی و آلہ

۶۰۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ برادرِ عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دعائے مخلصانہ قبول نمائند کتابتے کہ مشتمل بر شرح احوال مشارٌ الیہما بود رسید۔ الحمد للّٰہ والمنة کہ دوستاں را باخود می دارد در خاطر بود کہ جواب ہر مقدمہ را علیحدہ بتفصیل بنویسم غایة الامر تا مشافہہ مذکور نشود تشفائے تمام حاصل نمی شود بنائہ علیہ ترک نمودیم بارے مجمل آنکہ حال محمد صادق بغائت اصیل است و حال شیخ احمد کہ گاہے توحید است و عبارت غائت شاہد است از علم بعین آمد و از گوش بآغوش دراں مقام نوشتہ محل تفتیش است کہ یا رب مطالعہ احدیّت در کثرت یا توحید صوری اگر اوّل است مبارک است و کمال و اگر دوم است بر تقدیرے اصیل است و بر تقدیرے معلول اکنوں محل تفصیل تقادیر نیست اگر سوم است خود البتہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشارٌ الیہ ناظر در دوم است انشاء اللّٰہ تعالےٰ کہ از قسم اصیل باشد دیگر آں رباعی[1] ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غائت سفاہت است حاشا کہ قائل

---

[1] رباعی ملحدانہ این است

اے در لیغا کیں شریعت ملّتِ اعمائی است
ملّتِ ما کافری و ملّتِ ترسائی است
کفر و ایماں ہر دو زلف و روئے آں زیبائی است
کفر و ایماں ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

(c) ketabton.com: The Digital Library

آں مقبولے باشند زنہار ادب نگہداریدکہ کارخانۂ الٰہی محل استغنا و غیرت است والسّلام

ایں رقعہ در جواب عریضۂ مخدومی ملاذی میاں شیخ احمد سلمہ ربہ نوشتہ شدہ۔

۱۶۱- بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ وتعالےٰ در مدارج کمال وتکمیل ترقیات بے نہایت کرامت نماید کتابتے کہ قاضی زادہ آوردہ بودند بشرف مطالعہ آں رسید بخاطر داشت کہ مفصلاً جوابے بنویسد در وقتے کہ بر سر آں آمد آں کتابت را نیافت الخیر فیما صنع اللہ الحق تحقیق وتشخیص ایں نوع سخناں جز بمشافہہ وحضور بدست نمی آید۔ چنانچہ مکرّراً تجربہ کردہ باشند بارے آں قدر کہ مے باید نوشت آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت را فنا ونیستی داشتہ اند و از فحوائے قدسی انتظام ایشاں چناں معلوم می شود کہ تا سالک بحقیقت تجلّی ذاتی نمی رسد ایں معنی بدست نمی آید تا در مشاہدات کہ در مراتب تنزّل است بند است گرفتار آں مشاہدہ است اگرچہ بدوام شہود و استقامت آنکہ عبارت از اتحّاد مشاہد و مشاہَد است[۱]۔ و فنائے آنکہ عبارت از استتار آنست در سطوت وحدت آں گرفتار در نظر نمی آید ہمانا کشف بقائے صفت ارادہ و فنائے مراد وات دریں مقام است فاذا کشف الاستار ای ظہر ستر تہا ظہوراً عینیاً واندرج العلم بین الساتر والمستتر حصل ما اشار الیہ الشیخ الکامل سید الاحرار فی وقتہ قطوبی لمن ادرکہ۔ ایضاً مشرب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمت وحدت وجود نیست آرے شہود و ایشاں شہود اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتے از علماء اشیاء را معدوم خارجے میدانند و ظہور ایشاں را در خارج چوں ظہور صور در مرآت می گویند و ذوقاً موجود جنیکے رانمی دانند و حضرت شیخ باوجود قوت شہود وارتفاع آں اشیاء را موجود خارجی می گویند و نیز فرق دیگر در حقیقت اشیا است کہ جماعتہ اولی مظاہر شیون اصل می دانند و ایشاں نیز و آنکہ بجہت قوت حال اشیا نسیاً منسیاً شدہ باشد امر دیگر است باوجود صفات وافعال را باصل نواہد داد و علماً و مقام لاتبقی ولاتذر از جملہ احوال است و آنچہ شیخ کبیر محی الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است حال را با علم نزاعے ہست اما علم را با حال نزاعے نیست ؎

من از شہر کلانم نہ از آں دِہ کہ تو ئی با ہمہ خلق جہاں دار مدارے دارم

[۱] باقاعدہ اعراب کے استعمال سے اسے لفظ تشاہد و مشاہد پڑھا جائے۔

Marfat.com

...om: The Digital Library

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ از اوبائے تمکین است۔ حق شناسی است در مرتبہ بحق آں قیام می نماید و آنچہ شیخ مہنہ[1] قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چوں سائل از حال سوال کردہ بود ایشاں نیز از حال جواب گفتند۔ والدعا

ایں رسالہ[1] بہ التماس یکے از مخلصان مخصوص الارتباط عظیم القدر شروع فرمودہ بودند۔ چوں آں عزیز از خدمت حضور بہ وطن خود رخصت شد دیگرے بہ التماس گستاخی نتوانست نمود و ایشاں را خود تقید بہ ایں امور نبود بل احتراز تمام ظاہر می شود بہ ایں سبب ایں رسالہ ناتمام ماند۔

۴۲ ۔ رسالہ ناتمام در سلوک۔ بداں ایدک اللہ تعالیٰ بنور القدس کہ طریق وصول بفنائے حقیقی دو است یکے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات را طریق نفی مندرج و لازم است و از اصناف طریق نفی یکے طریق غیبت و بیخودی است از لوازم وجود جسمانی خود وصفات او چوں بکمال ایں غیبت می رسند ظلمت حادثہ روئے بہ نورانیت می نہد و شعشعۂ آگاہی بجناب الٰہی ظہور می کند۔ چوں جذب باطن بجمال آں نور قوت می یابد بے شعوری از لوازم وجود روحانی نیز دست می دہد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گردد و شجرۂ سر دراں آتش حقیقی بتمام وکمال می سوزد۔ اکنوں دریں خلوت می تواند کہ کسوت معرفت پوشانند و بعد از سر بر آوردن ازاں گرداب دیدۂ آب را نیز تاب دہد لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ۔ ایں وجہ خاص است اقرب طرق است واسلم وادوم۔ رعایت وقوف قلبی کہ عبارت از توجہ است بقلب صنوبری موصل ایں طریق است و ہم چنیں رعایت بازگشت نیز در ذکر بوجدان مذکور ممد ایں طریق است و ہم چنیں بردن رابطہ از فضائے سینہ بجانب قلب صنوبری بتمام ہمت ممد ایں طریق است و ہم چنیں مجرد صحبت و نشست و برخاست باہم کناں از ارباب وصول نیز موصول بہ ایں طریق است و معنی اندراج نہایت در بدایت دریں طریق است خلوت در انجمن کہ یکے از اساس طریقۂ نقشبندیہ است بحقیقت دریں طریقہ است چہ ابتدا بجہت میلے کہ حق را سبحانہ بہ او ست متوجہ حق صرف می شود

---

[1] یعنی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ مہنہ سے مشہور ہیں۔

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

و در طرق دیگر چنانچہ بیان خواہم کرد خلوت باحق صرف نیست خلوت بہ انوار مکشوفہ و صور تجلیات و امثال آن است۔ وہمچنیں نظر بر قدم چہ ظہور انوار و ارواح کم است کہ بے پراگندگی نظر باشد۔ دریں طریق چوں سیرش مستدیر است نظرش تمام بر قدم است بل بر قدم چوں قدم سالک ہمال نظر است ہر دو یکے است وہمچنیں سفر در وطن چہ سیرش مستدیر است۔ روشن است کہ ابتدائے توجہ ایں سالک بوجہ الیست کہ منبع شیون و منشاء انسان است و سیرش بتمام مراتب ظہور نور اوست دیگر ہمیں سیر اصل صفات ذمیمہ از زمین باطن کندہ می شود بے آنکہ سالک خود را در مقام قلع آنہا بیارد و خاطر را پراگندہ و متفرق گرداند پس بحقیقت ہماں سیر حاصل است بے حرکت اقدام وہمچنیں ہوش در دم کہ عبارت از دوام توجہ است بجناب حق سبحانہ وتعالےٰ آں عینیتے کہ ابتداء ایں طریق است آں نیز از مقولہ توجہ است ہرچند کہ بجہت ضعف باطن سالک باخبر نباشد۔ مخفی نماند کہ از جملہ امورے کہ مناسب ایں طریق نیست یکے مطالعہ کتب صوفیہ و شنودن سخنان بلند ایشان است چہ جمال آں مواجید کہ بفہم سالک می آید خاطر او را بخود می کشد۔ و در ورزش ایں طریقہ علیہ فتور می افتد جمال ایں نسبت را مے بلند مگر منتہی۔ ازیں مقدمہ بدریاب کہ سماع کلمات و اشعار توحید آمیز و امثال آں چہ نسبت دارد۔ ایں ہم وقتیکہ در لباس نغمہ نباشد والا خارج مبحث است۔ سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد اما سماع طبیعی کہ سماع نغمہ است محل اختلاف است۔ عامۂ علماء حرامش میدانند و جمع مشائخ در مقام علاج تجویزش کردہ اند نہ آنکہ او را از قربات دانند و آلتی گویند جمعے دیگر جہت تزویج و تزئین مستحسن شمردہ اند۔ لیکن مبتدی را اہل آں نمی دانند چہ ہنوز از ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ طبیعتش بر ہماں نغمہ می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آں بے بہرہ می ماند و جمعے دیگر ہرچند کہ مباحش می دانند اولی ترکش را می گویند چنانچہ از قطب طریق خواجہ بہاء الحق والدین مشہور است کہ می فرمودند۔ نہ ایں کار می کنم و نہ انکار می کنم ایں مذہب صاحب فتوحات مکیہ است رضی اللہ عنہ۔ نزد ایں فقیر اسم سماع نغمہ قطعاً روحانی نیست رقت حاصلہ ازیں سماع را رقت طبیعت میگوید و حرکت او را حرکت طبیعیہ و میاں محل متحرک بسماع نغمہ و میاں سالک متحرک بحرکت دوریہ از استماع نغمہ ہیچ فرق نمی نہد۔ ہمدراں کتاب از ابویزید بسطامی کہ از مشائخ ایں سلسلۂ عالیہ است می گوید کہ او مکروہ میداشت۔ استماع

سماع

Marfat.com

...com: The Digital Library

نغمہ را۔ وہمدراں کتاب از اقطاب میاب کہ اکبر ایشاں صدیق اکبر را رضی اللہ تعالےٰ عنہ می گوید
ومنتہائے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ می نویسد کہ ایشاں قائل بسماع نغمہ نیستند و سماع مقید بنغمہ
را دین خالص نمی گویند و بحکم اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ترک او نمودہ اند ۔ ہمدریں کتاب حضرت
صدیق و سلمان فارسی و ابویزید بسطامی را کہ داخل شجرہ پیران ما اند از کبرائے ملامتیہ می نویسد و ملامتی
جماعتے را می گوید کہ در کسوت عامہ مسلماناں اند و در ظاہر بہ عملے از عامہ ممتاز نیستند و در تمام مقام شریعت
اند و متابع سنت ۔ چنانچہ سر ایں جماعت حضرت رسالت پناہ را صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم می نویسد۔
حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق ما نیست ۔ و آنکہ جمعے بجہت علاج تجویز کردہ اند و دریں طریق
سند نمی شود وچہ آں علاج عُبّاد و ذوی الاحوال و ذوی الاشتغال را ست ۔ مزاج شرب اہل ایں
طریق از چشمہ مقربین است عبّاد و ارباب احوال را ازیں مشرب نیست۔ و چوں ایشاں در مقام
لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ می در آیند و صبر مع اللہ را رعایت می کنند از
ذوی الاشتغال نیز نیستند ۔ سخن بہ طول انجامید و از خلاصہ مقصود باز ماندیم ۔ اکنوں بر سر مقصود
بیائیم ۔ دیگر از اصناف طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است ۔ صاحب ایں طریق عالم
را خالی محض می یابد ۔ سلطان وحدت از ورائے کثرت بصیرتش را بخود کشیدہ و ظلمت طبیعت غبار
دیدش شدہ ۔ لاجرم در برزخ حیرت محبوس و معطل ماندہ چوں آں کشمش قوت یابد و صورت خود را
نیز بر باد دہد و از غرابت مقام بر آید عروس مقصود در کسوت نور صاف جلوہ گر آید در تمام عالم حق
را یابد معری از نقوش و اشکال و الوان و تعدد ۔ بعد ازیں ہر چند کشمش قوی تر حجب ہستی کمتر آں
نور لطیف تر و چشم سالک روشن تر ۔ در مقام فنای جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میرسد بجہت
معیتے کہ میان رُوح و بدن ثابت است بینندہ نیز حق را می یابد لیکن بجہت وجود روحانی حجب مخفیہ
باقی اند چوں در ہمیں طریق عروج نماید جہات و معنی نورانیت بلکہ ایں دید را نیز گم کند حیران صرف شود
نہ عالم و نہ خلائے متوہم و نہ نور و نہ حضور چوں ایں حیرت غلبہ نماید فنا بمراتب وجود روحانی نیز برسد
بعد از افاقت اگر مراتب بقا حضورش بتدریج شود و تفاوت ہا در خود یابد کہ جز او کس نداند ایں
زماں حاصل معرفتش آنکہ در عرصہ وجود جز یک ذات نہ بیند اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی غالب ایں
است کہ صاحب ایں دید صور عالم را وہم و خیال داند و نمود بے بود شناسد و اگر از ہماں طریق

Marfat.com

اوّل بہ ایں وید برسد متحیّر شود وَھُوَ توحید المحبۃ وکشف الغلبۃ یعنی از غلبۂ محبت در نظر کشفش جز یک ذات نماند۔ غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال گوید۔ مخفی نماند کہ صاحب طریق دوم از طریق نفی اغلب آن است کہ سراو را از راہ رابطہ بسر مرشد واصل اتّصالے دست میدہد و از اں اتّصال نور را آگاہی کسب میکند و متوجہ طریق اوّل می شود لیکن بیشیا از انکہ آں نور مکتسب قوت گیرد وہم بہ تبعیت نظر مرشد نظر طالب بجہت عالم می افتد چوں آشنائے نور وحدت شدہ بوے مقصود از ورای صور روے او را دلتش را بخود می افگند فَیَظْهَرُ مَا یَظْهَرُ مِمَّا سَلَفَ مِنْ مَرَاتِبِ التَّحَیُّرِ۔ لیکن ایں چنیں طالب را بشارت است بوسعت دائرہ اگر فضلِ حق دستگیری کند و دریچۂ تحقیق بر رُویش بکشاید بعد از اں کہ بہ منتہائے جذبہ رسیدہ باشد سریان وحدت را در کثرت دریابد و مستغرق وحدت صرف شود فَاتَّحَدَ الشَّاهِدُ وَالشُّهُوْدُ وَالْمَشْهُوْدُ ؎

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سوی اللہ واللہ ما فی الوجود

ایں تجلّی تجلّی ذات است و مخصوص است بہ بعضے از کمل افراد انسانیت۔ اینجا از تعیّن اوّل حظے بگیرد و چوں تنزّل نماید و تا مرتبۂ شہادت برسد تمام موجودات عینک چشم بصیرتش شوند و آئینۂ صفات اصل گردند۔ تعیّن ثانی نیز عَلٰی حَسَبِ عَیْنِیَّتِهِ الثَّابِتَةِ در احاطہ اش در آید۔ تواند بود کہ عین ثابتہ اش مکشوف شود و خود را عین تمام موجودات بیابد و در ظاہر نیز تمام موجودات را مرأت خود بہ بیند و ہمچنیں تواند بود کہ اسم اَلْبَاطِنُ از جہت فوق وحدت تجلّی نماید و سر رشتۂ مقصود را گم کند ؎

سُبْحَانَ مَنْ تَحَیَّرَ فِیْ ذَاتِهِ سِوَاهُ

فہم و خرد بہ کنہ کمالش نہ بردہ راہ

ایں مقدمۂ تجلّی احدیّت است۔ در تجلّی احدیّت اسم اَلْبَاطِنُ رُو بہ ظاہر علم می نہد۔ فَهُوَ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ فَظَهَرَ مَا قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِی الْاِلٰهِیَّاتِ مِنْ مَرَاتِبِ التَّنْزِیْهِ وَالتَّقْدِیْسِ غَیْرَ اَنَّ التَّنْزِیْهَ قَدْ عَلَا وَاَسْقَطَ الشِّرْکَةَ فِی الْوُجُوْدِ فَالتَّوْحِیْدُ اِثْبَاتُ الْقِدَمِ وَاِسْقَاطُ الْحَدَثِ۔ اینجا درویش بیچارہ عاجز محض و مفلس صرف است۔ بعد ازیں ایں راہ را نہایت نیست اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا۔ مخفی نماند کہ در اثنائے ایں سیر و سلوک بعضے را وقائع و

...on.com: The Digital Library

کشوف دست میدہد چنانچہ خود را و عالم را تمام آب می یابد۔ یا باد یا آتش۔ علی حسب اللطافۃ۔ وہمچنیں آں آب را مثلاً خشک می بیند ومطلق از شعور میرود۔ ایں کشف در اوّل قدم است ۔مقدمۂ گم کردن صور عالم است تواند بود کہ در اثنائے ہمیں کشف حق در صور مثالیہ تجلی کند بل در صور حسّیّہ نیز و توحید صوریش دست دہد۔ چنانچہ خود را در عروج بیند و در نور عرش محو و ناچیز گردد۔ ایں مقدمہ احاطۂ شہود است ومطالعۂ وحدت در کثرت۔ چوں سخن بعروج رسید سخن واقعہ وکشف را قطع کنیم وطریق دیگر را از طرق نفی بیان نمائیم بداں اسعدک اللہ تعالےٰ کہ طریق دیگر از طریق نفی طریق معراج تحلیل است ۔ و دریں طریق نفی صفات بشریت می شود۔ وبقدر آں نفی سالک را مناسبت بمراتب علویات از سماویات وفلکیّات دست می دہد۔ چنانچہ در اثنائے کار خود را در عروج می بیند وبقدر خفّت بہ طبقات سماوات می رسد وبعضے را از ایشاں عجائب ملکوت مکشوف می شود وبہشت و دوزخ ولوحِ محفوظ وغیرہا در نظر می آید تا آنکہ بہ عرش الرحمٰن می رسند و در انوار ذی العرش محو و ناچیز می گردند۔ چوں دریں مقام تمکین می یابند وجذبات قویہ دست می دہد از ماوہ طبیعت بالکلیہ می برآیند۔ تولد ثانیہ بظہور میرسد ونور محیط وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ مکشوف می شود وبفنائے وجودی متحقق می گردند۔ مخفی نماند کہ ایں طریق گاہے در درجات طریق ثانی مندرج می گردد لیکن چوں بعضے را خالص ہمیں طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم ۔تحقیق آں است کہ اَلطُّرُقُ إِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ ہر کس را چیزے دیگر پیش می آید لیکن بحسب توجہ سالک منقسم بہ سہ قسم شد۔ بہ ایں کہ توجہش بوجہ خاص است یا بنورِ محیط یا بفوق العرش۔ اَلْاَوَّلُ هُوَ الْاَوَّلُ۔ كَذَا الثَّانِيْ وَالثَّالِثُ۔ ازینجا است کہ طرق اثبات را طریق رابع ساختیم چہ توجہ سالک در و بر اسم اَلظَّاهِرُ است اول قدم بتوحید صوری می افتد۔ میان او ومقصود ہیچ نیست کہ نفی کند وبمقصود برسد۔ ایں معنی بحسب نظر او ست نہ فِی الْوَاقِعِ۔ ولہذا از توجہ مرشد و از ابتداء قلبیہ سالک انجذابش بمقصود قوّت می گیرد وفی الجملہ از حس غائب می شود وتشکیکے در امتیاز صور می افتد وعالم بصورِ انوارِ مُخْتَلِفَةِ الْاَلْوَانِ از کدورت وحمرت وبیاض وصفرت وسواد وبیرنگی دَرَجَةً بَعْدَ دَرَجَةٍ عَلٰى حَسَبِ مَرَاتِبِ التَّصْفِيَةِ فِي السَّالِكِ ظہور میکند لیکن در ہر مرتبہ نظر بر ہماں بند است وہماں را حق میداند۔ چوں غلبتش قوت یابد و حق در کسوت نور بیرنگ مشاہدہ نماید لیکن عالم شہادت از میاں بتمام برخیزد۔ وجود وعدم او در نظرش نہ باشد ایں زماں بطریقِ ثانی در آید۔ اگر کششِ ہم چناں در قوت باشد از طریق ثانی ہم عروج نماید وبہ طریق اولی افتد لیکن

(c) ketabton.com: The Digital Library

نزدیک به اواخر منازل او چوں دریں وقت رسوخے پیدا کند و سر به آرد۔ باز نظرش به طریقِ اوّل اُفتد همه را حق یابد بیچون و بےچگوں نه نور و نه بیرنگی۔ و تواند که در همان طریق ثانی بآخر رسد۔ اگرچه در آخر نظر سالک طریق ثانی در غلبۂ حضور با نظر سالک اول یکے است چه سلوک سالک اول در مرتبه سیر او ست و درجاتِ غیبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل او در همان مرتبهٔ صراط او صراطِ مستقیم است۔ چوں سالک طریقِ ثانی را هم نظر راست و صراطِ مستقیم و ست می دهد هر دو نظر یکے می شود فرق به وسعت و ضیق می ماند اگر همچناں در ضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد هر دو یکے است۔ مخفی نماند که از اقسام ترقی ترقی بطریق کشف است که عالم مثال ـ الخ

۶۳۔ من هیچم و کم ز هیچ هم بسیارے
از هیچ و کم از هیچ نیاید کارے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کرده را شرم می آید که نام عزیزان خود برم چه جائے آنکه از ایشاں سخن گویم امّا چوں بعضے از برادراں مومن را بایں حقیر حسن ظنے شده ازیں جهت که بزرگاں را خدمت و ملازمت کرده و زیارات مزارات که خانواده حضرت خواجگان قدس الله تعالے سرّهٗ می فرمایند ـ غیرِ حق هر ذره کاں مقصودِ تست
تیغ لا بر کش که آں معبودِ تست

همگی همت براں دار که ترا هیچ بایستے در دل غیرِ حق سبحانه نباشد هرچه غیرِ حق سبحانه در دل ترا بخود مشغول گرداند به لَآ اِلٰهَ اِلَّا الله گفتن آں چیز را از دل خود دور کرده چناں کن که آں چیز را دشمن خود دانی همیشه از حق سبحانه به نیاز آں خواهی که بغیر خود به هیچ چیز گرفتار نگرداند ـ

ترا یک حرف بس در هر دو عالم
که بونا ید ز جانت بے حندادم

پس اگر مبتدی خواهد که مشغول شود باید که اهل را کوتاه گرداند و حصر کند حیاتِ خود را بر نفسیکه وے در آں است و دریں نفسیکه آخر انفاسِ خود دانسته است بذکرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الله بایں طریق مشغول شود که در لَآ اِلٰهَ هرچه غیرِ حق است از دل دُور کند و در اِلَّا الله حق عزّ و جلّ را بمعبودی و محبوبی ملاحظه

…ion.com: The Digital Library

کند چنانچہ ہر بارسے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ گوید بدل گوید کہ نیست ہیچ معبودے مگر حق و چناں کند کہ ہیچ ترک نہ کند بہمہ حال باین مشغول باشد قدم اوّل در توبہ نصوح است و اعتقاد درست بطریقہ اہلسنت والجماعت و عمل بموجب کتاب و سنّت و باز داشتن از ہرچہ شریعت ازاں نہی کردہ بعد از اقتصار برادائے فرائض و سنن و بعضے نوافل از شکر وضو و اشراق و چاشت و نماز تہجّد را مشغول شود چنانچہ مسطور است حضرت ایشاں می فرمودند کہ تا حق سبحانہ و تعالےٰ بر بندہ بصفت ارادہ تجلّی نکند آں بندہ سلوک اہل اللہ نمی کند و مرید کسے نمی شود و در رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چوں ارادت از پیش حق سبحانہ و تعالےٰ باشد پس امر عظیم است و از ارواحِ طیبہ ایں بزرگواران ہمت و استقامت طلب نماید ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق
وادیم نشاں ز گنجِ مقصود ترا
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

۶۴۔ حق سبحانہ و تعالےٰ عاقبت امور را در مرضیاتِ خود فرود آرد۔ آنکہ نسبت قرابت خود را ذکرِ نام و نشاں مسطور نساختیم۔ اندیشہ بجز آں نبود کہ طلب بجہتِ اقربا خصوصاً ایں نوع قرابت نزدیک خود است و نفسِ امّارہ مارا خوش نمی آید کہ تذلّل طلب بکشد۔ کار را بہ خدا بگذرانیدیم کہ از پردۂ غیب چہ ظہور می کند۔ حق عزّ شانہ کافی مہمات است۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔

۶۵۔ در علوِ استعدادِ شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است در سرہند کثیر العلم و قوی العمل۔ روزے چند فقیر با او نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقاتِ او مشاہدہ کرد بآں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا ازو روشن گردند۔ بحمد اللہ احوالِ کاملہ او مرا یقین پیوستہ ایں شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد۔ ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندے را دعاگو ملازمت کردہ از جواہر عالیہ دانستہ استعدادہائے عجب دارند۔ فرزندانِ آں شیخ کہ اطفال و اسرارِ الٰہی انبا بجملہ شجرۂ طیبہ اند۔ انبتہ اللہ نباتاً حسناً الغرض بجہت کثرتِ عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقاتِ آں جماعت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

است. اگر از وجه چهل یک هر سال قدرے معین بآں خانواده برسد چنانچه کاتب قسمتے درمیاں ایشاں قرار دهد. بغایت مستحسن است صورت خیر بسیار هر چند که اندکے باشد رکن عظیم از خیرات خواهد بود. فقرا ارباب الله اند ولهذا ئے عجب وازند زیاده جرأت است.

۶۶- حق سبحانه وتعالیٰ بفضل خاص که دل بیار و دست بکار داشتن است برساند هر چند که درجات ایں دو گنجینه بے شمار است وبکمال آں متحقق شدن بس دشوار لیکن بقدر وسع دست از ایشاں باز داشتن زیادتی ظاهر است. شرح کلمتین را علماء طریقت وشریعت متصدی شده و از عهده آں برآمده اند مجمل بیان ایں کلمه آخری که تعلق بشریعت دارد و مدار علیها کلمه اولیٰ است و اصل همه سعادت وناگزیر تمام ارباب عقل است تکلیف ترویج یجوز لایجوز نمودن وبظهور آوردن آں نسبت بخود وبغیر خود حکمت وبصیرت قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

در حاشیه کتابتے که یکے از یاراں حاضر بجناب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشته بودند ایں سطور مرقوم قلم مشکیں رقم کردند.

۶۷- به شیخ تاج الدین. خاطر محباں ومخلصاں نگران ملاقات فائض البرکات می باشد بااحسن وجوه میسّر گردد کتابت علیحده که نوشتم بواسطه سستی وضعف بود روزے چند عارضه داشتم هنوز بقایائے آں مانده فریاد از گرفتاری خلق وغیرت حق سبحانه وتعالیٰ صورت شفقتے از باطن بندهائے خود ظاهر ساخته بحکم بندگی بار آں می باید کشید دریں نشاء آنچه بریں کس است همیں است الشفقة علی خلق الله والتعظیم لامر الله زیاده چه نویسم.

۶۸- سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ مَنْ لَدَيْكُم. دیوانهائے ایں می گویند که دو سال دیگر خواهی ماند و بعد ازاں مختاری حکایت بسیار در سبب تعبیر اهتمام سابق می کنند بارے اراده ما آں است که تاسی ما توقف کنیم بعد ازاں هر چه بظهور رسد.

ع تا درمیاں خواسته کردگار چیست

Marfat.com

...on.com: The Digital Library

اما شما بعد از رمضان عبوری بایں جانب بکنند و آں جوان طلبا را نیز با خود بیارند و در اثنائے سیر وطیر و از دل او خبردار باشند فیلاً و قتیکه آں صورت را بر کرسی دیده بود بعد از شعور حال دل او بود او را یقین بکدام صفت حق سبحانه پیدا شده بود از حاضری و ناظری وغیر ہما ہم چنیں در کشفے از احوال وے خبرے بیابند انشاء الله تعالیٰ منتهی کرده دیگر مستعداں راه به بهره از دست ندہند آں جواں انصاری را نبایست گزاشت که او و لطفاً و قہراً او نگهداشت ادمی باید کوشید انشاء الله کجا خواهد رفت ایں زمان خاطر متوجه آمدن او بکنید۔

۵۹۔ به شیخ تاج الدین۔ برادر ارشد شیخ تاج الدین دعائے مخلصانه و سلام مشتاقانه قبول نموده ملتفت و متوجه حال فرو ماندگان بادیه تعلق و گرفتاری باشند ے

صد ملکِ دل به نیم نظر می تواں خرید
خوباں دریں معامله تقصیر می کنند

والسلام علی من اتبع الهدیٰ عزیز من ہدایت مطلق در پرتو ما زاغ البصر و ما طغیٰ است که باطن سالک گرفتار ذات بحت باشد نشانش آنکه با وجود دوری جمیع مقامات و مشاہدات و مراتب ظہور در نظر ہمتش حقیر نماید ے

رندی چند اند کس ندانند چند اند
برنسیه و نقد ہر دو عالم خندند

صاحب ایں حالت بشرط گسستنش ازیں حالت به مقام بندگی رسیده مظہر اسم الغنی شود فقرش بنہایت رسد۔ الفقر اذا تم هو الله۔ ایں است ایں معنی بے استغراق کشش الٰہی و دریافتن آنکه ایں کشش از دست باد و صور کائنات و اشباح عالم سرابش نیست میسر نیست والدعا۔

یکے سادات عالی فطرت که از مقبولان ارشاد پناه بود بواسطه کثرت جاه و دستگاه در زمرهٔ خادماں و خانقاهیاں داخل نشد اما از نشست و برخاست که او را میسر شده بود و فائده ہائے عظیم باو رسیده اگر خود از آں وقوف چنداں ندارد و بعضے ازیں فوائد اگرچه احتمال دارد که بواسطه صحبتہائے

پراگندہ برہم زند امّا در بعض دیگر مستقیم ماند۔ غرض کہ باوجود گرفتاری دنیا مستحق نصیحت و مرحمت بود ایں رقعہ باو نوشتہ بودند۔

۷۰۔ بہ یکے از سادات۔ حق سبحانہٗ و تعالےٰ بمیراثِ کامل بہرہ مند گرداند۔ میراث آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیّات علم و حال و مقام است اکنوں شمار است علم بیگانگی و حضور قدرت تامہ و وکیل بندگان بودن و لطیف و رؤف نسبت بمطیعان و قہّار و جبّار نسبت بجبّاراں و عاصیاں و غفور و رحیم نسبت بشکستگان و نادمان و عذر خواہاں و علم بہ انحصار سعادت در طریق شریعت و متابعتِ سنّت و از احوالِ محبت خدا و رسول و متابعان و نیازمنداں و محبت آنچہ مرضی خدا و رسول است از متابعت شریعت و تعظیم اہل او و از مقامات مقام رضا و جود و شفقت و ترویج شریعت لطفاً و قہراً بقدرِ وسع و امکاں و آنچہ از لوازم است عمل بمقتضائے من آتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ علوم و احوال و مقامات بے نہایت میسّر گردد انشاء اللہ العزیز۔

ایضاً بہ یکے از امراء عالیشان کہ ببرکتِ الطاف مغفرت پناہی ارشاد و سنگاہی از صفت خود و بعض صفات دیگر بہرہ تمام یافتہ بود۔

۷۱۔ بہ یکے از امراء۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ از عنایت بے علت خود نصیب کامل عطا کند۔ اصل ہمیں است ہرگاہ دریچہ عنایتِ فروا فتادہ مفتوح شود۔ ہم سرش نگران عظمت ہم روحش مصیقل بمحبت ہم دلش تسلیم احکام کتاب و سنّت ہم تنش در مقام استقامت قائم خواہد بود و مقصودِ آفرینش ہمیں است باقی از معارف و کمالات اگر وجہی روئے نماید کہ دریں اصول مخل نیفتد نورٌ علی نور و الا ھباءً منثوراً۔ پس طلب بظہور غائت رابمقتضائے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ تاممکن است در مقام متابعت میباید بود اگر بحسب بشریّت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیازمند بودہ دریوزہ از دلہا می باید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کارگر افتد الحمد للہ و المنۃ کہ ایں طریقہ را نیک می ورزند و بسے راز دلہائے سالم را نیک خواہ خود می گردانند اللّٰھم زد و حال کاتب عظیم شوریدہ و بے سرانجام است۔ سخنے کہ از و تراوش کند بہ ہیچ مصلحتے نمی شاید بمقتضائے علم خود کہ ایماں براں دارد سخنے می نویسد چہ تواں کرد۔ چوں اشارتے بتحریر ایں نوع سخناں بود ناچار جرأت نمود والا می دانم

...bqa.com: The Digital Library

کہ من کیائی ایں موعظہ ام مرامی باید کہ از ہر چہ گمان نیک و بدیراں بودہ ام توبہ کنم و ہمیشہ بکلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ برطبق عامہ مسلماناں تجدید ایمان خود می کنم تا نفس بآخر رسد و از ایں وا مگاہِ شیطاں صورتِ ایماں بدر بوم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فرمانی نفس سرکش از عہدہ ایں کار ہم نمی توانم برآمد تا عاقبت چہ شود۔ ایں قدر ہست کہ کار بہ ارحم الرّاحمین است ع

کس با تو زیاں نہ کرد من ہم نہ کنم

الحمد للّٰہ اوّلاً و آخراً و ظاہراً و باطناً

---

۷۲ ـ حق سبحانہ و تعالےٰ کارہا چنانچہ باید بسر انجام نماید ـ

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم

ہمیں قدر بکنی کز خودم جُدا نکنی

حاصل آنکہ دل با یار و تن در کار می باید بُود تصوّف یکسُو نگریستن و یکساں زیستن است انشاء اللہ تعالےٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بہ امرائے مذکور قلمی یافتہ

۷۳ ـ ایضاً بہ یکے از اُمرائے مذکور۔ حق سبحانہ و تعالےٰ محفوظ دارد و ظاہر بکرم و باطن بنور دل شکستہ و جان مشتاق عطا فرماید بالجملہ مجموع لطائف وجود را در صراط مستقیم بندگی متمکن دارد و ایں گرفتار را در سلک ایں آزادگاں محشور گرداند۔ بمنہٖ و کرمہٖ ـ

ایضاً بہمیں امرا سعادت یار نوشتہ شدہ بود ـ

۷۴ ـ ایضاً بہ یکے از اُمرائے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرفِ خدمتِ درویشاں و مقتدایان طریقت کردہ و در طریقۂ مشائخ ترک عظم شاہنم مجاز و متعیّن اند متوجہ زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ تعالےٰ کرامۃ گشتہ اند بجہت غربت و ناشناختن اوضاع ایں دیار و بعد موسم فی الجملہ تفکر و تاملے دارند چوں ملجاء غربا و مشفق فقرا و مضطرین بالفعل جز درگاہ نقابت و سیادت طہر اللہ تطہیراً نیست

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

رُو بآنجا آورده اند اِنشاءالله تعالیٰ بوجہ احسن تلافی فرموده از انوار مکرمت محظوظ گردانند۔

۷۵۔ حق سبحانہ وتعالیٰ بمنتہائے مطالب برساند۔

یکے لحظہ از دُوری نشاید | کہ از دُوری خرابی ہا فزاید
بہر جائیکہ باشی با خُدا باش! | کہ از نزدیک بُودن مہر زاید

لایزال العبد یتقرب اِلیَّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ الی آخر الحدیث یعنی ہمیشہ بندہ بزوائد عبادات کہ غیر فرائض است بمن تقرب میجوید و بمواہد مرضی و قبول من شود تا آنکہ بواسطہ ایں سعی و کوشش من اورا دوست دارم چوں بدوستیش برگزینم جذب عنایت من اورا از و بستاند من عین قوی وجوارح او شوم بمن بیند بمن گیرد و بمن رود الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود و اورا جل شانہ حاضر و ناظر خود در جمیع امور می باید دانست و در مجموع خیرات و مبرات مقصود لقائے او و رضائے او می باید داشت تا بمنتہائے عالی ہمتاں رسیدہ شود۔ حق سبحانہ وتعالیٰ آں عاجز فرومانده را بمرادش برساند بالنبی وآلہ الامجاد۔

بہ شخصے از مخلصاں نوشتہ بود۔

۷۶۔ بہ شخصے از مخلصاں۔ وفقکم اللہ فیما یحبہ ویرضاہٗ محبوب و مرضی حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ در کتب کارشناسان حقیقت بیں مبین است۔ خلاصہ تطبیق عقائد بعقائد سلف صالح مداومت عمل بروفق مذہب اماحی از آئمہ حقہ است از فروغ ولوازم ایں سعادت محبت منتسبان حضرت نبوی است از سادات وعلماء دین وفقرائے صادق معرا از بدعت والحاد قولاً وفعلاً تحقیر مخالفان وعقائد ایشاں مقرون است وہم چنیں فروغ بآں نور است دستگیری مظلوماں ورفع حاجت محتاجاں وعفو مجرماں ومساہلہ درحساب زیردستان مگر آنکہ امرے از حقوق شرعیہ فوت شود آں قدر کہ ازیں جملہ میسر شود۔ سعادت است بترک بعض ترک کل نتواں کرد۔ والسّلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔

۷۷۔ حق سبحانہ وتعالیٰ آں نخل سیادت وطہارت را از ثمرات اصلیہ برومند گرداند بمنہ وکرمہ ان

Marfat.com

...com: The Digital Library

بدت عین من الکرم الحقت اللاحقین بالسابقین خداوند است آنچہ خواہد کند بہترین وسائل بایں سعادت نیاز و فروتنی و دلجوئی بانیکاں بل عامہ اہل ایمان است توشتن امثال ایں امور صورت تحصیل حاصل دارد ولیکن از عالم تذکیر امرے بظہور می رسد۔

مستورہ کہ داعیہ طلب در باطنش پرتو انداختہ بود۔ چوں شرفِ صحبت میسرش نبود از عورات مشغولہ مستفید می تو انست شد چہ ایں چنیں عورات کہ لیاقت صحبت داشتن و فائدہ رسانیدن مستورات در آنہا پیدا شدہ بود دراں شہر ہیچ یکے نبود ند از رُوئے شفقت ایں صحیفہ برائے مستورۂ مذکور لطف فرمودند۔

۷۸ ۔ بمستورۂ حق تعالٰے وجل وعلٰے توفیق کامل رفیق گرداند۔ سرمایۂ سعادات متابع فرمان الٰہی و پیروی سنّتِ رسُول او بُودن است وخود را از ہرچہ نباید کرد از غضب راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن و بمتاع بے مدار دنیوی نظر انداختن وخود را از سائر مخلوقات بزرگ دیدن وسفرِ آخرت را فراموش کردن نگاہ داشتن است بعد از عزیمت تحصیل ایں صفات اگر قبول خداوندی دررسد کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ را آہستہ تکرار می کردہ باشند و در وقتِ تکرار بفراغ خاطر عالم و عالمیاں را از نظر اعتبار انداختن شرط ظہور نتیجہ است حق سبحانہ وتعالٰے در ہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظر است وظیفہ طالب صادق آنکہ چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منتظر نظر رحمتے باشد۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بدانی کہ اصل فراغ دل لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن وترک اختلاط بیہودہ گویاں و دنیا طلباں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمہ ات از وجہ حلال نباشد مقصود جمال نخواہد نمود۔

صمت و جوع و سہر و عزلت و ذکرِ بدوام
ناتمامان جہاں را بکند کار تمام

والسّلام و الاکرام

---

۷۹ ۔ سرمایہ ہمہ سعادت ہا محبّت ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللّٰہ العزیز بوجہ اتم میّسر گرددان

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بدت عین من الکرم الحقت اللاحقین بالسابقین ؎

تو مگو ما را بر آں در بار نیست

بو کریماں کارہا دشوار نیست

القصہ ہمیشہ امیدوار و نگراں می باید بود و ہیچ کارے را مانع ایں نگرانی نمی باید ساخت بالجملہ غم ہیچ چیزے نمی باید خورد۔ ہر زیانے کہ در ہر کار شود گو شو گفتہ اند جمعیت آں است کہ از ہمہ بمشاہدہ واحد پرداز ی و رکلمات قدسیہ خواجہ پارسا است کہ جمعے گماں بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقہ ابد ماندند و فرقہ بیقیں دانستند کہ جمعیت اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند خدا تعالے بحرمت محمد مصطفےٰ و منتسبان آنحضرت علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات و اکمل التحیات ایں گرفتار را بکمال ایں جمعیت برساند حقیقت ایمان کندن و پیوستن است۔

مصرع ؎ یعنی از غیر کنی دل بخدا پیوندی

عاقبت کار با اوست ؎

گر بروی عذر پذیرت برند

ورنہ خود آئند و اسیرت برند

۸۰۔ حق سبحانہ و تعالے با علی مرتبہ انقیاد مشرف گرداند۔ عزیزے بہ یکے از دوستانِ خود می گفت صوفی مشو مُلا مشو ایں مشو آں مشو مسلماں شو توفنی مسلما والحقنی بالصّالحین الغرض گاہے بجہت حصول ایں مطلب برائے ما فاتحہ می خواندہ باشید ایں را بہ تکلف حمل نہ کنند، کہ مسلمانی کار بزرگ است۔ بی موہبت الٰہیہ بدست نمی آید دائرہ کسب ازاں خالی است حقیقت تصوف نیز ہمیں مسلمان شدن است تصوف یکسو نگریستن و یکساں زیستن۔ والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔

ایں رقعہ بہ یکے از درویشان عہد نوشتہ شدہ۔

۸۱۔ بہ یکے از درویشانِ عہد سبحان اللہ نمی دانم کہ چہ نویسم پایۂ کمال آنحضرت ازاں رفیع تر است

...ion.com: The Digital Library

که نظر دانش هر پست رسمے ازاں دریابد تا لحظۂ بستانش و بیان چگونگی آں وقت خود را معمور دارد لا احصی ثناء علیک خود بزبان حال در خلوت خانہ وجود خود با خود داستان زیبائی خود درمیان داری بلے ترا می سزد که مستور قباب عزت را نظاره کنی لا یحمل عطایاهم الا مطایاهم و اگر فضل ازاں کوتاه نظراں درمیان آورده دخور را بقدر استعداد ایشاں بایشاں نموده آں را نیز باتو نمی توانند شمرد در اظهار آں عاجز آمده چاره جز آں نمی بیند که بکلمۂ جامعہ انت کما اثنیت علی نفسک اکتفا نمایند چه آں نمودن که اظهار جمال خود کردن است حقیقت ثنا راست الحق ایں خوشتر چوں تو رازے راکه درخور تست باخود داری ما نیز رازیکه درخور ماست درمیاں نمی آریم ؎

هر که رو هم رنگ یار خویش نیست
عشق رو جز رنگ و بوئے بیش نیست

هیهات چگونم ایں امانتے است که از تو بما رسیده ایں را نسیاً منسیاً ساخته و حق را پوشیده داغ ظلومی و جهولی می باید مبتلا شد لا ایمان لمن لا امانة له مگر ازینجاست ما عرفناک حق معرفتک دریں مستشهد جمع است زیبا تر آنکه از ننگ کذب نیز مبراست ؎

آنرا که فنا شیوه و فقر آئین است
نه کشف و یقین نه معرفت نه دین است

اگر صاحب ایں مقام شمار ثنا را ازاں نسبت ما ئے و منے سلب نماید یعنی از ثنائے جمالی منسوب نیست عجبے نیست هر چند که ایں کلمه خیر از مقصود فی الجمله بیگانگی داشت اما چوں سررشتۂ سخن بآں جا کشید و در تحقیق معنی حدیث دخلے داشت عنان قلم دست رفت اکنوں وقت رجوع و بازگشت است

ع   از ما همه عجز و نیستی مطلوب است

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ دریں صیغۂ حدیث لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک از راه تاویل بہ پنج صورت مبین گشت چنانچه به تامل شافی معلوم می گردد. مجموعه هائے مکارم اخلاق مخدوم زاده هائے آفاق بندگی قبول نمائند همان سخن است

؎ زبان سیرت هر کس ثناگر است او را
چه احتیاج بمداح دیگر است او را

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

۸۲ - بدانیکه کہ[1] حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بود پاک نژادترین آدمیان ہیچ نخواندہ بود و اہل آں ولایت کہ او در آنجا زائیدہ شدہ و کلاں شدہ نیز خواندہ نبودند آرے پدران پیشین ایشاں ہمہ چیز کہ آدمیاں را می باید داناتر بودند و بہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم در ایشاں نماندہ بود ناگاہ خدائے تعالےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بیافرید و آشنائے خود کرد خدا را چنانچہ بہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ را فرستاد کہ یا محمدؐ بگو کہ صفات مرا بآدمیاں و جنیاں بگوید و از ہرچہ رضائے من دراں نیست ایشاں را منع کند و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں با ایشاں تعلیم کند اوّل فرشتہ آنہا را چنانچہ خدا گفتہ بود بجنسہٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجماعتے کہ بدیدار پاک او مشرف بودند رسانید بایں تقریب خدا تعالےٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواسطہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد اکنوں بندہ مومن را می باید کہ بدل یقین کند کہ ہرچہ دراں کتاب است و ہرچہ محمدؐ کہ فرستادہ و برگزیدۂ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزباں نیز بگوید کہ خدا یکے است و محمدؐ فرستادۂ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر دانست می باید کہ از دانایاں تحقیق کند کہ ما را دراں کتاب چہ فرمودہ است چہ چیز می باید دانست و چہ کار می باید کرد دراں کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و ہمہ چیز دانایم و بر ہمہ چیز قدرت دارم و ہرچہ خواہم می کنم و ہمہ چیز می شنوم و ہمہ چیز می بینم ہر کس از رگ گردن او نزدیک ام قہار و جبارم با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پری و فرشتہ و زمین و آسمان و سنگ و چوب و ہرچہ درانہا است ہمہ را من ساختہ ام و می سازم ہرچہ پیدا می شود ـــــ من پیدا می کنم و ہرچہ نابود می شود من نابود می کنم لیکن رسدن آتش را بہانہ ساختہ است تا در دنیا ہر کس او را بشناسد و کار او را نہ بیند بداند کہ او یگانہ است دریں کارہا ہیچ شریک و وزیر و کارکن و یاری دہ ندارد و ہرچہ غیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است دیگر دراں کتاب فرمودہ کہ بندگی من بکنید و آں بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں است و دیگر حق حقداراں نگہدارید از مادر و پدر وغیرہ و بر ہیچ کس ظلم نہ کنید علم ایں ہا بسیار است آہستہ آہستہ از دانایاں تحقیق کنید دیگر بدانید کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش رُوترین و خوش خلق ترین آدمیاں بود ذات او از ذاتہا پاک تر، دل او از ہمہ دلہا روشن تر تمام اولیاء گدایان درگاہ اویند۔ ہرچہ در آدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر داشت و ہم چنیں

[1] بدانیکہ کے بعد "کہ" غالباً زائد ہے۔

Marfat.com

Marfat.com: The Digital Library

خدا تعالیٰ ولی او را خانہ خود ساختہ بود ہر چہ می گفت از خدا می گفت و ہر چہ می دانست از خدا می دانست و ہر چہ می کرد بقدرت خدا می کرد و الحال نیز ہم چنیں است و تا خواہد بود ہم چنیں خواہد بود۔ چنانچہ کسے را جن می گیرد۔ دریں وقت ہر چہ می گوید و ہر چہ می کند جن می کند ایں مثال بعینہٖ نیست ایں مثال از برائے آنست کہ بدانید کہ قرب او بر ہیچ قرب نمی ماند۔

بعد از آنکہ جناب مخدومی استاذی میاں شیخ احمد سرہندی بدرجۂ کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از بس وید عظمت و لے نہایت حضرت مقصود عز قدرہ و مزید طلب کہ آخر نفس حضرت ارشاد پناہ ہے خود را مبتدی می دیدند و نظر در حاصل خود نمی انداختند۔ مکاتیبات بروش مذکورہ بمخدوم مذکور شرف صدور می یافت و در خلاء و ملا بر وفق ایں مضموں ناطق بودند و کمالاتِ جناب مشارٌ الیہ را زیادہ از انچہ سلیقہ کاتب در قلم آرد از حضرتِ ایشاں شنودہ در چنیں اوقات بہ ایں عنایت نامہ نوازش فرمودند۔

۸۳۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلیٰ مرتبہ کمال و اکمال برساند ؎

وللارض من کاس الکرام نصیب

تکلفے نیست آنچہ حقیقتِ حال است نوشتہ می شود۔ پیر انصار قدس سرہ می فرمودند کہ من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود باوجود پیریش مریدی من می کرد۔ ہر گاہ صفت آں بے صفتاں ایں باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند و از ہر کجا بوئے بمشام ایشاں برسد در پئے آں نروند۔ اکنوں توقف و اہمال ما نہ از استغنا و بے نیازی است موقوف اشارت است۔

؎ چوں طمع خواہد ز مَن سلطانِ دیں
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

بارے نسخہ حال و ارادہ ما ایں است خدا بر آنچہ می باید معتقد گرداند و از عجب و پندار مخلص بخشند۔ بقیۃ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چوں وقت فقیر مقتضی آں نبود تضیع اوقات ایشاں و ادون از مسلمانی نہ نمود لاجرم بصحبتِ شما فرستادہ شد۔ ان شاء اللہ بقدرِ استعداد بہرہ مند گردند و توجہ لطفِ کامل بیابند۔ والدعا

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعد از ترکِ مشیخت و شروع در مزید انزوائے سوائے چند نفر مخصوص ہمہ حاضران را در اوّل فرموده بُودند کہ بخدمتِ اُستادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ بروند۔ چوں گسیختن ایں چنیں مخلصاں بیک بارگی ازیں درگاه بغایت امرِ دشوار بو ملول شدند۔ آخر جمعے را بالطاف و ترغیب راضی کرده فرستادند و آنہا کہ بے رضا بمحض امر عالی می رفتند منع کردند و دراں وقت ایں عنایت نامہ نوشتہ شده بُود۔

۸۴۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ وتعالے بکمال صفا برساند۔ جمعے از دوستاں کہ گرفتار بار وجود ما بُودند۔ چوں ما در مضیق وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ در بند مصلحت فکر و عقل ما اقتضائے آں کرد کہ دریں بوتشکال از مقابلہ ایں بوقلمونی دور افتاده در تحت اشعۂ آفتاب شہودِ زندگانی نمائند انشاء اللہ العزیز بہ نیکی و پاکی آخر رسد فوائد جماعت و صحبت محقّق است و روشن چہ حاجت اظہار ے

ما گرفتاریم بر ما ناوکِ بیداد ریز

سنبل و گل بہ کنارِ مردم آزاد ریز

استغفراللہ من جمیع ماکرہ اللہ۔ دیگر دیری است کہ از احوال شریف خود چیزے رقمے نفرموده اند انشاء اللہ العزیز خیر مانع باشد بعد از بوتشکال اگر راه استخاره باشد خواہد آمد و الا فلا لیکن آنچہ در استخاره ظاہر شود بما بنویسند اگر تعبیر خود نیز نویسند نورٌ علیٰ نور۔ والدّعا

۸۵۔ اللہ تعالے فقرا و مساکین درمانده را از برکات برگزیدگاں بدر مانے برساند۔ مدّتے است کہ نیازے بدرگاہِ ولایت عرض نکرده ایم آرے ایں پاک کلمہ را قاصدان صادق حامل می توانند شد بحمد اللہ ایں قسم خود صورت می بندد۔ دیگر چہ توان لیسم سخن درویشاں بحضرت شما نوشتن بغایت بیشتری است و حکایت اوضاع صوریہ بسیار بے جا الغرض ما را حد خود می باید دانست و از فضول احتراز می باید کرد۔

Marfat.com: The Digital Library

در ایامیکہ ترک مشیخت فرمودہ اند۔ انزوا و تنہائی با زیادتے می پذیرفت نیز یاراں
متابعت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند از خانہ باہل مسجد در ترک تعظیم ہائے مریدانہ
ایں رقعہ را نوشتہ بمسجد فرستادند۔

۸۶۔ بہ اہل مسجد۔ معروض مخادیم می گرداند کہ روزے چند مصلحت خود دراں می بیند،
کہ بمقتضائے کلمہ قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ در شیخی را بر بند و دریاری
را بکشائے عمل نمودہ آید اکنوں التماس آں است کہ ہم چناں کہ کرم نمودہ متابعت
را ترک نمودہ اند تواضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نمایند در نشست و برخاست و
آمد و شد مسجد ہماں معاملہ کہ بمرزا حسام الدین و خدمت مولینا یوسف و امثال ایشاں
می نمائند بفقیر نیز نمایند خرد و بزرگ از دولہ تا میاں شیخ الہداد بریں عمل نمایند انشاءاللہ
مثاب شوند۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مستعدے روزے چند گاہ گاہ بدیں آستان آمد و شدے می کرد و بواسطہ کمی
اختلاط بخادمانِ ایں درگاہ و مصاحبان قاصر ہمت و کثرت اُمیدواراں و فرزنداں نتوانست
کہ تحمل فقر نماید و صلاح درسعی معیشت او ہم ندیدند اضطراراً رخصتے گرفتہ برائے کسب
معیشت رفتہ بود عزیزے از علما کہ از راہِ معنی بہرہ ہا دارند۔ چوں بمستعد مذکور قرابتے
داشتند کہ مشارُ الیہ ازاں سفر مراجعت نمودہ بکسب کمال اشتغال نماید بعرض رسانیدند
کہ در ترغیب آمدن او چیزے قلمے فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آں عزیز کتابتے کہ مشارُالیہ
بمستعد مسطور نوشتہ بود طلب داشتہ درظہر آں ایں چند سطر را نوشتند۔

۸۷۔ بہ مستعدی۔ اللّٰہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور
ہر چہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسم بارے فرصت
وقت بلکہ وقت و نفس را غنیمت شمردہ بمقتضائے آں زندگی می باید کرد۔ دریغ کہ ایں عاجز
گرفتار را قوتِ کار نماندہ و اگر نہ بتوفیق اللہ تعالےٰ دریں دو روزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی

Marfat.com

خودمی داشت و درجستجوئے کیمیائے مقصود تگ و دوے می نمود و زندگانی فدائے ایں راہ می کرد۔ حق تعالے دریں افتادگی نیز دردے و آشوبے کرامت فرماید کہ کار دو جہاں خود را در قبضہ اقتدار نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین۔ امید از ان برادر آن است کہ روئے بر خاک بہ نہند و برائے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخواہند کہ دعاءُ الغائب للغائب اسرع اجابۃ آمدہ والدّعا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

رسائل

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

در بیان حقیقت نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدان اَفْنَاکَ اللہُ تَعَالٰے وَ اَبْقَاکَ بِہٖ

کہ نماز را حقیقت است و صورت است و ظہور حقیقت او موقوف است بمشرف شدن بموت اختیاری و طلوع این شرف از راہِ سلوک مبنی بر دہ اصل است اوّل توبہ دوم زہد سوم توکّل چہارم قناعت پنجم عزلت ششم ذکر ہفتم توجہ ہشتم صبر نہم مراقبہ دہم رضا و طالب صلوٰۃ حقیقی اگر مستعد نزول جذب الٰہی باشد و قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک داشتہ باشد وظیفہ او آنکہ بعد از طہارتِ باطن بتوبہ نصوح و خالی کردن دل از آرزو ہائے نفسانی و روحانی کہ مفرز ہد است و توجہ بحضرت حق سبحانہ نماید توجہ مجمل ہیولانی الوصف پاک از اعتقادات مستحسن و مستنکر و کلمہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا را شعار باطن خود سازد ہمکین کہ کشش غیبی در رسد و او را از و بستاند و معنی وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ بے او در و جلوہ گر شود چون او را باز با دید ہند تعطش زیادہ شود و تعلقش قوت گیرد و حقیقت مراقبہ کہ انتظار حصول مقصود است بظہور آید طہارتش را اصغائے دیگر پیدا شود بر تو تجلّی ذاتی بزبان حال یا او بے علتی و بے نیاز بے مطلب را در میان نہد معنی توکل را کہ بیرون آمدن از رویت اسباب است در یابد۔ اگر لطف حق مدد نماید ببیند کہ توجہ نیز از و است خود را ازیں صفت خالی شناسد اَللہُ اَکْبَرُ مِنْ اَنْ یَّتَوَجَّہَ اِلَیْہِ[1]۔ ایں جا رو نماید ایں زمان توجہ دیگر پیش آید وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ را بزبان دیگر بخواند حواس و قوایش بتمام از عمل معزول شوند بصفت عزلت متحقق شود۔ و بوارثت قبول خطاب فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَةً لَّکَ پیدا کند از عہدہ امر وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ بر آید تنزیہ حق

---

[1] الیہ میرے نسخہ میں بھی یہ لفظ الیہ لکھا ہوا ہے لیکن از روئے عربیت درست نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے : اَللہُ اَکْبَرُ مِنْ اَنْ یَّتَوَجَّہَ اِلٰی غَیْرِہٖ (ترجمہ : اللہ بہت بڑا ہے اس سے کہ توجہ اس کے غیر کی طرف کی جائے)۔

Marfat.com

...h.com: The Digital Library

کند وسبحانک اللهم وبحمدک گفتن گیرد قدم در مقام توحید و اتحاد بنهد ازین جا بآن ترقی کند که کل کائنات را مضمحل و ناچیز یابد کلمه لا اله غیرک سر از نقاب نواری برآرد این جا خلاصه قناعت در مقام نیستی اش بیفگند. باز تواند بود که واذکر ربک اذا نسیت لباس دیگر پوشیده کار فرمائے او شود خود را بعد قرار داده بمشقت علم صبر نماید در این موطن حکمت ارسال رسل و نتائج تکلیف پرورش سازند نعوذ نموده بے تکلف شروع بقرائت نماز کند فتح دیگرش او دہد و بصراط مستقیم شود و بسعادت رضی الله عنهم و رضوا عنه برسد چون در این مقام متمکن شود هم فی صلوتهم دائمون وصف حال او شود این است صلوٰۃ حقیقی ـ اگر کنه ذات بر او تجلی کند خواه درین منزل و خواه بیش ازین در منزل فنا حقیقی باطنش از مجموع امور سرو شود و در نایافت گریبان گیر جانش شود و معنی انتهای عدما لا عود له دلنشینش گردد.

رباعی ؎

جانا بقمار خانه رندے چند اند ||| با مردم کم عیار کم پیوند اند
رندے چند اند کس نداند چند اند ||| بر نسیه و نقد هر دو عالم خند اند

تواند بود که فقرش به نهایت رسد و مظهر اسم الغنی شود هنوز درد مند باشد این درد است که مقصود آفرینش است عبادت نه وجه اجلس درد است ؎

۱. درد تو تا بر دلم را درد تو ||| لیک نے در خورد من در خورد تو
۲. درد چند انے که میدانی فرست ||| تا توانم آنچه بتوانم فرست
۳. ذره درد از همه آفاق به ||| ذره درد از همه عشاق به

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلة العارفین از حضرت قطب المحققین غوث الاسلام والمسلمین خواجه احرار نقل کرده اند که ایشان می فرمودند که از خدمت مولانا جلال الدین رومی پرسیدند که عقل چیست، فرمودند که عقل آنست که به هیچ چیز آرام نگیرد جز حق سبحانه و حق آنست که به هیچ وجه مدرک نشود و هم چنین رشتهٔ این حروف از جناب ارشاد مآب مولانا خواجگی امکنگی قدس الله سره استماع دارد که از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک واسطه از مولانا اسمٰعیل

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

شیردانی نقل می کردند که تجلّی در ذات بحت نمی باشد

دُور بیستانِ بارگاه الست

بیش ازیں پے نبرده اند که هست

بلکه اتفاق محققین است که ذاتِ مُطلق محاط علم نمی شود سواء اضیف الی الخلق او الی الحق۔ جاہلے گوید که محاط علم ناشدن بنفی معلومیت نمی رساند چه حقیقت علم احاطه است جناب ولایت مآب شیخ الله بخش علیه الرحمۃ که مرید محبوس حق و مجذوب وجه مطلق میر سیّد علی قوام جونپوریؒ بودند بر مشرب تفرید و گرشتگی تام بودند و نهایت همیں را می دانستند الحق ایں چنیں است ایں معنی از گرفتاری بذات بحت است و حقیقت کلمه لا اله الا الله حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره در رساله قدسیه از خواجه بزرگ نقل می کنند که می فرمودند در بدایت جذبه هرگاه توجه به روحانیت اویس قرنی رضی الله عنهٗ کرده می شود اثر آں توجه بے تعلقی تام از علائق صوری و معنوی بود۔ و ایضاً در همان رساله از حضرت خواجه نقل می کنند که هرچه دیده شد و دانسته شد همه غیر است نفی مقصود نیست مقصود ذات بحت است او در علم نمی آید

نیست کس را از حقیقت آگهی　　　جمله می میرند با دست تهی

پس خلاصی گرفتاراں جز بآں نیست که بحسب انفاس بنفی وجود و لوازم او تشبه شده معنی الفقر لا یحتاج مرتبه را تازه سازند صفت گرفتاری و غیر آں را با صلی حواله کنند سبحان الله از غرض دُور افتادم غرض بیان حقیقت صلوٰة و صورت صلوٰة اکنوں بر سر مقصود بیائیم چوں بیان صلوٰة حقیقی نمودیم شروع در صلوٰة صوری نمائیم۔

صورت نماز

لیس کمثله وهو السمیع البصیر۔ تحقیق ایں معنی نه در خور حوصله تُست ترا ایں بسکه بدانی که حضرت حق جل شانهٗ بے چوں و بے چگونه ایست که به هیچ وجه در احاطه ادراک نمی آید لا تدرکه الابصار با ایں نیز محیط هر ذره است و همه ذرات

Marfat.com

...com: The Digital Library

عالم آئینہ صفات ر دیئند ہر کجا۔ علیست علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت او علیٰ ہذا القیاس ہمہ صفات رو ئند کہ از پردہ مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست مخلوقات نمودی اند بے بود چنانچہ در آئینہ می نماید لیکن آئینہ ہم چناں صاف و پاک از صورت۔ صورت نہ در روئے آئینہ است نہ در درون او نمودی است بے بود۔ چوں معنی را دریافتی بر تو باد کہ مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چناں دانی کہ ہر چہ در تو است از علم و قدرت و سائر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چناں خالی۔ و بے ما حصل۔ بل تو ہیچ نہ نمودی بے بود در خارج ہماں حق است و بس لیس فی الدار غیرہ دیار۔ و ہم چناں بر صرافت بیگانگی خود و منزہ از انکہ جسم و جسمانی و جوہر و عرض باشد و موجود و غیر او موجود بے نہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کہ فرستادہ اسم جامع اللہ است ف
و بحسب حقیقت علیہ او با او کتاب جامع ہمراہ ہماں آئینہ صاف است کہ بجہت ظہور باحسن صور و تقلید باحکام و آثار آں صورت جامع در کسوت بشریت در آمد و اسم محمدیہ گرفت پس بر تو باد کہ حفظ مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نکنی و احکام شریعت را نیک نگہداری و سعادت جز در متابعت شریعت ندانی ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ و علےٰ آلہٖ و اصحابہٖ و سلم۔

مختصر بیان توحید

کان اللہ ولم یکن معہ شی کلامے است از مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا بظہور رسیدہ والآن کما کان کہ باقتباس از انوار آں مشکوٰۃ بر زبان بعضے از اکابر صوفیہ جریان یافتہ ملحق است بآں۔ چوں دیدہ می شود کہ اکثر متصوفہ ایں دیار مدار ایں سخن را بر توحید می نہند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظہر قط بے خبر باشند اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من شر ذلک الاحتیاط والاحتیاط

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بخاطر چناں آمد کہ کلمہ چند در بیان حقیقت آں علی سبیل الاجمال بنویسد۔ بدانکہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی اشارہ بمرتبہ اطلاق است و تقدم آں بر سائر مراتب تقدم است ذاتی۔ چہ نزد عقلائے کشف مقرر گشتہ ارواح کمل قدیم است الآن کما کان عبارت است از آنکہ او ہم چناں بر صرافت اطلاق خود است ظہور مقیدات جلوہ اطلاق را پردہ انداختہ۔ در آں حضرت ازل و ابد ظاہر و باطن در یک نقطہ جمع است چوں ذرات عالم حی زمان متعارف موہوم الاتصال بمجرد ظہور بعدم می روند و قہرمان وحدت حقیقی بظہور می رسد پس درمیان ہر دو آں دریائے لاتناہی اطلاق حبابا است کہ از کوتاہی ظہور مقیدات نسبت بایں ہمہ اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف کل شئی ہالک الا وجہہ را منتظر بیند و آنکہ می گویند حفظ ما بین النفسین دو نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر دالا عارف را چہ احتیاج است بحفظ ما بین النفسین او از و منفک نیست چہ در اصلاح بین وجہ در غیر آں گویم الآن کما کان عبارت است از آنکہ اشیا نمودی است بے بود۔ بوئے از وجود خارجی بمشام او نرسیدہ ہم چناں در علم آرمیدہ یا گوئیم اللہ تعالے اعلم کان اللہ بعد از ظہور وقتے بودہ باشد کہ طالع اللہ الآن آن است و الآن کما کان نیز ہم چناں با آنکہ الآن کما کان بایں معنی صحیح است و اگرچہ کان اللہ بمعنی اول باشد یعنی در نظر شہود من ہم چناں بود۔

رباعی

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے	از ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے
ہر سر کہ ز اسرار حقیقت گویم	زانم نبود بہرہ بجز گفتارے

آنچہ تو گشتی آب دہ و آنچہ عبداللہ فرا آب دہ۔

معنی تعوذ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی پناہ می گیرم بخدا از شر شیطان راندہ شدہ استعاذہ پیش از قرأت قرآن چہ در نماز و چہ در غیر آں بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ

Marfat.com

(c) ket... Digital Library

علیه وسلم فرض کرده بر امت متابعت او و سنت شده شک نیست که آنحضرت علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات در وقت تکلم به کلمه تعوذ باعلی مرتبه معنی آن متحقق بوده اند پس طریق متابعت آن است که بمجرد گفتن این کلمه اکتفا نه نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محض شناخته در دفع وساوس شیطانیه التجا بقادر مطلق بیارند تا قرائت کلام او خالی از کدورت اندیشهای پراگنده شیطانیه دست دهد۔

مخفی نماند که این قسم تعوذ از مقوله توکل است یعنی خدای را سبحانه وکیل خود اخذ کردن و قدرت روی اندود خود را بگوشه گذاشتن این توکل از فروع ایمان است چه هر که ایمان آورد و بآنکه آفریدگار جزو کل الله است و دانست آن را که هر فعلی و صفتی که از وی و از غیر او بظهور می آید همه بمحض قدرت آفریدگار است وحده لاشریک له زانکه در خزینه هستی او امری موجود است یا البته موجود خواهد شد که بآن دفع ضرری یا جلب منفعتی نماید۔

حضرت حق سبحانه بعد از آنکه پیغمبر خود را امر بتعوذ کرده می گوید انه لیس له سلطان علی الذین آمنوا و علی ربهم یتوکلون یعنی پناه بخدا بگیر از شر شیطان رجیم که نیست تصرفی و سلطنتی شیطان را بر آنها که ایمان آورده اند و بمقتضای ایمان پروردگار خود را وکیل خود اخذ کرده اند اینک شاهد صادق بر آنچه بیان نمودیم انشاء الله العزیز ما را نیز نصیبی کامل ازین برسد۔

فصل در کلمات قدسیه احراریه نوشته اند که هر ضعیفی را که با دشمن قوی کار افتد چون بصدق و یقین تام از حول و قوة خود بیرون آید هر آینه بحول و قوتی از پیشگاه مؤید شود که بآن حول و قوة بر اعدای دین و ملت غلبه تواند کرد۔ خدمت مولانا محمد قاضی که از خلص اصحاب آنجناب بوده اند نوشته اند که ایشان هرگاه در مهمی با اهل زمان خود از سلاطین و حکام چیزی می نوشتند ساعتی سکوت فرموده معطل می ماندند و بعد از آن شروع در کتابت می نمودند و سر سکوت و تعطیل را هم خود می فرمودند که ساعتی خود را از خود خالی ساخته در مقابله کبریای الهی می سپارم بعد از آن می بینم که قلم از جای دیگر جاری می شود من قطعاً در میان نیستم مقصود از ذکر این سخن آنکه اگر هنگام تعوذ و اراده تلاوت بحقیقت ابتلای که مورث این قسم تعوذ شده کاملی متحقق شود بقرب فرائض مشرف خواهد

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

شد چنانچہ فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ را اکابر تحقیق دریں مقام داشتہ اند در آں وقت زبان قاری حکم شجرہ موسیٰ علیہ السلام خواہد داشت۔ بیت ؎

بے شک آں آواز ہم از شہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

و کلام امام محقق جعفر صادق علیہ التحیۃ کہ فرمودہ انی اکرم آیۃ حتیٰ اسمع من المتکلم را شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین علیہ الرحمہ ہم ازیں مقام داشتند۔ ابیات ؎

چوں پری غالب شود بر آدمی

گم شود از مرد وصف مردمی

ہر چہ گوید آں پری گفتہ بود

زیں سر در زاں سرے گفتہ بود

چوں پری را ایں دم و قانون بود

کردگار آں پری خود چوں بود

رشحہ۔ حقیقت مراقبہ انتظار است وصد اسئے انتظار در طلب مقصود است در حالتے کہ طالب از حول و قوۃ خود بیروں آمدہ باشد و مشتاق لقائے مقصود و مستغرق بحر ہوائے او باشد حل ذکرہ۔ و بیدحول و قوت اعتبار کوشش است و انتظار آستانہ کشش۔ ایں قسم مراقبہ جز منتہی و قریب الانتہار اوست نمی دہد۔ لہذا ابو الجناب نجم الدین کبریٰ قدس سرہ در بیان دہ اصل کہ مدار سورت بالارادۃ بر آں داشتہ ایں مراقبہ را اصل ہشتم ساختہ۔ لیکن بلندی عاشق را تقلید منتہی می باید کرد و خود را از حول و قوۃ خود بر آوردہ انتظار محض می باید بود اما سائر مراقبات کہ مطلوب را مقید بشکل و مثال و علم و خیال کردہ در عرصہ تعقل آرند فرود ایں است و معلول ؎

ہر چہ پیش تو پیش ازاں رہ نیست غایت فہم تست اللہ نیست

لا و ہو زاں سرائے روز بہی

بازگشتہ جلیب و کعبہ تہی

حضرت سبحانہ و تعالے پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاذا قرأت القرآن

Marfat.com

...on.com: The Digital Library

فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم مخفی نیست کہ ایں امر مفرد الی اللہ وتقرب الیہ است چہ استعاذہ التجا بکسے بردن و در جوار او رفتن است۔ پس معنی متابع را سزاوار است کہ بعد از دید عجز خود در پناہ حق بگریزد و حق را در دفع وساوس بوکالت اخذ کند یعنی بہ تمام مستغرق انوار او شود و در ادائے کلمات و تدبر معانی او توجہ را پراگندہ نکند کہ او حافظ و وکیل است چنانچہ می باید بظہور می آرد۔ حضرت امام ہمام حسن ابن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما می فرمودند حق سبحانہ تعالےٰ وشل را یعنی خاطر غیر را ہنگام نماز در ما نیا فریدہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا در فقرات احراریہ مسطور است کہ نسبت ما بحقیقت نسبت اہل بیت است و از آنچہ ایشاں نسبت خود را شرح دادہ اند روشن می شود کہ معنی سخن حضرت امامؑ آنست کہ ہنگام نماز در سر ما نشانے از ملک و ملکوت نیست نہ آنکہ اینہا ہستند لیکن لباس غیرت از بر کشیدہ اند چنانچہ اکابر فرمودہ اند کہ در قرب نوافل جہت خلقیت مغلوب جہت حقیقت است ؎

چوں تو سازی بہ ان زنا فلہا
بدیار قبول قافلہا
بر قرائے تو وحدت اطلاق
غالب آید بقدر استحقاق

در قرب نوافل با باوجود لباس نسبت غیریت از ایشاں بر افتادہ چنانچہ ارباب توحید صوری رامی باشد۔ بداں ایاک اللہ بنور القدس کہ ایں قسم نعوذ منتہی را دست می دھد و نزدیک بایں کسے را کہ نہا نتش در بدایت مندرج باشد لیکن جماعتے را کہ بہ یقین ایمانی مشرف اند مرتبہ انجبر احساں رامی باید از دست ندہند الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک پس در اثنا تلاوت چناں ببینند بشنند کہ او ایشاں رامی بیند و ایں عمل را در حضور او می کنند۔
تنبیہ بعض از عرفا فرمودہ اند کہ انسان مرکب است از روح و ہیکل محسوس و امر بہ استعاذہ مر مجموع را است۔ آنچہ نصیب روح بود خود از کلمات سابقہ معلوم شد۔ نصیب بدن آں است کہ از مظاہر اسم المضل چوں رفقا بد و آکل و ملابس منہیہ و سائر اوضاع مکروھہ اجتناب نماید

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

وروئے توجہ بمظاہر اسم الهادی بیارد از مجالسان موافق واوضاع مشروعۂ مسنونہ ۔ ولضیب زبان تکلم بآں کلمہ است لیکن اگر استفادہ کاملہ بدست نیاید اذاں بہ تمام نہ باید محروم شد اگر در محلہ جمعے منحرف باشند ہمہ را منحرف نباید گذاشت ۔

اللهم ارزقنا العمل بما فيه والسّلام على من اتبع الهدىٰ

معنی بسم اللہ و سورۂ فاتحہ

بسملہ کہ در اوائل سور است بپیش علمآ حنفیہ بجہت افتتاح قرأت است نہ داخل قرأت واگرچہ بقول اصح داخل قرآن است پس قاری در خواندن بسم اللہ این ارادہ می کند می افتتاح قرأت خود بنام اللہ الرحمٰن الرحیم می کنم اسم مبارک اللہ را در عرف طائفۂ صوفیہ قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم سہ اطلاق است یکے ذات احدیت و دیگر ذات متقیّد بمرتبہ الوہیت دیگر احدیت جمع مطلق لیکن مناسب حال کاتب و سامع مرتبہ دوم است کہ قبلہ توجہ سالکان و آرام گاہ مشتاقان و رب عالمیان و مالک یوم الدین است ۔

مرتبہ اوّل از عبارت و اشارت منزہ است ۔ مرتبہ سوم واسطہ گمراہی بسیاران توقف و تعطیل سائران و مزلّہ پاکان است اکنون شرح ہماں مرتبہ دوم کہ معشوق عالی ہمتان پاک نظر است ۔ بنامم ۔ اللہ اسم ذاتی است مستجمع جمیع صفات کمال آنچناں ذاتے کہ او بود باصفات کاملہ خود و عالم نبود و اکنون کہ عالم از عرصہ عدم بہ تنگنائے خیال آمدہ او ہم چناں برقرار خود است بپیش گاہ بقا و ثبات او را است و دیگران در معرض فنا و ممات جل من لا الٰه الّا ہو لا تفعل کیف ہؤلا ما ہو اگر نہ ذاتش پرسی لا تفکروا فی ذاتہ واگر از صفاتش پرسی قرآن مجید علیٰ ما یفهم منه اهلُ اللسان من العلماء السنة مبین ان ليس كمثله شئ وهو السميع البصير اگر ظاہر است اوست چہ مدار ظہور لفعل و اثر است و فعل و اثر از و ۔ واگر باطن است ہم اوست و بدہ سد کہ محرم حریم شہود است در مطالعہ کمال او خیرہ است و چشم سر کہ رئیس کارخانہ نمود است در مشاہدہ جمال او خیرہ اوست کما اقرب من حبل الوريد است و او است کہ فعال لما يريد است ۔ رحمٰن

(c) ketabton.com: The Digital Library

اسم ذات است به اعتبار افاضه وجود مر حقائق ممکنات را این اسم خاص واجب است دیگرے افاضه وجود بشر نتواند کرد و هر چند که رحمتش عام است ۔ رحیم اسم ذات است باعتبار افاضه سائر نعم تا بعد مر وجود را این اسم عام است چه دیگرے نیز بتوفیق حق بعضے انعامات می تواند کرد لیکن معنی اش عام نیست چه همه موجودات در همه وقت منعم علیه نیستند الحمد لله باتفاق علما معنی آن است که هر چه از جنس ستائش و ثنا است مختص بالله است ۔ مقصود ازیں اظهار جمال حق است نه اخبار باین علم و لهذا نفس الحمد لله نیز ستائش است علمائے اهل سنت می گویند که عالم با جمیع ذوات و صفات و افعالش در عرصه وجود نسبت بخلاق عالم چوں نقوش است در صفحه کاغذ نسبت به نقاشے اگر جزوے از نقش نیک نماید ویکے آں را ستائش کند بے تکلف ستائش نقاش است اگر گفته شود که این سخن منجر بجبری شود می گوئیم که اهل سنت در آدمیاں صفت اختیار را بے آنکه اثرے براں مترتب شود مخلوق می گویند و بایں قدر از جبریه امتیازے یابند ۔ اهل تحقیق از اولیائے مکاشف بر صحت این معنی مجتمع اند اللهم ثبتنا علی القول الثابت ۔

وصل صوفیۂ موحده قدس الله تعالے ارواحهم که از خواص اهل سنت اند با وجود علم اوّل و تحقیق این می گویند که نقوش صور کونیه که بقدرت کامله حق سبحانه و تعالے در عرصه نمود آمده اند از تجلیات اسم بزرگوار آں ظاهر اند و حق سبحانه بحسب صفات و شیون خود در کسوت ایں ها ظهور نموده بل هر دو بیک ظهور ظاهر گشته اند و لهذا صاحب فتوحات مکیه رضی الله تعالے عنه می گوید ۔ سبحان من اظهر الاشیاء و هو عینها ای فی الظهور چه حقائق عالم مظاهر صفات و شیون اند فی العلم ۔ پس اگر الله ذات احدیت بخواهند جمیع محامد از وجه دیگر نیز راجع باو می شود و این علم بغایت غامض است هر چند مجمل تر ۔ بهتر رب العلمین پرورنده عالمیاں است ذکر این صفت درین مقام از برائے تحقیق اختصاص جمیع محامد بالله می تواند بود الرحمن الرحیم بخشنده وجود است و دهنده لوازم وجود از آنچه نا ج عالم است ۔ ذکر این هر دو صفت بعد از ذکر ربوبیت اشارت است بشمول تربیت مر جمیع نعم را ملک یوم الدین متصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفت بعد

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

از ذکر رحمت بشارت عظمیٰ است مر عاصیان است را ایاک نعبد و ایاک نستعین
یعنی همیں ترا عبادت می کنیم و همیں از تو استعانت می جوئیم در ایں دو امر دیگرے را شریک
تو نمی گردانیم تواند بود که ازیں عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن
بنده است بر وفق اراده الٰهی و مضطر بودن در زیر قضا و قدر را و دریں صورت ایاک نعبد
بحسب معنی مثل مالک یوم الدین می شود یعنی مالک جمیع احوال و اوقات توئی و ایاک
نستعین تا آخر داخل دعا است یعنی از تو یاری می جوئیم که صراط مستقیم را نمائی تا سلوک بر آں
صراط نمایم و عبادت اختیاری من بر وفق رضائے تو شود و در صورتے که ایاک نعبد بر عبادت
اختیاری محمول باشد مقصود از آں اظهار انقیاد خود است و مقصود از ایاک نستعین یا همان
معنی که مذکور شد یا اظهار آنکه ایں انقیاد را هم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات در ایں
انقیاد اهدنا الصراط المستقیم یعنی بنمائی مارا راه راست صراط الذین انعمت علیهم
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین یعنی صراط جماعتے که بر آنها انعام کرده آں جماعت .
چنانچه هم در کلام الٰهی بر آں تصریح شده . نبیین و صدیقین و شهدا و صالحین اند نه راه جماعتے
که غضب کرده بر آنها و هم چنیں نه راه آنها که راه گم کرده اند . اجماع صادقاں و محققاں است
که صراط مستقیم صراط اهل سنت و جماعت است از آنچه در الٰهیات و نبوات و علوم آخرت
گفته اند .

وصل : صاحب کتاب فتوحات مکیه رضی الله تعالیٰ عنه عقیده چند بر عقائد
ظاهر علماء افزوده . بے آنکه نفی آنها کند چه خلاف عقاید سلف صالحین جز ضلالت و خرابی
بهیچ نیست بحمد الله تعالیٰ اعتقاد ما بریں قرار گرفته و امید می داریم که بریں بمیریم و بریں محشور
شویم . اکنوں شرح عقیده آں بزرگ را در الٰهیات نمائیم بنمائی مارا صراط انبیاء و صدیقاں نه صراط
آنها که همه خلق می بینند و از مبدأ خبرے ندارند خواه خلق صرف می بینند چنانچه دهریه و طبیعیه
که ایشاں مغضوب علیهم اند و خواه بعنوان خفائیت می بینند چنانچه بعضے از صوفیا که در توحید
صوری معطل و مجوس اند که اضله الله علیٰ علم . در حق ایشاں درست است تمام مجود و امثال
خود گرفتار اند و روی توجه از مبدأ گردانیده اند ایشاناں ضال مضل اند و نه راه آنها که همه

Marfat.com

(c) ket... the Digital Library

حق می بینند نه لیس عالم را خیال محض و شعبده صرف می انگارند مثبد ایشان نیز از راه بر آمده اند بپهلو بر سوفسطائی می زنند و نه راه آنها که وجود دید حق و خلق خلق را وجود علیحده اثبات می کنند چه راه ایشان نیز شاهراه انبیاء نیست مراد ازیں راه همان معرفت است نه باین معنی که معرفت ایں ها خلاف معرفت انبیا است حاشا۔ ایشان برگزیدگان اند آرے معرفت ایشان آن وسعت ندارد که معرفت انبیا۔ پس صراط مستقیم در معرفت باعتقاد آن صدیق کامل دید حق و خلق است لیکن خلق را وجود علیحده نے بل چوں وجود صورت در مرأت که می نماید که هست و بحقیقت نیست و ایں نمود بقدرت کامله حق پیدا شده و خلق عالم عبارت ازیں اظهار است و عالم در علم حق ثابت است نه آں اثبات که علماء متکلمین در صور علمیه نسبت باذهان می گویند بل ثباتے از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی بحسب شیون و صفات در علم تنزل نموده۔ و حقائق عالم ظاهر گشته و ایں حقائق بعد از عود باصل و ظهور در وجود چوں ظهور صورت در مرأت مخلوق و ممکن شده و آثار و افعال ظاهره از ممکن از اصل است چوں ممکن پرده دار شده بحکم لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اَنَائِه محبوباں را در تصور می آید که فعل و اثر از ممکن است والهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم آمیں چنیں باد بسم الله الرحیم اکابر تحقیق قدس الله تعالے ارواحهم تعظیم ظاهر مخلوقات را از ادب مقام معرفت داشته اند چه ایں ها مجالی جمال مطلق اند۔

وصل۔ بداں ایدک الله تعالی بنور القدس که مظهریت ایشاں مر مطلق را نه باین معنی است که ایشاں عین مطلق اند تعالی الله عن ذالک علوا کبیرا بل باین معنی است که بحکم لون الاناء لون مائه صفات و افعال مطلق از پرده ایں ها بحکم لون الماء لون انائه هم برنگ ایں ها ظهور کرده و ارباب مشاهده را دریں اجتماع و کثرت بصیرت کامله جز بر نور ذات نمی رفته نه بآں معنی که ذات در ادراک ایشاں می آید بل هستی او بر نعت ذوق و محبت و استهلاک و اضمحلال می یابند مثلا آئینه فرض کنیم که از غایت صفائے آنکه صورتے بر او افتد هستی او را نمی تواں یافت اگر یکے عاشق آئینه باشد و در پرده صورت چشم بصیرتش شعاع آئینه را دریابد و از سلطنت محبت و شوق مستغرق هستی

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

او شود تواند گفت کہ جز ذات آئینہ نمی بیند خصوصاً کہ بایں سر مطلع شود کہ صورت ظاہرہ بر روئے آئینہ است و درمیاں موجود نیست بل نمودی است بے بود موجود ہماں آئینہ است وبس و بہ انتہی الکلام وتم

بیان سورۂ والشمس

والشمس وضحٰہا یعنی سوگند بآفتاب و نور او در ضمن ذکر نور اشارت است بآنکہ تعظیم آفتاب بجہت نور اوست تا ارباب اشارت دریابند کہ تعظیم مظاہر بجہت ظاہر می باید کرد نہ بجہت نفس مظاہر والقمر اذا تلٰہا یعنی سوگند بقمر وقتیکہ درپے رود آفتاب را و قدم بر قدم او بنہد در تنویر مراد ماہ تمام است۔ ایں آئینہ با وجود بشارت سابقہ اشارت است بہ تعظیم جماعتے کہ بجہت کمال پیروی اقتباس نور از مشکوٰۃ آفتاب محمدی نمودہ اند۔

بیت ؎

بنی چوں آفتاب آمد ولے ماہ

مقابل در مقام لی مع اللہ

حضرت حق سبحانہ در قمر ذکر نور نکرد چنانچہ بعد از والشمس وضحٰہا چہ قمر را نورے نسبت کاذبہ کہ قمر ہماں نوری است کہ از آفتاب بر او منعکس می شود لہٰذا در قرآن مجید قمر باسم نور مذکور شدہ وجعل القمر فیہن نورا تواند بود کہ معنی ایں باشد کہ سوگند بقمر وقتے کہ درپئے آفتاب رود یعنی بر ہماں خط کہ آفتاب می رود۔ او رود یعنی سوگند بقمر در وقت کوفت آفتاب چہ قرب او با آفتاب دریں وقت بیشتر از اوقات دیگر است و مشابہت او بمستوراں قباب غربت دریں محل روشن تر جہت باطلش مستغرق نور آفتاب است و جہت ظاہر گرفتار پردۂ حجاب دریں آیت تنبیہ است بآنکہ بسا شریف وعظیم باشد کہ شرف وعظمت او را اندانند پس باید کہ بے تامل تحقیر کسے کردہ نشود و تواند کہ اشارت باک باشند کہ ہم چناں کہ تعظیم مطلق ہر لطف می باید کرد تعظیم مظاہر قمر نیز باید کرد۔ مراد بمظہر قمر دریں اشارت آن است کہ قمر از ولظہور رسد نہ آنکہ قمر بر او واقع شود۔ والنہار اذا جلّٰہا یعنی سوگند بروز روشن کہ

Marfat.com

Marfat: The Digital Library

غبار طلوع و حجاب ابر و ظلمت ہوا نداشتہ باشد واللیل اذا یغشٰھا یعنی سوگند بہ شب
وقتیکہ بپوشاند نور آفتاب را مراد شب تار است کہ نور شفق و تابش قمر دراں نباشد چہ
ہر یک ازیں دو نور آفتاب است ایں شب بکمال شبیہ رسیدہ تواند بُود کہ مراد شب خون
باشد کہ دراین شب نور آفتاب کہ در آئینہ ماہ ظاہر است پوشیدہ می شود و دریں شب ماہ داخل
ظلّ ارض است بخلاف شبہائے دیگر و ایضاً تواند بود کہ مراد شب ایام بیض باشد چہ
آں شب بجہت روشنی کانہ کہ آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر ہا فراموش می سازد ولہذا
ایام بیض می گویند یعنی دراں اوقات شب نیست ہمہ روز روشن است۔

وصل: صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالے عنہ آں مؤدب عارف می فرماید کہ
اسبائی ایام بیض مثال ظہور حق در خلق است چہ دراں شب آفتاب در قمر ظاہر است و ہم
چنیں قمر کہ در اسم نوریت با حق سبحانہ شریک است در خلق ظاہر است حق سبحانہ و تعالے
نور را از اسما خود شمردہ اللہ نور السمٰوٰت والارض و قمر را نیز نور گفتہ قال اللہ تعالے
وجعل القمر فیہن نوراً بلکہ حق بظہور قمر بحسب ایں اسم ظاہر است ولہذا روزہ کہ آں
نیز از مقولہ ظہور حق در خلق است دراین ایام معتبر آمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخبراً انّما
ان صیام ایام البیض صیام الدہر یعنی اشارت فرمودہ کہ صیام ایام بیض از شناخت
صیام دہر است و دہر از اسما اللہ تعالے است چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ لاتسبوا الدہر
فان اللہ ہو الدہر یعنی رعایت ادب نسبت با دہر بکنید کہ او دراین اسم شریک است
با حق سبحانہ پس بندہ بمنزلہ قمر است و روزہ بمنزلہ نور قمر و حق ظاہر بحسب ایں نور در قمر بمنزلہ
شمس ولہذا در حدیث صحیح آمدہ کہ الصوم لی یعنی صوم کہ صفت صمدانیت است
کہ عبارت از تنزہ بہیہ از غذا است صفت من است ازینجاست کہ تسحر در روزہ سنت
شدہ یعنی ادب آں است کہ بندہ اظہار عجز نماید یعنی ایں صفت خاصہ قست من بے
متقوّم نسے توانم داخل او شد۔

وصلت: کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالے عنہ مقتبس از مشکواۃ نبوی است ہیچ
گونہ عقل و فہم را دراں دخل نمی باید داد و بلوح سادہ بے شائبہ تصرف و تکلف تلقی می باید ف

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

نمود و آنچه بفهم فائد از نقصان خود باید شمرد۔

وصل ۔ تعظیم شمس تواند بود کہ بجہت آں باشد کہ طلوع او کہ ظہور صبح است مورث ظہور عبادت پاکاں است و تعظیم ضحیٰ اگر وقت چاشت ارادہ کردہ شود بجہت آنکہ وقت عبادت مسنونہ بنوبہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والتحیہ ۔ و تعظیم قمر در وقت پیروی او آفتاب را اگر اشارت بہلال بداریم ۔ چنانچہ بعضے از مفسراں داشتہ اند بجہت آن است کہ مورث بعضے از عبادات معتبرہ است کہ صیام غرر شہر است ۔ صاحب فتوحات مکیہ می فرماید کہ ہر ماہے مہمانیست از حق سبحانہ و ضیافت مہمان علی وجہ التعجیل مسنون و مدت مہمانی سہ روز وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بصوم ثلثۃ ایام من غرۃ کل شہر صرحۃ النسائی عن ابن مسعود ۔ تعظیم نہار در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبارت از لیالی ایام بیض بداریم بجہت آنست کہ مورث عبادت معتبرہ است کہ صیام ایام بیض است ۔ چنانچہ در فصل سابق بیان نمودیم ۔

مخفی نماند کہ روزے کہ آفتاب را ظاہر گرداند لیالی ایام بیض است بخلاف روزہائے دیگر کہ آفتاب آں روزہا را ظاہر می گرداند ایں چوں رفتن از اثر بموثر است و آں از موثر باثر ۔ آں طریقہ علماء است و ایں طریقہ عرفا و تعظیم لیل وقتیکہ بپوشاند نور آفتاب را بجہت آن است کہ محل فراغ عابداں و آرام گاہ ذاکراں و خلوت گاہ محباں است ۔ مخفی نماند کہ پوشانیدن شب نور آفتاب را عبارت ازاں است کہ نور آفتاب دریں وقت برنگ عدم شدہ چہ شاید نوری است کہ برنگ ظلمت برآمدہ و ظلمت اثر اختفائے بعضے از اشیائے ظاہرہ فی الیوم ایں مثال سخت نیکو است در ظہور عالم کہ واجب تعالےٰ و تقدس ہم چناں در نفس البطون است لیکن احکام و آثار او کہ اسما و صفات او شید ظہور نمودہ اند ۔ و ہم چنیں ممکن در رنگنائے عدم متمکن نشستہ لیکن حکم و اثر او برآمدہ با احکام و آثار واجب امتزاج گرفتہ و حجاب مقصود شدہ ازیں بیان بدریاب کہ واللیل اذا یغشٰہا را بلیالی ایام بیض از وجہے دیگر نیز می تواں حمل کرد چہ دراں اوقات آئینہ ماہ مقابل آفتاب است و آفتاب در وے بہ تمام ظاہر لیکن چوں ظہور یست منصبغ برنگ آئینہ از نظر عامہ مخفی شدہ والسماء وما بناہا ۔ یعنی

Marfat.com

سوگند بآسمان و بنا کننده او یعنی نور دهنده او چه بنائے او تنویر او ست او ہم چناں در کتم عدم است
درمعنی ایں گفتن است کہ سوگند بآسمان و نور او کہ الله نور السموات والارض
وما طحٰها سوگند بزمین و پہن کننده او ایں نیز ہماں گفتن است کہ سوگند زمین و نور دہنده
او لیکن تنویر سما بصفتے شده کہ نسبت بما مورث ارتفاع آمده و تنویر زمین بصفتے کہ نسبت بما
مورث انبساط گشتہ ونفس وما سوّٰها یعنی سوگند بہر نفس از نفوس بنی آدم و تسویہ
کننده او ۔ مراد بہ تسویۂ نفس عطا فرمودن او ست آنچه او را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالهمها
فجورها وتقوٰها پس الہام دہنده او ببدی و نیکی یعنی سوگند بہ کسے کہ نفس را تسویہ داد
و پس ازاں راہ خیر و شر باد کشوده اختیار فعل ہر یک باو داد اکنوں نزدیک می شود باکہ فاذا
سویته ونفخت فیه من روحی یعنی بعد از تسویہ روحی کہ تمیز نیک و بد اختیار
فعل ہر یک در او ست آفریده تواند بود کہ مراد ایں باشد کہ او را بر خیر و شر داشت بحسب
اختلاف افراد جواب ایں قسمہا ایں است قد افلح من زكّٰها یعنی بدرستیکہ رستگار
شد کسے کہ پاک گرداند نفس را از آلائش اخلاق سیئہ چوں کبر و حسد و بخل وغیره خُلق من
المهلكات وقد خاب من دسّٰها یعنی بدرستیکہ نا امید شد کسیکہ گم کرد نفس خود را بمعصیت
وضلالت و گم کردن نفس عبارت از گم کردن روحی است کہ بعد از تسویہ و تعدیل ارکان او در و
نفخ کرده شده و از اثر آں نفخ کاملہ ہی شد لہذا بسیارے از علما جز نفس و ہیکل محسوس امرے دیگر اثبات
نمی کنند و حالا عامہ آدمیاں دریں منزل اند و گم کردن روح گم کردن خواص روحانیہ است و در
مرتبہ انعام زندگانی کردن اولئك كالانعام بل هم اضل غیبت و نا امیدی مخصوص
کفار باشد لا ييأس من روح الله الا القوم الكافرون چه ہر کہ ایمان آورد بخدا
رسول و رسال و فنت از قید نفس بتمام جست و بصفت خاصہ روحانیہ مشرف شد بل بخلقے از
اخلاق الٰہیہ متحقق گشت و لہذا در کتب حنفیہ مذکور است کہ الایمان غیر مخلوق

بیت ؎

ای گروه مومناں شادی کنید
ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

Marfat.com

(c) kitabton.com: The Digital Library

وصل: خدمت مولانا علاءالدین مکتب دار که از کبار طبقهٔ صوفیا اند روزے بملازمت مولانا عبدالرحمٰن جامی رفته ازاں سخن شیخ محی الدین ابن عربی که هر که از قید نفس برست روح او بعد از مفارقت از بدن در تحت فلک قمری می ماند اظهار ملامت می نموده اند که بسیارے از مومناں بریں صفت اند هرگاه بعد از مفارقت در تحت فلک قمری بمانند به بهشت که فوق سموات سبع است چوں خواهند رسید. خدمت مولانا عبدالرحمٰن در جواب فرمودند که هر که ایمان بخدا و رسول خدا آورد او رخنه در فلک قمری انداخت که عاقبت ازاں رخنه خواهد جست بعضے از مخادیم سلسله نقشبندیه ایں سخن را بریں معنی حمل کرده اند که او دراں وقت که ایمان آورد از قید نفس به تمام جست اگرچه همان یک نفس باشد بعضے از اکابر اولیا فرموده اند که هر که یک نفس خالی از شرک و ریا بخدا متوجه شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس دستگیری او خواهد کرد و بسیارے از محققین مشائخ بر ایں اند که هر که ایمان بخدا و رسول ایمان تحقیقی آورد بعد ازاں هرگز رد ایمان او نمی شود و هر که بعد از ایمان مردود شده مجرد تقلید داشته و آنکه شافعیه انا مومن ان شاء الله می گویند بعضے بریں معنی حمل کرده اند یعنی انا مومن تحقیقی ان شاء الله تعالیٰ در صحاح حدیث نبویه علیٰ مصدرها الصلوٰة والتحیه آمده که ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الا حرمه الله على النار متفق علیه با ایں همه مقرر شده که بعضے از عصات مومنین در دوزخ می درآیند و مثل انگشت سوخته و خراب می شوند و بعد ازاں در حوض حیات شسته و نشو یافته با روح تازه و زندگانی نو به بهشت درآیند کذبت ثمود بطغواها تکذیب کردند قبیله ثمود بطغوتها بسبب طغیان آں قبیله مر صالح پیغمبر را اذ انبعث اشقیها یعنی تکذیب کردند دراں وقت که برخاست بدبخت ترین ایشاں که قدار بن سالف نام داشت با جمعے بقصد پے کردن شتر صالح فقال لهم رسول الله پس گفت مر ایشاں را رسول خدا یعنی صالح علیه السلام ناقة الله یعنی اجتناب نمایند از شتر خدا که بمحض قدرت خدا آفریده شد و آیتی است از آیات او. وسقیها و گرد مگردید جائے را که او آب می خورد در نوبت او. آب ایشاں کم بود و هرگاه شتر آب می خورد تمام آں آب را میخورد و لهذا نوبت کرده بودند یک روز ایشاں

Marfat.com

میخوردند و یکے وزشتہ **فکذبوہ** پس تکذیب کردند صالح علیہ السلام را در ایں کہ آں
شتر را شتر خدا می گفت یعنی ایں شتر از سحر و جادوے تو پیدا شدہ **فعقروھا** پس
پے کردند آن شتر را **فدمدم علیھم ربھم بذنبھم** پس ہلاک بر ایشاں فرستاد
پروردگار ایشاں بسبب گناہ ایشاں کہ پے کردن ناقہ باشد **فسوٰھا** پس برابر کرد
عذاب را بر ایشاں کہ خورد و کلاں ایشاں بخستند **ولا یخاف عقبٰھا** و نمی
ترسد خدا عاقبت ایں کار را کہ ہلاک ساختن ایشاں است یعنی پروائے ہیچ چیزے و ہیچ
کس ندارد نہ از و چیزے فوت شود و نہ کسے را با او مجال تعرضے باشد ایں سورہ را بتقریبے
کہ بعضے از مردم واجب الرعایت صاحب الاخلاص التماس نمودہ بودند تفسیر و تاویلات
فرمودند۔

بیان سورۂ اخلاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایں سورہ را سورۃ الاخلاص برائے آں گویند کہ از استماع ایں سورہ اعتقاد بندہ بآفریدگار
از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردد فی الجملہ اخلاصے در عمل نیز دست می دھد اما اخلاص اعتقاد
از شرک خفی آن است کہ در الوہیت اعتقاد بذاتے بندد کہ در عرصہ امکان ہیچ گونہ مثلے او
را نباشد۔

والا آں معتقد خود ممکن خواھد بود۔ ازاں است کہ اکابر فرمودہ اند کہ **التوحید افراد
القدم عن الحدیث** وہم ازیں جاست کہ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ در توحید حالے فرمودہ
کہ **التوحید غریم لا یقضی دینہ** چہ اضمحلال رسوم و آثار بشریت بالکلیہ گاہ گاہے دست
می دھد **وانہ کالبرق الخاطف** می گزرد بلکہ ازیں سورہ صاحب دولتے را کہ صفائے
قلبی باشد توحیدی در پردہ اعتقاد بدست می آید کہ حال او ہیچ غلوفے را تعبیر نیست سخن باب
مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ کہ **الاخلاص نفی الصفات** شک نیست کہ توحید دریں درجہ تعلق
باحدیت ذات دارد و تجلی در مقام احدیت قطعاً نمی باشد اگرچہ بہ نعت احدیت باشد

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

فهم من فهمها انا اشرع فی المقصود جمعی از کفره گفتند که اے محمد بگو که خدا
چه چیز است و چه میخورد و میراث از که گرفته و میراث او که می گیرد۔ ایں سوره نازل شد
قل هو الله احد یعنی بگو اے محمد که شان ایں است که خدا یگانه است و درا چه چیز است
نتواں گفت و او را ہیچ گونه اشتراک با چیزے نیست تا چه چیز گفتن درست افتد پس معلوم
شد که در او تعالےٰ شانه ہیچ گونه کثرتے از جوارح و صفات زائده نیست بل ذات مجرد و ہستی
صرف است ایں جا محل آں آمد که وہم تعطیل افتد و بے صفت محض گفته شود او جرم درپے
آں الله الصمد یعنی الله تعالےٰ مرجع الیه محتاجاں است و ایں معنی بے صفات کامله متصور
نیست پس الله احد الله الصمد بمنزله لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر
است حاصل ایں توحید آں است که یگانه ایست که بے آله و جارحه و بے زواید صفات
بنفس ذات خود می داند و می شنود و می گوید و ہر چه می خواهد می کند لم یلد یعنی ابدا ایں
رد قول یهود است که عزیز علیه السلام را ابن الله می گفتند و لم یولد و زاینده نشده
ایں رد قول بعضے از نصاری است که عیسیٰ علیه السلام را خدا می گفتند و لم یکن له
کفوًا احد ایں رد قول مشرکان عرب است که خدا را ہمتا اثبات می کردند۔

بیان سوره فلق

بسم الله الرحمن الرحیم

قل اعوذ برب الفلق بگو پناه می گیرم بآفریدگار صبح من شر ما خلق از شر آنچه خلق
کرده است از جن و انس و سائر مخلوقات شریره تواند بود که مراد ہماں صبح باشد و نشر صبح عبارت
از شری که در بیداری بجهت لوازم بشریت روے می دهد و سر دراںکه در صبح شر را صریحًا اضافت
نکرد چنانچه در غاسق که شب است کرد بجهت تعظیم شان صبح که آوان ظهور انوار است
و باشد که ایں معنی مثل آں است که بعضے فلق را عبارت از خلق دانسته اند و مراد اعوذ برب
الفلق من شر ما خلق دانسته اند در آوردن شر بعبارت ما خلق اشارت است بآنکه
شر او بخلق حق است لیکن تصریح نه شده بلکه ظاهرا مضاف بمخلوق شده تا راه بنده بین الجبر و القدر

Marfat.com

The Digital Library

باشد قدر ظاهره جبر باطن ومن شر غاسق اذا وقب یعنی پناه می گیرم برب صبح از شر
شب وقتیکه داخل شود تاریکی او همه چیز را مراد شب تار است و شر او شر حشرات و اعداء
که دران وقت ظهور می کند اضافه شر بشب نه بمصادر صوریه شر است بل بجهت مناسبتے که
میان شب و شر است تواند بود مناسبت آنکه شب بجهت عدمے بظهور می آید چون شعاع
آفتاب فرو میرود شب می آید هم چنین شر پیش اهل تحقیق به نسبت انعدام امرے است
نه بجهت وجود امرے۔

وجود خیر محض است چنانچه در گلشن مبیّن شده و ایضاً اشارت تواند بود بآنکه ادبا فرموده
اند که ادب آن است که مذام را بظاهر نسبت نه دهند بل بمظاهر مرتبط دارند و از سیاه
گلیمے روشنمند چنانچه در معاصی به بنده از استعداد و کسب خود دانسته ربنا ظلمنا گوید
نه آنکه نسبت بوجود دهد و گوید که من مظهرے بیش نیستم هرچه در من است از جائے دیگر
است یا گوید من چه کنم همه تجلی و تقدیر اوست مخفی نیست که از صبح و شب حضور و غفلت
اراده می توان کرد و هم چنین از غاسق خلق اراده می توان کرد در اصل لغت غاسق ممتلے
و پُر را می گویند خلق این چنین است که پُر است از قیوم خود اگر نور وجود از یک ذره او دور
شود همان لحظه آن ذره بعدم می رود و ایضاً غاسق سائل را نیز گویند و خلق نیز سائل است
که الاعرض لا یبقیٰ زمانین و پناه گرفتن از شر خلق آن است که در خلوت
خانه سر نیاید و حجاب مقصود نگردد ومن شر النفّٰثٰت فی العقد یعنی پناه می گیرم
برب صبح از شر دمندگان در گره ها۔ این اشارت بقصه ایست مشهور که بعضے از دختران
عرب حضرت صلی الله علیه وسلم را سحر کرده بودند باین طور که در ریسمانے بنام آنحضرت گره ها زده بودند
و کلمات سحر خوانده بر آنها دمیده بودند و آن ریسمان را در چاهے بزیر سنگے نهاده بودند معوذ
تین برائے کشادن آن گره ها فرود آمده چه پیش از خواندن معوذتین اصلاً کشاده نه شده۔
ومن شر حاسد اذا حسد یعنی پناه می گیرم برب صبح از شر حاسد وقتیکه بمقتضائے
حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تواند بود که اشارت بآن باشد که خلق نیز چون شب
ظلمانی است اگرچه او در امتلائے از برزخیت است و رنگ وجود گرفته شب نیز بجهت منا

(c) kitabton.com: The Digital Library

کہ مدار او بر آں است در مقام برزخیت است سایہ برزخی است میان نور و ظلمت و
لہٰذا او را حکم ضوء ثانی می گویند ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمۃ علیہم من
نورہ و ذکر نفاثات بعد از شب بجہت سیاہ دلی آنہاست و اشارت بآنکہ ایشاں از
شب تیرہ تر اند و ختم بر حاسد چنانچہ از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی است
اشارت باشد بآنکہ چیزے در عالم بدتر از حسد نیست عجب نیست اگر ایں دختران نفاثات
بجہت حسدے کہ بہ بعضے از ازواج مطہرات آنحضرت داشتہ باشند ایں عمل کردہ باشند
در شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مسطور است کہ بجہت آں سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکسال از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاصۃً محبوس بودند۔

بیان سُورۃ النّاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل اعوذ برب النّاس بگو پناہ می گیرم بآفریدگار۔
ملک النّاس بادشاہ ناس الٰہ النّاس معبود ناس من شر الوسواس الخنّاس
از شر وسوسہ کنندہ پس خزندہ اشارت بحقارت وبے قوتی اوست بعضے از اکابر فرمودہ اند
کہ دشمن را چنداں عظمی نے باید نہاد۔ حقیر می باید شمرد کہ در مغلوبیت او دخل دارد۔ و ایضاً دریں
ضمن کمال عجز خود را نیز ظاہر کردن است۔ پس خزیدن شیطان در وقت ذکر بیت آدمی است
ہر گاہ بندہ غافل می شود او در وسوسہ می آید و ہر گاہ حاضر می شود پس بر می خیزد الذی
یوسوس فی صدور النّاس من الجنّۃ والنّاس یعنی آں شیطانیکہ وسوسہ می
اندازد در دلہائے آدمیاں از جانب جن و انس
وسوسہ کہ از جانب جن و انس می اندازد تواند بود کہ بجہت دید قدرت و فعل
در ایشاں باشد ایں وسوسہ سہ قسم است یکے مجرد خواطر و خیالات است ایں نسبت بکسے
است کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد بآنکہ خالق افعال عباد حق است سبحانہ لیکن بظاہر
عقل و حس مشاہدہ می کند کہ افعال عباد مربوط باختیار ایشاں است دوم آنکہ خالق
افعال عباد را دانند چنانچہ معتزلہ نسبت بہمہ آدمیاں و جنیاں می گویند و بدتر از ایں است

Marfat.com

عمل عامه حالا نسبت به یک دیگر چه معتزله فعل بنده را با قدار حق می گوید یعنی حق تعالیٰ او را هم چنین آفریده که هرچه خواهد می کند و عامه در معاملات ازین هم ذهول دارند سوم آنکه بنده را بالوهیت اخذ کنند چنانچه فرعون و شداد را کردند۔ دفع وسوسه اول آن است که حق را از خلق جدا اندازد و فعل و صفت خلق را سایه فعل و صفت حق بداند و ربوبیت را عبارت از ظهور رب بصورت مربوب اعتقاد نماید ازین جاست آنچه شیخ اوحدی فرموده ؎

تا جنبش دست هست مادام
سایه متحرک است ناکام

پس استعاذه برب الناس مناسب این است ازین معنی وسوسه دوم نیز مرتفع می شود ہمچنین استعاذه به ملک الناس لائق بآن است که عجز ایشان ظاهر شود یا آنکه شبیه بوسوسه دوم است آنکه ظهور قدرت را در ظهور تام اعتقاد نماید تا میان او و معتزله جز بظاهر و مظهر فرقے نماند علاج پناه بردن بملک الناس است که مرتبه جمع است تا ظاهر شود که مدار شبیه ازیست است انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء چون سید ولد آدم را این حال است دیگرے را چه رسد و ایضاً ظاهر شود که هرچند که قدرت و فعل در مظهر اوست خلق و تاثیر در مظهر او نیست عالم در هر آنے بعدم می رود و مثل آن بظهور می آید و خلق و تاثیر به تمام از مرتبه الوهیت است با این سخن وسوسه سوم نیز دفع شد بلکه بهمان تفرقه ظاهر و مظهر دفع شده بود صورت فرعون و شداد را بالوهیت گرفته بودند نه حقیقت ایشان را لیکن استعاذه به اله الناس در دفع او مناسب است۔

وصل: وسوسه خناس از سه قسم بیرون نیست یا بمعصیت می اندازد یا دل بنده را در تصرف خود آورده مملکه خواطر و خیالات می کند بے آنکه ظهور معصیتے شود یا بکفر می اندازد نعوذ بالله من شره۔ در قسم اول التجا برب بردن مناسبت است چه معصیت واسطه موت می شود چنانچه بعضے از اکابر کشف و تحقیق فرموده اند که عصاة در دوزخ می میرند نه کفار که صفت ایشان لا یموت فیها ولا یحیی است و ربوبیت واسطه وجود حیات و در قسم دوم که مملکه و مسخره شیطان است التجا بملک بردن مناسب است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ودر قسم سوم انتساب باله بردن مناسب. تم.

ترجمہ دعائے قنوت

ترجمہ دعائے قنوت ؛ مقصود ازیں دعا غرض صفات طلبیدن مسلمین کردن است۔ ایں صفات را وسیلۂ نزول رحمت برایشاں ساختن وخود را در ظلِ حمایت ایشاں افگندن بزرگاں گفته اند که خویشتن را درمیاں ایشاں درخزاں واز ایشاں دار دوستاں ایشاں فرانمائی که چه دانی که چگونه رسوائی۔ پس مصلی درمقام مناجات می گوید که خداوندا ما جماعت مسلمانان ترا بمددگاری وآمرزگاری می گیریم یعنی پیشه وکار ما ایں است و در هر چیزے که از مخبر صادق بما می رسد بدل تصدیق می کنیم وبزبان اقرار می آریم که آمنا وصدقنا وضامن رزق خود ترا می دانیم۔ بل درپس پرده اسباب اعتماد ما بر تست جمله کیفیات درخاصیات مسخر فرمان تواند ودر هر چیزے ستائش تو می کنیم وشکر تو بجا می آریم وکفران نعمت تو نمی کنیم که آں چیز ونعمت را از دیگرے شناسیم وشکرے دیگرے بجا آریم وکفار فجار را لباس حیات از بر می کشیم وترک ایشاں می گیریم خداوندا ترا عبادت می کنیم وبرائے تو نماز می کنیم وسجده می آریم ودریں نماز وسجده بسوئے تو سعی می کنیم ودریں سعی سرعت می نمائیم وامید رحمت تو میداریم واز عذاب تو می هراسیم ان عذابک بالکفار ملحق ایں جمله از تتمۂ دعائے خیر مسلمانان است یعنی عذاب تو بکافران پیوسته باد واز ایشاں هیچ گونه جدائی مگیراد بلکه دعا بحقیقت همیں است وماسبق از مقدمات دعا۔ والسلام والاکرام۔

بیان آیۂ وهو معکم

آیۂ اینما تولوا فثم وجه الله

که از کتاب برکات الاحمدیه الباقیه۔ معروف به زبدة المقامات نقل شده از نسخهٔ قلمی که در سنه ۱۳۰۰ھ نوشته شده ودر خانقاه حضرت شاه غلام علی معروف به خانقاه حضرت شاه ابوالخیر است رحمهما الله تعالی محفوظ است۔ (از ص ۱۴ تا ص ۲۶)

دونوں آیتوں کی تفسیر ایک رسالہ کی بعنوان ... قلمی کے ص ۲۷۹ سے موجود ہے ... معلوم ہوتا ... اور صحیح ... زیادہ کا حل

Marfat.com

برکت پنجم : در تحقیق کریمه وهو معکم اینما کنتم تنبیق فرموده اند که سر معیت غیب هو حق سبحانه وتعالےٰ با شیا در غایت خفا وبطون است حقیقت این دریافت موقوف است بر پے بردنی بر تنزیه مطلق واطلاق صرف آنحضرت وتنزلات او بصور علمیه و بودنی آں صور برازخ بین الموجود والمعدوم ای الجامع بین الوجود والعدم فانه من خواص منزل العلم

بیت ؎

از تجلّی بیرنگ با چندیں صور هم مشبه هم منزه خیره سر

ہمچنیں موقوف است بر شناخت آنکه آں صور علمیه را یک نسبت مجهول الکیفیتے بحضرت ظاهر پیدا شده که آں حضرت در کسوت آں صور برآمده وآں صور آئینه اسما صفات او شده - واسماء صفات او عین او است فهو معکم فی العلم والعین روحاً کان او مثالاً او جسماً۔ لیکن معیت خانهٔ علم همچوں معیت اعمال است با صور جنانیه از اشجار وقصور بر مذهب محققین که قصور واشجار آں موطن را بالذات با عمل یکے میگویند۔ پس چنانکه عمل در موطنے عرض است ودر موطنے جوهر۔ آں ذات متعالیه در مرتبه منزه است از تعین وتمیز واشارت وعبارت ودر مرتبه قابل این امور ومعیت این خانه عین همچوں معیت نقطهٔ جواله است با دائرهٔ موهومه فی الخارج پس چنانچه نقطه را با دائره یک نسبتے واقع است که بواسطهٔ ظهور دائره در خارج ونمود نقطه در کسوت دائره شده همچنیں ذات حق وغیب مطلق او را بقدرت کامله اش یک نسبتے به تنزلات علمیه واقع شده که سبب ظهور آں تنزلات در خارج ونمود آن ذات بحسب اسما وصفات در کسوت آن تنزلات شده۔

برکت ششم : وهم بتقریب معیت مفهومه من الآیة المذکور رقم فرمودند۔ حضرت واجب جل شانه بے توهم حلول واثنینیت وبے شائبهٔ چونے وچگونگی در همه جا با همه است۔ سخن ساقی کوثر امیر المومنین علی است رضی الله عنه که هو مع کل شیء لا بمقارنة وغیر کل شیء لا بمزایلة۔ اگر اثنینیت می بود لابد مقارنت می بود وغیریت صورت نمی بست واگر وهم محض می بود چنانچه حکمائے جسمانیه میگویند معیت را است نمی آمد وهر آئینه روے می نمود وآوازه العجز عن درک الادراک ادراک دریں مقام است مریدان وجه مطلق ومشتاقان غیب هویت میگویند

Marfat.com

که هرچه دیده شد و دانسته شد همه غیر است بکلمهٔ لانفی آن می باید کرد یکے از عارف رومی قدس سره پرسید که حق چیست و عقل کیست فرمود حق آنکه به هیچ وجه مدرک نه شود و عقل آنکه به هیچ وجه جز به او آرام نگیرد. مصرع

قلقے است بے نهایت دردے است بے دوا

برکت هفتم: به تقریب بیان کریمه فاینما تولوا فثم وجه الله فرموده اند اگر خواهی حقیقت این معنی پرتو افگند جوهرے فرض کن که هرچه بر صفات آئینه مترتب می شود از صقالت و تدویر و غیره بر ذات او مترتب می شود و ذات او مثلاً موجب نمائندگی صور می شود بے زیادتی صفات پس ذات او در خارج عین این صفات آمد و همچنین فرض کن که هر یک ازین صفات را در خیال تو صورتے است چنانچه صورت علم است در مثال و بعد ازین فرض کنی که این صور خیالی تو منعکس شده اند دران جوهر یعنی یک نسبت مجهول الکیفیتی بآن جوهر پیدا کرده اند که بسبب نمائندگی این صور شده پس بهر صورتے ازین صور که رو آری در انجا آن جوهر است و بحقیقت همانست جوهر او آورده آن جوهر با این صور است هر کجا این صور است ولیکن آن جوهر منزه ازین صور را در خارج بے از وجود خارجی بمشام این صور نه رسیده بیش ازین نیست که بقدر این صور صفات آن جوهر مشاهده می افتد و به هر چه روے می آری همان صفات علی به صاحب آن صفات او آورده می شود اگر هزار سال پرواز کنی و هزار ارتعاش بکار آری تا جذبه از جذبات الوهیت ره به تو نیارد و صورت اشباح و ارواح را از نظر تو ناچیز نگرداند و محبت ذاتی که بلا واسطه سر نسبت در جلوه نیاید و نسبت مجهول الکیفیتی که مفهوم ادراک و مقتضائے آن محبت است و تعبیر از ان جز به ادراک بسیط نمی توان کرد پیدا نه شود مرید وجه الله نخواهی شد شناسائی آن خود کجا۔

برکت هشتم: در عنوان تحقیق معنی کریمتین مذکورتین این چند فقرهٔ نمکین نازنین و دلنشین تحریر نموده اند. قدس الله سرهما ـــه پاک است خداوندے که بفیض اقدس خود اشیا را در عرصهٔ ظهور آورده و شئون خود را در پردهٔ آن ظهور از تنگنائے خفا و بطون بر آورده و خود را در مرآت آن اعتبارات در نظر خود جلوه گر کرده در تنگنائے وحدت او نشان اثنینیت نیست مطلق است از دائره اطلاق بیرون نه چگونه اش میتوان گفت نه چون قادری که به یک کلمهٔ کن خفتگان خواب عدم

The Digital Library

لا بیدار کرد سراسیمه شوق برجستند آئینه وجود در برابر شان داشت از ساده لوحی عکس خود را دیدند و پندار وجود در سر آوردند ناگاه صدائے و هو معکم اینما کنتم به گوش شان رسید دریافتند که معیت جز به دوگانگی صورت نه بندد و حیرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی دهد و لوائے معیت اشاره بعدم میکند وجود و عدم را در هم آمیختند وجود را فراموش کردند و در مقصود را بر خود بستند کریم مطلق جل شانه بشارت اینما تولوا فثم وجه الله در میان آورد و گفت و فی انفسکم افلا تبصرون ۔ تیز گوشان شناختند که حجاب خود خودیم خود را از میان می باید برداشت هنگام این دست بردِ انگشت ارادت بر دامن مقصود رسید نسیمے از راه عروق در وزید و نکهت دوست را در تجاویف قلبیه انگند بیچاره از پائے در افتاده کرشمهٔ معشوق در کار آمد و حجاب نقاب از میان برداشت و طنطنهٔ لمن الملک الیوم در گرفت چون بیازی در میان بود سرے در احتجاب او را و صدائے فاستقم کما امرت بگوش جانش رسانید ۔ مخمور صبوحی سر بر داشت و خلاصهٔ من عرف نفسه فقد عرف ربه در میان آورد لیکن معنی والله من ورائهم محیط قلقے در جانش آورد از یک سو دع نفسک و تعال و از یک سو فول وجهک شطر المسجد الحرام اضطرابے در کار نهاد عنایت امن یجیب المضطر اذا دعاه پردهٔ حجاب را که لازم وجود است علینکے ساخت و بینش چشمش نهاد صورت قاب قوسین بظهور رسید ۔ این سخن آخرے ندارد ۔ (تمام شد تفسیر دو آیت ۔ هو معکم ۔ و ۔ اینما تولوا)

شرح رباعیات

رسالهٔ شرح رباعیات سلسلة الاحرار

که در سنه [illegible] تالیف شده

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان الله زهی خجستهٔ متعال عالی ز تصور مبرّا ز خیال

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

از نور لطافتش ضمائر مشحون
وز سر سرایتش جهان مالامال

نیایش و ستایش خداوندی راست که حجاب سراپردهٔ عزتش انوار ظهور اوست و سکان قباب جبروتش ظهور نور او و اگر نه در باطن اولیای خود در پردهٔ کشف متجلی گشتی. آوازهٔ کمالش بگوش جهان و جهانیان که رسانیدی و اگر نه در لباس علم حجاب باطن نظارگیان خود شدی و زتاب آفتاب جلالش نام و نشانی از این و آن نماندی. اوست که در کسوت رسل رحمت بیگانه و آشنا است. ما رمیت اذ رمیت بیان سبحان الذی است. محمد احمد بلا میم است و را با خاکیان چه نسبت او دُر یتیم است. لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر صلی الله علیه وسلم و علی آله و اصحابه تسلیما کثیراً.

اما بعد نموده می آید که چون دیده می شد که بعضی از اهل روزگار بجهت پستی فطرت و قلت استطاعت و بازماندگی از وصول حقائق ارباب معرفت مقاصد عالیهٔ علیهٔ صوفیه را نوع دیگر دریافته عبارات و الفاظ ایشان را حتی الامکان بر مفهومات مخترعهٔ خود فرود می آرند و بعضی ازین مدعیان بنابر اصلی چند فاسد بر بعضی از آنها که قابلیت تاویل ناقص ایشان ندارد. و صورت قدحی در میان می آرند بعضی از مطالب آن بزرگواران را هم مقتبس از باطن مبارک ایشان بشرحی واضح و بیان وافی در ضمن چند رباعی ایراد کرده شده هر چند که اندکی از آنها در کتب معتبرهٔ قوم خصوصاً در رسائل حضرت حقائق پناهی ارشاد دستگاهی مخدومنا مولانا عبدالرحمن جامی قدس الله سره السامی بتنقیحی کامل مبین است غایة الامر لازمی چند با آن مطالب در میان آمده که دست تصرف ارباب بطلان از آن کوتاه گشته حق سبحانه و تعالی حقیقت وجود واجب و ممکن و سریان ظاهر را در باطن و سر یکتائی و معنی کان الله ولم یکن شیء معه و هو الآن کما کان را بر مستمعان مستعد و مستفیدان صادق واضح گرداند بمنه و کمال کرمه و انا العبد المحرر محمد الباقی افناه الله تعالی عن ظلمات نفسه و ابقاه بانوار جماله بمحمد و آله. فمن تلک الرباعیات

۲ گویند وجود کون کونست حصول — نوری بجز از کون نکرده است قبول

Marfat.com

The Digital Library

واللہ کہ دریں پردہ لسان الغیب است	برطبق قواعد است بر دفق اصول
۲- بشناس کہ کائنات رود درعدم اند	بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
وین کون معلق از خیال و وہم است	باقی ہمگی ظہور نورِ قدم اند

غرض ازیں دو رباعی اظہار آن است کہ ماسوائے حق عزّ وعلیٰ جز در علم ثبوتے ندارد وموجود بحقیقت جز واجب تعالےٰ وتقدس نیست وآنکہ عقول کون وحصول بماسوا اضافہ می کنند وکاین وثابت درخارج میدارند مجرد وہم وپندار است۔ پس فی الحقیقۃ کونے کہ درعقول مضاف بایشاں می شود کونے است معلق بہ کاین وثابت یعنی مجرد درک عقلی است بے آنکہ بحسبہ بہ اصلے داشتہ باشد چنانچہ ناقص العقلے صورت منتقش درآئینہ را کاین درآئینہ پندارد وآنکہ متکلمین وجود ممکنات را کون وحصول بگویند امر لیست مطابق واقع و مستلزم آنکہ ممکنات را جز در علم وجودے نباشد چہ ہرگاہ بواسطہ ترتب آثار خارجیہ جز کون وحصول نیز اثرے از آثار خارجیہ است پس این تقدیر کہ کائنات را وجودے جز کون وحصول نیست کنایت است از آنکہ ایشاں را وجودے نیست ہرچند کہ غرض متکلمین این است و لہٰذا در رباعی اوّل گفتہ شد۔ کہ دریں پردہ لسان الغیب است۔ رباعی اوّل را معنی دیگرے ہست بغایت لطیف۔ آں معنی آن است کہ وجود کائنات فی الحقیقۃ جز کون و حصول نیست ماہیات مختلفہ کہ چندین رنگ تعین را قبول کردہ اند حصولے جز در علم ندارد وصفات و شیون واجبی درخارج عین ذات است و ذات ہمچناں برصرافت بیرنگی خود۔ پس اگر علوم باثرہا بر افتند ماہیات بالکلیہ معدوم می شوند پس افادۂ این معنی کہ وجود کائنات کون وحصول است مطابق نفس الامر است۔ آرے بالجملہ عقول ہنگام تعبیر کون خارجی یکے از دو نسبت می باشد۔ یکے نسبت ماہیت را بظاہر وجود۔ دیگر نسبت آں را بباطن وجود۔ لیکن بافت ہریک را دراں دیگر دخل است و لہٰذا متوہم می شود کہ نسبت مدرکہ نسبتے است بخارج شبیہ نسبت حال در محل و مکین درمکان۔ و مکان و محل محض اعتبار۔ چہ غیبت ذات از نظر عقول ناقصہ پوشیدہ است۔ آں کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیہ را بر ماہیات مترتب ساختن تصرف از وہم است۔ از بن تحقیق دانستن کہ ماہیات در وجود علمی محتاج شدند بعلم نہ بفاعل

Marfat.com

ketabton.com: The Digital Library

واگرچه آں فاعل موجب باشد پس شیخ محقق صدر الملة والدین القونوی وتابعان او قدس اللہ اسرارہم جَعْل جاعل را عبارت از تاثیر مؤثر باعتبار افاضۂ وجود خارجی داشته نفی مجعولیت از ماہیات کردہ اند۔ بغایت اصل است۔ اینجا سخنے باقی است آں سخن آن است که کون و حصول مضاف به ہر مرتبه که باشد از معقولات ثانویه است واثرے از آثار او چوں واسطۂ ترتب آثار تواند شد۔ میگوئیم کون وحصول تعبیر نسبت از نسبتے که ماہیت را بصفت علم است، فی الحقیقة وجود ہماں نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چه صفت در خارج عین ذات است۔ ہمچنیں کون خارجی تعبیر نسبت از نسبت ماہیت بظاہر وجود۔ اگرچه متکلمین وجود را عین واجب نمی دانند بلکه حقیقت وجود را مبہم مانند اگر ازیں سر آگاه می شدند وجود را ہماں شیون که واسطۂ قبول این نسبت شده اند می داشتند بلکه ذات واجب مبدا شتند و وجود را به اتفاق مشترک معنوی نمی گفتند۔ آگاه باشی که به ایں بیانے که کردیم جَعْل جاعل در ماہیات بطریق ایجاب پیدا شد بیچاره حکما نیک دریافته اند که علم واجب واسطه وجود ممکن است غایة الامر وجود خارجی را وہم کرده اند۔ هذا۔ اما خدمت کلام شیخ محقق صدر الملة والدین لازم است۔ بارخدایا مگر گوئیم که حضرت شیخ جعلے را که متبادر در اذہان است وآں استناد به فاعل است بے ملاحظه قبول علمی آں را کرده اند۔

۴۔ بنگر کرۂ درون بیرونش نور در دے ز عجوبگی بعید نوع ظہور
یابندۂ انواع ظہورش باطن واں ظاہر در پردۂ وحدت مستور
۵۔ تکوین که دو کون را صلا در داده دانی که در عدم چه ساں بکشاده
حادث شده نسبتے درون ابیرون در بیروں عکس آں عکوس افتاده

رباعی اوّل در تصور معنی کان اللہ ولم یکن معه شئ است در رباعی ثانی در بیان حقیقت تکوین است تا ماہیت وجود کائنات به وضوح رسد و آثار خارجیه مشاہده به اصل خود که واجب است تعالی وتقدس ملحق کردند۔ ہاں طالب تحقیق آئینه فرض کن کروی معرا از کثافت وکدورت۔ ہم ظاہرش به صیقل وہم باطن وظاہرش به اشکال مختلفه متضاده متشکل۔ لیکن ایں اشکال جز در مرآت باطنی اش ظاہر نے۔ ظاہرش ہمچناں بر صرافت کرویت خود ثابت۔ اکنوں ظاہر مرآت

Marfat.com

The Digital Library

را ظاہر وجود کہ طرف خارج است بداں۔ و باطن وجود کہ جہت علم است تصور کن۔ و کرّوبیّت
ظاہر را تعبیرے از وحدتِ ذاتیہ وجود در خاطر آر و اشکالِ مختلفہ اُو را اعتبارات و حیثیات
آں بگیر۔ و ایں حیثیات را و اعتبارات را در خارج عینِ ذات بداں تا صورت کرّوبیّت
او را کہ عبارت از وحدت و اطلاق اوست ثابت یابی و انعکاس ایں اشکال را در مرآت
باطن حصول صورت علمیہ آں اعتبارات تصور کن اینست معنی کان اللہ و لم یکن معہ شئی چہ ظاہر وجود
کہ وجوب وصف خاص اوست ہمچناں بر کرّہ و یگانگی خود است ہیچگونہ کثرتے پیرامون عزّش
نگشتہ۔ اکنوں معنی تکوین را در باب تکوین عبارت از آں است کہ حضرت مرآة تعالیٰ شانہ
بقدرت کاملہ آں صور متنقشہ در باطن را نسبت مجہول الکیفیتی بظاہر خود بخشیدہ کہ بواسطۂ آں
نسبت عکس آں عکوس بر مرآت ظاہر افتادہ یعنی بواسطہ آں نسبت چناں می نماید کہ آں عکوس
را وجودے در خارج است۔ اگر کسے بگوید کہ نسبتے کہ مقتضی ایں ظہور است از لوازم ذاتیہ آں
صور است چنانچہ در ہر صورت علمیہ نسبت بمعلومش می بینی پس قدرت را چہ تاثیر میگوئیم
کہ قیاسی غائب بر شاہد میکنی ہر صورت علمیہ کہ ترا حاصل است صورت علمیہ مقدور است
کہ از قدرت کاملہ لباس آں نسبت را در بر کردہ بذات خود صاحب آں نسبت نیست
لا یعلم الغیب الا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات در وہم افتادہ آثار خارجیہ از افعال و
اوصاف مستند بہ واجب شدند۔ للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

۶۔ ما صورت و حق آئینہ عکس نما است — ایں است صفتے کہ حق را با ما است
ہر صورت در ظہور شرط دگر نیست — ایں نسبت اسباب ازیں و پیدا است

۷۔ آں کس کہ نسبتش بپاگشتہ عیاں — در مذہب اہل حق جز ایں ہیچ مداں
حق موجد است و قادر مطلق اوست — و ایں ہست خیال جملہ وہم است و گماں

۸۔ حادث کہ نہ باشد بدو آں پایندہ — تاثیر کند بہ حادث آیندہ
سبحان اللہ زہے خیالے باطل — ایں است وجودے عدمش زایندہ

۹۔ آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است — از کن فیکوں جز ایں و ش بس عجب است
کیسے کہ وجود او بجز وہمے نیست — نسبت بحق ار کند کسے بے ادب است

این چهار رباعی در بیان آن است که کسبے که منسوب به بنده است کدام است هرگاه قدرت و
فعل منتسب بحق شد انتساب کسب بصور علمیه چه معنی دارد ـ بدانکه صور کاینات اگرچه بمجرد امر
کن بظهور رسیده اند و می رسند لیکن عادت الله بریں جاری شده که هر ظهورے را مشروط بظهور
دیگر داشته سببیت اشیا بیک دیگر عبارت ازیں شرطیه است ـ پس کاسبیت بنده مر اسباب را
عبارت ازیں شرطیه است مر آں اسباب را قدرت و فعل جمله منسوب بحق است ـ امور وهمیه
را تاثیرے نیست و گاه ممکن می گویند و ظاهر وجود میخواهند از حیثیت تقید و تعین باحکام
باطن و کسب این وجود مقید عبارت از تعلق ارادهٔ حادثهٔ او است بظهور امرے و آں مقید
را در ظهور آں امر مدخلیتے جز بآں تعلق اراده نیست ـ بمجرد تعلق بآں مقید بعدم می رود
مقید دیگر بقدرت کامله تامه بظهور می رسد بالجمله مجموع حوادث مربوط بقدرت کاملهٔ مطلقه
است قدرت ناقصه را هیچگونه مدخلیتے دراں نیست لله در الشیخ ابی الحسن
الاشعری نور الله مرقده این معنی است غرض از رباعی سوم داگر کسب اسباب
عبارت از چنگ زدن است به اسباب چنگ زدنے مستند بر علم به تاثیر اسباب و
بقائے ایشاں ـ پس کسب امرے وستے و همی و نسبت دادن امور وهمیه بحضرت حق سبحانه سوے
ادب است هرچند که لافاعل فی الوجود وغیره ـ این معنی است غرض از رباعی چهارم ایضاً

۱۰ـ هر صورت علمیه که هستش گوئی — زاں هست که بوے اصلی از وے می جوئی
معلوم که جهل است وجود علم است — جهل است اگر جز ایں که روش می پوئی

۱۱ـ ممکن که خرد در حدیثش بگشاد — در بود و نظر به هستیش فتوی داد
او در هستی و هستی اندر وے بود — بیچاره به اشتباه نامے بنهاد

در رباعی اول اشارت بدفع مشکلے است که بر مقدمات سابق وارد می شود ـ بیانش آں است
که از سخنان گذشته چناں مفهوم شد که ماهیات را جز در علم وجودے نیست یعنی صاحب آثار خارجیه
مشاهده می دانند نه مجرد کون و حصول چه تحقیق ایں دانش گذشته و حال آنکه عقول حکم بوجود ماهیات می
کنند و بے شک آں حکمے است مطابق واقع و نقش آں است که ماهیات ممکن اند و بے شک
آں حکمے است مطابق واقع نظر رائی در مرآت بر مرئی است و مرئی حضرت شیخ قدس سره العزیز

Marfat.com

در فتوحات می فرماید ماہیات است در علم برزخی بین الوجود والعدم ولہذا اعیان ثابتہ می گویند۔ شان وہمیں برزخ را حال می گویند از وجہے موجود است واز وجہے معدوم۔ موجود حکم بوجود ماہیات ہماں اعتبار است نہ باعتبار نفس شان غایۃ الامر عقول ناقصہ ازیں سر آگاہ نہ می شوند۔ گماں می برند کہ باطن ایشاں حکم بوجود ماہیت کردہ بتخصیص کہ مرئی بصورت مرآت آمدہ۔

۱۲۔ از صفائی می ولطافت جام   درہم آمیخت رنگ جام مدام
ہمہ جام است نیست گوئی مے   یا مدام است نیست گوئی جام

بلندہ الشیخ ابی الحسن الاشعری قدس اللہ سرہ زیبا اشارتے کردہ کہ وجود ماہیت عین ماہیات است یعنی وجود ماہیات ہماں است کہ در خارج بہ صورت ماہیات برآمدہ یعنی آنچہ عقول ازاں تعبیر بہ ہستی میکند و بعد از دریافت درانشاکون وحصول کہ از آثار خارجیہ اشیا است بہ اشیا مترتب می شود آں ذوات آن اشیا است۔

۱۳۔ ایں صورت علمیہ کہ در جلوہ گری است   از خال وخطش جمال مقصود بری است
ادراک مرکب است مرآت خود است   ورنہ ہمہ چشم بودن از بے بصری است

یعنی صور علمیہ کہ در عرصۂ ظہور نمودے پیدا کردہ اند با متعین ومتمیز می نمایند مقصود کہ مرتبۂ وحدت است وآں را تجلی ذاتی گویند جمال ازاں تعین وتمیز بری است ایں صورت ہیئتہا ادراک مرکب است یعنی ادراکے است کہ ادراک ومرکب می شود چہ تعین وحدت در تعین او ساری است۔ ازاں است کہ ہرچہ مدرک می شود اول حق مدرک می شود وبعد ازاں او۔ ایں ادراک مرآت خود است نہ مرآت حق۔ آرے در بدایت توحید بہ جہت برزخیتے کہ بین الادراکین ثابت است مرآت حق شدہ صورت معنی مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَ رَأَیْتُ اللّٰہَ می شود لیکن دریں مرتبہ ماندن بے بصری است۔ بریں قیاس کن سایر تجلیات را از آنچہ در مراتب انوار می شود چنانچہ عالم را ہمہ یک نور صاف می بیند وحق می یابد یا عالم را نیز می بیند وآں را حق می یابد۔ بالجملہ ہرچہ متمیز می شود و با موجودے کسوت غیریت دارد آں مقصود ومنزل نیست۔ ایضا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

۱۴- در علم دو وجه است بے شبه و ریب — یک وجه به شاهد است و یک وجه به غیب
در وجه شاهد همه رنگ است و تمیز — در وجه غیب نه نشان است و نه عیب

از مقدمات گذشته معلوم کردی که علم را دو رو است. یکے روبش به وحدت است که غیب اوست و یکے روبش به تعدد است که شاهد و حاضر اوست. هرگاه مرآت غیب و وحدت شود ظاهر در وے شے وحدت خواهد بود که در کمال یگانگی و بساطت است. پس اگر هزار مرآت فرض کنی که هرگز اختلاف و تمایز در صور او نخواهد پیدا شد و هرگاه مرآت خود شود با مرایائے دیگر اختلاف و تمایز خواهد بود. چون ترا هرگز بے باین مقام نا افتاده صورت این معنی که خارج ملو است از ماهیات مختلفه لا اقل از صفات مختلفه در باطنت متمکن گشته چگونه تحقق این معنی توانی کرد.

۱۵- این علم بسیط بے تمیز است و نشان — در ساخت او نه راه این است و نه آن
چون حاصل تازه ندارد نتوان — تحصیل نمود لیکن محال است عیان

این رباعی اشارت به آن است که تحصیل حق یعنی بنده که تعین اولی است و زیادات زائد نیست و لهذا آن را تجلی ذاتی گفته می شود بجهت ادراک بسیط. محال است. آرے ظهور ادراک بسیط در مقام استهلاک می باشد نه تحصیل او و اگرچه هرچه مدرک می شود اول حق مدرک می شود تقریرش آن است که نسبت حاصله از ادراک بسیط در هر مرتبه که باشد همان نسبت است که اول حاصل شده تمایز جزء در جزء دوم از ادراک نیست و بنده هرگز ازان نسبت بیرون نیست بلکه این نسبت مقوم وجود بنده و واسطهٔ فیض اوست و لهذا آن نسبت نیز در نظر عامه مخفی است چه ظهور اشیا بضد است و آن نسبت را ضدے در وجود نیست.

۱۶- از حضرت ذات بهره استهلاک است — استهلاکے که از تصور پاک است
آن معرفت است نامش ادراک بسیط — آنجا چه محل دانش ادراک است

این رباعی اشارت است به آنکه از تجلی ذات بهره غیر استهلاک نیست و مقام ادراک بسیط او همان است و ایضا اشاره است به آنچه بعضے از اکابر گفته اند که ادراک بسیط مسمی بمعرفت است و ادراک مرکب مسمی به علم ایضاً.

Marfat.com

Click.com: The Digital Library

۱۷ - ادراکِ بسیط موطنِ محو و فنا | ہر جا ہستی است دارد آنجا بادا
این است تفاوت کہ درین موطن قدس | ظاہر نشدہ جہتِ عروسی وحدت تنہا

۱۸ - ہنگام شعور ازین مقام عالی | ہر چند کہ ہست دست افشن خالی
در پردہ نور یک ظہورے دارد | این است نتیجۂ علوم حالی

۱۹ - لیکن باید کہ نورِ آن باطن پاک | ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند | تا یافت شود نتیجۂ استہلاک

۲۰ - یارب چہ کند کلامی بے چارہ | کز کونی حقیقت نہ شود آوارہ
ہستی بکمال قرب از دستور است | کون است حصول در دلش سیارہ

رُباعی اوّل اشارت است بہ آنکہ ادراکِ بسیط ہمہ موجودات را حاصل است تفاوت آن است کہ استہلاک نہ در ضمن ادراک مرکب حاصل است۔ دیگراں را در ضمن ادراک مرکب۔ دیگر مستہلک در اغلب مسبوق است بہ علم مرتبۂ الوہیت و بعد از تنزل نیز مقید بہمان علم است۔ و بگیر از انجرد ذات مدرک علم بمرتبۂ الوہیت مربوط است بہ علم بممکن من حیث انہ ممکن کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ و آنکہ بعضے حکما و بعضے از متکلمین علم با فریدگار را مربوط بعلم بممکن نداشتہ اند خطا است چنانچہ ظاہر است۔ رُباعی دوم در بیان آن است کہ در وقت تنزل از مقام استہلاک است ہر چند کہ جمال مقصود کہ مدرک بسیط است رشے در خفا دارد اما حال در علم مندرج می باشد و این معنی را در پردۂ نور بہ رنگ ظہورے می باشد و ادراک آن نور ادراک مرکب می باشد۔ رُباعی سوم اشارت است بہ آنکہ وظیفۂ طالب صاحب بصیرہ آن است کہ خود را بہ این ادراک مرکب نگذارد و ہمیشہ در مقام نایافت[1] خود نشیند چند انکہ مقام استہلاک تمکین یابد و از سکر حال بہ صحو آید چنانچہ باطنش غرق لجۂ فنا شود و ظاہرش حاضر آنچہ سرود در رُباعی چہارم ظاہر است۔

۲۱ - خواہی کہ جمالِ غیب در دل یابی | زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در ذاتِ خدا تفکّر آمد باطل | در فکر چنیں مشو کہ باطل یابی

---

[1] می گویند از اینجا است کہ از معشوق گزشتہ بہ نفسِ عشق آرمیدہ۔ منہ قدس سرہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

چه در دل یافتن که آں را علم می گویند خواه بسیط باشد. آن علم خواه مرکب بذات متعلق نمی شود
رُباعی چهارم ظاهر است بنهایت عروج تام رتبه وحدت است و فوق آں حیرت و نادانی است
پس معنی لاتفکر وافی ذات اللہ آن است که ذات اللہ تعالےٰ معلوم به ہیچ علم نمی شود. حاصل
آنکه ذات من حیث ہی متعلق ہیچ ادراک نیست ـ سَوَاءٌ اُضِیفَتْ اِلَی الْحَقِّ اَوْ اِلَی
الخلق گفته نه شود که بر اضافه بسوئے حق سبحانه مقتضی لعلم الهی جل شانه لازم می آید چه علم با مر
بسیط که ہیچ گونه تعدد ے درو نه باشد. او را جزو ے باشد نه نعتے جز آنکه ہر چه بهر نعمت
و وصف مترتب می شود بر نفس او مترتب نمی شود. نمی باشد مگر ہماں اعتبارات ذاتیه او
در خارج نیست مگر ہمانچه بعد از ظهور اعتبارات ذاتیه اش میگویند. نقص ہستے است که در
خارج امرے بماند که متعلق علم بود ـ وخوش گفت عارفے که ذات اللہ کُلُّهٗ عِلْمٌ و
کلهٗ ارادةٌ اِلیٰ مَا لَا نِهَایَتَ لَهَا من الشیون والصفات واز ہمیں عدم
تناہی است که محبان ذات را ہیچگونه تسکینے نمی شود و معنی بیت:

دریک دم اگر هزار دریا بکشی　　　گم باید کرد تشنه لب باید بود

از ایشاں بظهور می رسد چه طلب بسیط بنهایت را بار ہا ہیچنے که تصور کنی نایافت لازم است این است
که سخن ارباب علم . تصحیح اہل حیرت و عاجزاں از ادراک را طریق دیگر است ایضا.

۲۲۔ خواہی حق را بغیر مظهر بینی　　　بنشین که محال است که دیگر بینی
می کوش که بے صورت تحقیقی را　　　در مظهر موہوم مصوّر بینی

این رباعی اشارت است به آنکه چنانچه ادراک به بصیرۂ جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد رویت نیز
جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد[1]

۲۳۔ حق نقطه جواله جهاں دائره داں　　　بے دائره آں نقطه نیابد بمیاں
آں دائره صورت علوم نقطه است　　　واں نقطه درو بجلوه گشته عیاں
۲۴۔ گر نقطه جواله بود ذات نقط　　　واں شکل نمود اعتبارات نقط
گردد چو جهاں که جمله مرآت حق است　　　خط و نقطه و دائره مرأت نقط

[1] غایتش آں تنزل علمی و این تنزل عینی ـ منه قدس سره

...m.com: The Digital Library

این رباعی اوّل تمثیلے است و نمودن صورت در قصور موہوم غایت الامر نقصانش آن است کہ نقطہ را با قطع نظر از دائرہ صورت محققے ہست مثال مطابق آن است کہ نقطہ را ذات مجرد او فرض کنی و صفات موجود او را از حرمت اشراق و جسامت و حرکت اعتبارات ذاتیہ کہ در خارج عین ذات او باشند و در علم مغایر۔ چنانچہ در رباعی دوم اشارتے بہ آن کردہ شدہ۔ ایضا۔

۲۵۔ ہرچند کہ دائرہ ز وہم است نمود — در نقطہ عروض دائرہ شد مشہود
گویند کہ در نظارہ کشف و شہود — اعیان ہمہ عارض اند معروض وجود

این رباعی اشارت است بآنکہ وجود ممکنات زاید است با ممکنات لیکن بر خلاف آنچہ متکلمین میگویند وجود معروض ست و ماہیات عارض

۲۶۔ گر نقطہ بجولان گہ خود آئی در — بیرون کشد از دائرہ و از خط سر
در ظاہر علم اگر کج و راست شود — در باطن علمش نبود ہیچ اثر

این رباعی در ضمن این مثال در بیان آن است کہ صفات اجسام جز وہم نمودی نیست و موجود و معلوم جز صفات حقیقۃ حق ہیچ نیست تقریرش آن است کہ نقطہ بہ ہر طریق کہ حرکت کند ابتدا در حس مشترک جز صفات موجود نقطہ ہیچ نبود۔ نمی افتد صورت خطے و دائرہ جز تصرف وہم ہیچ نیست تفصیل و تبیین تمثل موقوف بہ دانش بسیار است عرصۂ ادراک کاتب و حوصلہ رسالہ گنجائش آن ندارد ہیچ نباشد این قدر خود میدانی کہ از ترکیب چہار جسم بہر رنگ چہ مقدار الوان و اشکال مختلفہ در سماوات سبعہ و مراتب عنصریات بظہور رسیدہ از ہمیں جا شعبدۂ ظہور را دریاب ایضا

۲۷۔ ہان تا نہ کنی غلط کم از کم دانی — این باطن را برون نہ ظاہر دانی
ظاہر بدنے کہ بے خیال روحش — ہر چند کنی تخیلش نتوانی

این رباعی تصریح است بہ آنکہ حق سبحانہ و تعالےٰ با صفات ذاتیۂ خود در جمیع مراتب اجسام ساری است۔ مقوم صفات و ہمہ اجسام جز صفات حقیقت واجب ہیچ نیست چنانچہ در رباعی سابق در ضمن مثال مبین شد

۲۸۔ ہر جا ہستی است کہ ثبات است جماد — گنجے ز صفات خود در وحق بنہاد
ہستی چو بذات خود علیم است قدیر — از ہست چگونہ علم و قدرت افتاد

Marfat.com

۲۹- در هر شکلے که رنگ هستی پیدا است — روحے است که قادر و مرید و دانا است
لیکن یک رنگ بے تردد گشتند — در ظاهر علم ازیں صفتها یکتا است

ایں دو رباعی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام رباعی اوّل ظاهر است رباعی دوم متضمن وجه عدم ظهور آں صفات است. تقریرش آن است که عدم اختلاف در اطوار جمادات مثلاً صورت علم و ارادت و قدرت ایشاں را از افهام مخفی ساخته وگرنه آب مثلا به ارادهٔ خود متوجه پستی میشود و بدانش خود از بلندی احتراز می کند الی غیر ذلک. کثرت مقاصد و ارادت و تدبیرات متفرعه بر آں صفات حیوانات را ظاهر ساخته اند واگرنه هر کجا وجود هستی است البته علم و قدرت و غیر آں هست چه صفات ذاتیهٔ شی از شی ممتنع الانفکاک اند بالجمله حق را در مظهر اجسام منزه از صفات اجسام بداں لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر.

از تو اے بیرنگ با چندیں صور — هم مشبه هم منزه خیره سر
۳۰- حق روح جهاں انفس آفاق بدن — چوں نقطه که در دائره دارد مسکن
ظاهر در وے صفات نقطه است — مظهر نگزارد چنگ در ظاهر زن
۳۱- ایں ظاهر بے مثل لبسان بدن است — وال لیس کمثله در و خیمه زن است
روح است به اعتبار اطلاق وجود — گاهے نفس است گاه و بیں قرن است
۳۲- هم بیرنگ است یار و هم رنگ پذیر — آں لیس کمثله سمیع است و بصیر
ایں سمع و بصر جز او ندارد دگرے — آں جمله غنی است و ماسوی جمله فقیر

رباعی اوّل اشارت است به آنکه حق سبحانه و تعالے در مراتب کائنات باعتبار صفات ظاهر در مظاهر ایشاں به ساں روح است در بدن چنانچه گزشت. رباعی دوم اشارت است به آنکه همانچه روح کائنات است نسبت به اطلاق وجود به ساں بدن است. ایں دو فقره بیان آن است و نسبت آنکه در هر یک است و همچنیں ماحی محو دبودن بل نسبت وجود دبودن مقصد آن است که ما ورای است والله من ورائهم محیط. شک نیست که آں صفات محو و اثبات را مظهرے در کائنات است فافهم و تامّل نسبت بروح باطن است و همیں مظاهرهٔ خود در عین آنکه خود را

در ہمہ می بیند ہمہ در خود می بیند در عین اثبات وجود ماحی نمود است۔ رباعی سیوم تفصیل ہمیں معنی است۔

۴۳۔ تنزیہ فقط از علم سوے ادب است ‌ از ملفی وسمع صاحب دل عجب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است ‌ در باطن خود تمام آیات اب است

۴۴ تشبیہ را کہ بوے تنزیہش نیست ‌ در اکثر تنزلات توجیہش نیست
این نکتہ ز فنسرمان محشر با بد ‌ سہل است دو روز اگرچہ تنبیہش نیست

مقصود رباعی اول ظاہر است۔ غرض از رباعی دوم آن است کہ ہر کہ در مقام تشبیہ صرف است یعنی صفات حق را منحصر میدانند در صفات ظاہرہ از مخلوقات اکثر آیات الٰہی بنا بر اعتقاد اولی توجیہست تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔ واگر نفی تنزیہ باین معنی می کند کہ ذات حق تعالےٰ ورای ذوات مخلوقات نیست وحق را وجود علیحدہ نیست پس او در حق صرف است وتخالف او باطل چنانچہ ذات ہر یک ورای ذات آں دیگر نیست اگرچہ صورت ہر یک کہ فی الواقع مخلوق ہماں اوست در خارج کالصّورۃ فی المرآۃ است ورائے آں دیگر است پس یک آئینہ است کہ دروے صورۃ ممکنہ مختلفہ می نماید وفعل وصفت ظاہرہ ازیں صورت تمام از آں آئینہ است وآن ذات حق است او را صفات وافعال بلا نہایت است ورای این صفات وافعال

گاہ خورشید وگہے دریا شوی ‌ گاہ کوہ قاف وگہ عنقا شوی
تو نہ آں باشی نہ این در ذات خویش ‌ اے برون از وہمہا وز بیش بیش
از تو اے بیرنگ با چندین صور ‌ ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر

واگر نفی تنزیہ از صفات اجسام ولوازم آں می کند ہمچو نفی تنزیہ نقطۂ حوالہ از دائرگی پس غافلی است از دقائق علم بیخبر۔ نعوذ باللہ۔ اگر باین عقیدہ اثبات صفات وزیادتی آنہا می کردہ باشد ہذا۔ فانہ خطاب فاصل بین الحق والباطل۔

۴۵۔ چوں ظاہر علم پردہ مقصود است ‌ این ہشت خیال سر بسر نابود است
از نقش دمے بسوے بے نقش گریز ‌ وانگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ حجاب مقصود نقوش صور علمیہ است کہ در مرتبہ دوم مدرک می شود از علم گریختن وخود را بہ بے شعوری و غیبت در دادن راہ مقصود است در آں موطن باطن مستغرق انوار مشاہدہ است۔

۳۶۔ ہر حس تو نہ بیست ز اظہار نقوش ۔۔۔ شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
بر خیز و جمال نقشبندی بطلب[1] ۔۔۔ کاں ساں شود ت شکست بازار نقوش

مقصود ظاہر است

۳۷۔ چوں نقش نہادہ ور وبہ بے نقش آری ۔۔۔ زاں لوح وجود نسخہ بر داری
نورے بے رنگ ترجمانش گردد ۔۔۔ زنہار کہ دل بہ ترجماں نسپاری

ایں رباعی اشارت است بہ آنچہ سابقاً گزشت کہ بعد از استہلاک و اضمحلال نورے بے رنگے بخلافت نشستہ خبرے از مقصود میدہد اما طالب صاحب بصیرت می باید نفی آں نمود کند و از تجلی صوری کہ در دائرۂ ایں نور بے رنگ است بہ تجلی معنوی کہ در کسوت صفت اطلاق است بگریزد ہر چند کہ بہ نفی او منفی نہ شود بلکہ قوت گیرد بالجملہ صاحب ایں نسبت را لازم است کہ سعی و اہتمام او در نفی باشد قطعاً بہ اثبات متوجہ نہ شود از ین است کہ قطب المحققین خواجہ عبداللہ میفرمودند کہ نسبت ما بغایت محجوب است از نفس توجہ محجوب می شود چہ توجہ و اثبات جریان نور بیرنگ نمی باشد لا تفکروا فی ذات اللہ حقیقت آں نسبت استہلاک سر و اضمحلال اوست در غلبت ہویت بجذب و تصرف غیبی چوں ایں معنی قرار گیرد و دوام آرام دست دہد مزاحمت ترجمان از میاں بر خواہد خواست مگر در مطالعہ کثرت در وحدت یا وحدت در کثرت کہ ردائے کبریا کہ عبارت ازاں ترجمان است در میان خواہد آمد ہر چند کہ بہ ساں ذات است نسبت بہ مدلول کہ نزد ادراک دال توجہ مدرک بمدلول است عاشقے کہ خیرے معشوق می شنواں گرفتار معنی خبر است کہ۔ کانہ ھو۔ الفاظ مذکور او نیستند حقیقت آں است کہ ادراک وصل میان ترجمان وحق است بلکہ حق عین آں ادراک است

---

[1] ازین رباعی معنی نقشبندیہ را دریاب۔ منہ قدس سرہ

Marfat.com

The Digital Library

و در[1] صفحهٔ ترجمان مطالعه جمال خود میکند ؎

ما کیستم اندر جهان ہیچ ہیچ　　　　چوں است خود او ندارد ہیچ ہیچ

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

۳۸- آں ہیر نگی چو پر تو انداز شود　　　　بس راز نهفته را که غماز شود

ہر جا نوائے ست بر کشد جمله به خود　　　　وانگه پئے انکشاف ہر راز شود

ایں رُباعی اشارت ست بآنکه آں نُور بیرنگ چوں قوّت یابد پرتو انداز د و جُمله کا ئنات را فرو گیرد و در نور اینیت او سریان حق در مراتب کائنات بظهور رسد و معنی ہوالاوّل والآخر والظاہر والباطن روشن گردد۔ سر ایں معنی آں است که چوں محب صادق بحضرت ذات منجذب شود پردهٔ محبوبان مجازی ازمیان بر افتد صرف محبت در جلوه آید ہرگاه ازاں مقام تنزل نماید سلطنت آں محبت ذوقِ جمال مجازی را ازمیان بر اندازد و بحکم محبت در جلوه کا لشاہد غیب ہویت از مقام خود تنزل نموده در کسوت نُور بیرنگ متجلّی گردد چوں ہر چه مدرک میشود پرتو انداختن آں نُور بیرنگ آں است که مقروں بہر ادراک آں نُور بیرنگ مدرک میشود چنانچه پیش از مقروں بآں ادراک صورت ممکن مدرک می شد ایں معنی بعد از قوت گرفتن محبت است و قوت گرفتن محبت به تواتر استہلاک و انجذاب است و بعد از پرتو انداختن درجهٔ دیگر آں است که در جُمله کائنات آں نُور بیرنگ را ساری یابد بنظر واحد و صور اشیا ہمچوں سرابے بے نُور۔ درجهٔ

---

[1] لیکن حق قدما مدرک نیست در ترجمان اصلاً منتف۔ لأنه ھو۔ زاں سرائے بہر بار گشته جیب و سر تهی۔ نسبت آں ترجمان بذات نسبت حرارت آفتاب است به آفتاب که پر توئے ظاہر شود چنانچه کور ذوق حرارت را عین آفتاب نمی داند آں متجلّی له۔ و اصل سر۔ آں ترجمان را عین ذات دارد۔ نمی ماند داند۔ اعمٰی که مارے دار لیکن خوف اں وہم در مار داری ادر ا یک اتصالے بحضرت ذات است که خارج است از دائرهٔ تقریر و تحریر۔ اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس لیک گفتم ناس را نسناس نه ناس غیر از جان جان شناس۔ نه ایں اتصال جان و سر و و اصل راست نه ادراک ادرا۔ لا تدرکه الابصار و ھو یدرک الابصار۔ منه قدس سره۔

[2] زبدہ ابوالحسن فاروقی گوید بر حاشیه کتاب ایں عبارت بطور بکه نوشته است نقل شده۔ لیکن در حقیقت این دو شعر است که به این نهج مسموع نشده

اتصال بے تکیف بے قیاس　　　　ہست رب الناس با جان ناس

لیک گفتم ناس را نسناس نه　　　　جان باشد غیر جان کی جان شناس

Marfat.com

دیگر آن است که علم و قدرت مظاهر و از صور را بآن نور بدتبدیل بنور آن نور ذوات یک ذات
وصفات یک صفت گردد لمن الملک الیوم لله الواحد القهار

۳۹۔ گویند که چون رسد تدلی به کمال — گردد دو جهان ز ترجمان مالامال
چشم از همه سو سرمه مازاغ کشد — گوش از همه جانب شنود بانگ تعال

منتهیان طریق نزول می گویند که کمال تدلی مقصود و نهایت احاطهٔ شهود آن است که صور محسوسه مشاراً الیهیه و شهادتیه بتمام ترجمان حقیقت شوند و فائدهٔ آن نور بهر رنگ دهند۔ ز هر یک و آی رفع بصر و هر یک سرا بندهٔ سبحان الذی لم یبصر فیہا من جہل و قال العجز عن درک الادراک ادراک ومن علم فلم یقل بمثل هذا القول۔ این اعلیٰ عالم با ثقه لیکن تمامی این بچند مقدمه دیگر است یکے فرو رفتن صور بجهت البطن البطون دیگر بودن صور مظاهر اسماء شئیون و دیگر انصباغ ظاهر به احکام گوناگون۔

۴۰۔ ممکن ز تنگنائے عدم نا کشیده رخت — واجب بجلوه گاه عیان نانهاده گام
در حیرتم که این همه نقش غریب چیست — بر روح صورت آمده شهود خاص و عام

اکنون مارا در درجهٔ حیرت ماندن خوشتر از بن قیل و قال و عنان قلم را از صورت علم کشیدن مناسب حال ؎

در لعب اکنت ندانستم همیں پندا ستم دائم
از این پندار گوناگون وزین دانش پشیمانم

۴۱۔ اے گشته به هر نمود بیهوده گرد — این است مقام کنت سمعه بشنو
در نشست نموده که بس بے طرف است — بنشین و به هر طرف بشنو ز نگ دو

۱؎ این جا بدانی که خدا نور موجودات و صور اشیا بمنزلهٔ مشکات است مر آن چراغ را و آن نور به رنگ که ظهور داد در شجرهٔ طیبهٔ فرد وشیا انسانیه است در فلک و بے گویا کوکبے است درخشان بمنزلهٔ آفتاب است و در ضمن آن شجره که روح انسانیت سخت مناسب است بچراغ خلیفهٔ او است که بصورت ضد خود را نماید و اگرچه هنوز محو نیستی فی ذات الله نه شده باشد۔ هرچند که او مر مشکات نور کامل است نهایت او را یک تر زجاجے بچراغ و چراغ را یک افروختگی در و هست که معنی نور علیٰ نور لائق شان او ست و اینجا محل لغزش اقدام است چنانچه طائفهٔ مبلهانیه روح نفخی را که بعضے از ظهورات روح انسانی به خدائی که گرفتند یهدی الله لنوره من یشاء۔ منه قدس سره

...on.com: The Digital Library

۴۲- یک لحظه سرے بجیب هستی درکش — حرفی اناگوئی را خطے بر سر کش
گر مرد رهی به نامرادی خو کن — یعنی که نگار نیستی در بر کش

رباعی اوّل اشارت است بقرب نوافل و قرب فرائض. بیت اوّل اشارت بقرب اوّل است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی. رباعی دوم اشارت به نیستی است که حاصل قربین است و خو کردن به نامرادی و در کشیدن نیستی سمت تمکین است در فنا و استهلاک که اهل فرق بعد الجمع را می باشد باطن شان غرق لجهٔ فنا و ظاهر حاضر به آنچه می رود و اقرب طرق در حصول این معنی طریقهٔ علیه نقشبندیه احراریه است.

۴۳- این سکه که من زدم بنام فقر است — وین روشنی از نور تمام فقر است
برخیز و ره خواجهٔ احرار بگیر — کان راه ز سر حد مقام فقر است

اقرب و اعلی طرق مشائخ قدس الله اسرارهم طریقهٔ علیه احراریه نقشبندیه است. اوّل در آمد ایشان در ادراک بسیط است که غلبهٔ جهت حقیقت بر خلقت است و محل تجلی انوار ذات است و ظهور وجه خاص است[^] بمقصد این معنی را که مغلوبیت ادراکات مرکبه و ظهور تباشیر صبح سعادت وصولی است. حضور و آگاهی میگویند و هرگاه در غلبات کشش و انجذاب ادراکات مرکبه تمام از میان رخت بر بندد بل به تبعیت و آگاهی نیز شعور نماند تعبیر به فنا و فنا فنا می کنند تواتر این نسبت را وجود عدم میگویند و ملکهٔ ظهور این نسبت را بتواتر عظیم می شمرند

وصل احدا اگر توانی کرد — کار مردان مرد دانی کرد

از اینجا است که درین وقت بگویند وجود عدم منجر بوجود فنا شد همانا که از فنای صفات بشریت بنجواهند و هرگاه حق سبحانه به محض عنایت لوے بخشید که در پرتو آن نور دیدند که حضور با بحضرت پرتوے است از وصف حضور ذاتی آنحضرت بجز دش فنائے حقیقی مشرف شدند از ایشان نه نام ماند نه نشان هرچه به ایشان منسوب بود تمام به اصل خود رسید

ـه این اشارت هرجا در کتب واقع شده و با غرض واحد است وجه خاص همان مدرک بسیط است که مقدم مسالک است و جهت حقیقت اوست و نسبت با و تجلی ذاتی اوست. منه قدس سره

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

این مقام مقام بقا باللہ است این وجود را وجود فنا می گویند و می گویند وجود فنا بوجود بشریت هرگز عود نمی کند یعنی عادت اللہ برین جاری است فانی به اوصافش مرد ورنه می شود حوالۂ تکمیل ناقصان درین منزل است این کشف را کشف علیه می گویند. تعبیر تجلّی ذاتی و شهود ذاتی یاد داشت میکنند و حقیقت ان تعبد اللہ کانک تراه درین موطن میدانند و رویت اخروی را نیز درین منزل اثبات می کنند فرق میان احسان و رویت همچون فرق میان مشاهد صاحب جمال در وقت صبح و در وقت اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند هرچه که انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چون حق سبحانه خبر داده که مه پاره چشم را مدخلے خواهد بود. آمنا و صدقنا. اگر می گفت پیشانی شما را مدخلے خواهیم داد آن زمان نیز ایمان می آوردیم و شهود ما نظرت فی شیءٍ اِلّا و رَایت اللہ فیه او قبله او معه را بیش از اطلاع بر اصول این طائفه و تصدیق بر آن اصول چندان اعتبارے نمی نهند و هم معاینه را بران اطلاق نمی کنند چنانچه بعضے کرده اند همگی اهتمام ایشان در کشف علیه و تجلیات آن نسبت کثیرۂ صفاتیه نیز از نظر ایشان محو می شود. از صفت و فعل جز ذات هیچ نمی بینند در عرصۂ وجود جز یک ذات بحت در نظر شان بصیرت شان نمی نماید این است نهایت مقام انبیاء و اولیا اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی - وَلَیْسَ وَرَاءَ الْعَبَّادَانِ قَرْیَةٌ

۴۴. آمد چو رباعی بچهار از عشر است | خامش شده خامه و دهن بسته دوات
ما هم سخنے را که بشر حش گفتیم | کردیم تمام بر محمد صلوات

۴۵. اندیشه چو اربعین خود برد بسر | در تفرقه اش چو اهل طاهر منگر
هر چند که هست کلّ یوم فی شان | در هر شانے نبے نشان داده خبر

۴۶. اے خواجه درین نامه بسے اسرار است | فهمش ز مقید خرد دشوار است
از کون و مکان مقید اتش فرد اند | مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

تمت الرسالۃ

نوزده تواریخ از اتمام این رساله مبارکه که حضرت مولف قدس اللہ سره در مجلسے املا فرموده

Marfat.com

...h.com: The Digital Library

۱؎ ہوالحکیم الفتاح الصمد ۲؎ لوائح محکم موجودیہ در کلم نقشبندی ۳؎ اللہ تعالے لقایش بدہادا ۴؎ وجہ عکس مرآت الصفا ۵؎ حظ جد مولی ۶؎ فیوض علیا ۷؎ نقل کلم خواجہ پارسا ۸؎ ظل حی موجود ۹؎ بل ظل حی وجوبی ۱۰؎ تحفظ وجودی ۱۱؎ مسانی لصور حدوثی ۱۲؎ نظم وجوب ۱۳؎ تجلگی اسرار احباب توحید ۱۴؎ تجریع فصوص حکم ۱۵؎ فصوص الحکم بے ثقل ۱۶؎ لب مقدمات نقد نصوص ۱۷؎ فیض جد بہاء الدین ۱۸؎ شرح کمل بادا ۱۹؎ صَلِّ عَلٰی آتیمِ الانوار وَاٰھلِہٖ

(c) ketabton.com: The Digital Library

مجموعهٔ کلام

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

مجموعۂ کلام باقی

مجموعۂ کلام (۶۹ صفحہ)

خواجۂ خواجگان و قبلۂ راستان ۔ صاحب تصرف انفسی و آفاقی
حضرت خواجہ رضی الدین محمد الباقی مشہور بہ حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ الاقدس

رموز اشارہ	نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد ابیات
ق	۱	مثنوی قبل از زبان درویشی	۶	۱۳۸
گ	۲	مثنوی گنج نعمت	۴۴	۷۲۵
س	۳	ساقی نامہ	۵	۱۱۱
ضمیمہ س	۴	سلسلۂ پیرانِ طریقت	۱	۲۲
تاریخ	۵	تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک	۴	۹۵
تاریخ دوم	۶	تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ	۱	۸
ب	۷	رباعیات ۴۹ و فردہا ۳ عدد تحقیق طلب سہ رباعیات و چہار فرد	۷	

Marfat.com

.com: The Digital Library

مثنوی قبل از زمان درویشی

در بیان آنکه وجود صوری انسان هر چند که از عالم خلق است اما حسب باطن از حضرت قدس است

بسم الله الرحمن الرحیم

(۱۳۸ اشعار)

من نه چنینم که نمود من است ۱ جای دگر رقص وجود من است
نقطهٔ محراب جماعت منم ۲ دانهٔ سیراب زراعت منم
ابروی پیشانی من دلکش است ۳ قطرهٔ پیشانی من آتش است
عقل نمک ریز کباب من است ۴ خون جگر نام شراب من است
مردمک دیده به هندوئی ام ۵ گوش نصیحت به رضاجوئی ام
دیده متاع سر دکان من ۶ شور دو عالم به نمکدان من
خنجر مژگان سر چوگان بس است ۷ گوی توجه نمک جان بس است
نافهٔ مشکم شکر آمیخته ۸ در ته سرپوش نمک ریخته
بر سر هر بنده گهر مانده ام ۹ در بن هر موی شکر مانده ام
خامه کلید است در انگشت من ۱۰ گنج دو عالم همه در مشت من
تکیه به بالین جگر کرده ام ۱۱ خرقهٔ آلوده بدر کرده ام
غنچهٔ تماشائی بستان من ۱۲ رشک بهار است زمستان من
حرف من اکنون به سخن گوئی است ۱۳ در پی معجون هنر جوئی است
بر سر هر نکته علم می کشم ۱۴ هر دم و هر لحظه ستم می کشم
دیدهٔ عالم به تماشائے من ۱۵ بلبل و غنچه به سودائے من
گر بدرم در بدری نیستم ۱۶ زان خودم از دگری نیستم
گوهری از کان ضمیر من است ۱۷ از نمک ساده خمیر من است
صفحهٔ خاطر ورق خویشی ام ۱۸ تاج مکلل سر درویشی ام

Marfat.com

(c) Retabton.com: The Digital Library

آہ چہ گفتم دمے خامے زدم ۱۹ دستہ گونہ بہ تمامے زدم

ہر چہ مرا ہست ازو دیدہ ام ۲۰ ریزہ زخوان کرمش چیدہ ام

کردہ بہ ہنگام بیان ادب ۲۱ نرمی و سختی بہ فسون و غضب

زاں ید بیضائے پئے تقصیر من ۲۲ ساختہ معتراض گلوگیر من

خورد و کلان حرم اتحاد ۲۳ آدمیان اند فرشتہ نژاد

پیر و جواں خوشۂ یک دانہ اند ۲۴ یک کف سرجوش کریمانہ اند

در نظرت ہر مژہ چند بیں کثرتیست ۲۵ احولیت باعث ایں کثرتیست

خیز و زمانے نظرت راست کن ۲۶ رشتۂ خود را گہر آراست کن

شیر شکاراں مسیحی نفس ۲۷ بیہدہ چندیں نہ زدندے نفس

اے نمک بے نمکاں درد دلم ۲۸ شورش شوریدہ دلاں حاصلم

آتش سودا سوئے مغزم دوید ۲۹ آبرش رہوار مرا سیلے بہ ید

زخم دلم مرہم آں دود شد ۳۰ ریزۂ الماس نمک سود شد

آتش و آبے کہ دریں منزل است ۳۱ چشمۂ رہ منتظر بسمل است

خاک بشو دل بہ گرانی مدہ ۳۲ پشت تغافل بہ جوانی مدہ

بے غرضے شمع نیفروختند ۳۳ بیہدہ افسانہ نیاموختند

خیز و بہ سودائے شکارے بتاز ۳۴ چند نشینی پئے کارے بساز

سست نہ ئی پائے خارے بگیر ۳۵ دست دل و دامن یارے بگیر

در بیانے آنکہ دنیا و غم دنیا ہیچ است و از آنے مطلقے ادستے

ایں ہمہ سر رشتۂ پرتاب و پیچ ۳۶ جز غم بیہدہ چہ چیز است ہیچ

غارتیان اند نگاہے بکن ۳۷ از پئے غارت شدہ آہے بکن

اے خنک آنہا کہ ازیں رستہ اند ۳۸ دل بہ گلستان دگر بستہ اند

دست بہ فتراک سحابے زدہ ۳۹ آتش خود را کف آبے زدہ

سوختہ اے خندہ مہتاب را ۴۰ بستہ بہ آتش گذر آب را

Marfat.com

com: The Digital Library

۴۱ در بُنِ دندان توکل نشین — خار مشو در قدمِ گُل نشین

۴۲ دست طمع از دل خود دور کن — کلبهٔ خود خانهٔ زنبور کن

۴۳ گر مگسی دست ملامت بگیر — ور بنده ره و رسم سلامت بگیر

۴۴ بر سر هر خوان نظر انداختن — نرد زبون‌گیری خود باختن

۴۵ دل به شبیخون کشائش دهی — هیزم پوسیده به آتش دهی

۴۶ بر سر هر لقمه گرانی کنی — آب شوی جهد فشانی کنی

۴۷ سنگ ملامت سر دندان تو — خشم زبان مائدهٔ خوان تو

۴۸ گوش پر آوازه دهن ماندهٔ — مائده در کام سخن ماندهٔ

۴۹ دست سوی خوان عنایت بکن — این همه پیچ اند و کفایت بکن

۵۰ چیست پس و پیش، پس و پیشی اوست — رازق هر خواجه و درویش اوست

۵۱ جُمله از آن خوان کرم می‌رسد — هم بخوشی هم به ستم می‌رسد

۵۲ گر به مَثَل سنگ حصار آوری — از خور و آشام کنار آوری

۵۳ تنگ به بندی لب مقصود را — سنگ دهی خواهش نابود را

۵۴ روزی پیوسته فراوان رسد — بادر کان بر سر احسان رسد

۵۵ در نیست از رُوح سبکتر رَوَد — باد شود با نفست در رود

۵۶ در به هوس پائے طلب بر نهی — خواهش عالم همه بر سر نهی

۵۷ باد شوی در طرف جستجوے — خاک شوی در گذر آبروے

۵۸ آنچه نه از تست تغافل کند — غنچهٔ بیهوده گیت گل کند

۵۹ دست خوش سنگ ندامت شوی — مسخرهٔ گوے ملامت شوی

۶۰ صاحب عالم به همه حاضر است — بر بد و بر نیک همه ناظر است

۶۱ باش که چون روز قیامت رسد — از همه سو بانگ ندامت رسد

۶۲ شحنهٔ پرسش به ندامت برد — بر سر دیوان حسابت برد

۶۳ خواهش اگر بیش وگر کم بود — پلّهٔ خواهش به جهنم بود

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

۶۴ بر سر چہ پاے چو بنہادن است — خواہ یکے خواہ دو افتادن است

۶۵ جانب خوباں نظر افگندنت

زندگی و بسیار بود مردنت

حکایت

۶۶ بے خبر بود گرفتار خویش — جوش زن از گرمی بازار خویش

۶۷ مرحلہ پیمودہ بہ سوداے زر — کردہ بہ ہر بادیۂ در گذر

۶۸ ناگہ از اں جا کہ بد پیشانیش — بود بود خنجر ز پریشانیش

۶۹ گوشۂ چشمے بہ شکارش رسید — طرفہ نگاہے پئے کارش رسید

۷۰ خواجۂ سودا زدہ دیوانہ شد — عاشق آں نرگس مستانہ شد

۷۱ آں ہمہ اسباب بہ یک جو فروخت — خرمن بیفائدہ را برق سوخت

۷۲ رقص کناں گرم تماشاے خویش — نے سر سوداے نہ پرواے خویش

۷۳ ہم سفرے داشت بہ سوداے خام — شد بہ ملامت گریش تیز گام

۷۴ آمد و گفت ایں چہ مستی کہ چہ — بے جہت ایں بادہ پرستی کہ چہ

۷۵ یک نظر است ایں ہمہ غولی مکن — با خبرم از تو۔ فضولی مکن

۷۶ چوں سخن سرد بہ گوشش رسید — گفت کہ اے درد دل یخ ناپدید

۷۷ بے خبری از من و کردار من — رو کہ نۂ محرم اسرار من

۷۸ شعلۂ دیگر بہ چراغم رسید — باد مسیحا بہ دماغم رسید

۷۹ شد چو بہ دل ریزۂ الماس خوار — خواہ یکے ریزہ و خواہے ہزار

۸۰ در سخنم را بہ گزاف آوری — بر سر تہمت ہمہ لاف آوری

۸۱ مردنم اینک خبر حال من — دادن جاں شاہد احوال من

۸۲ چوں دم آخر نفس گرم داشت — دست اجل از رخش آزرم داشت

۸۳ آمد و آں نقد گرامی سپرد — سردی و گرمیش تمامی سپرد

۸۴ باقی از افسانہ مردم خموش — درنوا گر چاشنی ہست جوش

Marfat.com

...com: The Digital Library

ورنه برو آتش می دام کن ۸۵ ساقیِ خود را نفسے رام کن

تا به تو یک جرعه عنایت کند ۸۶ حاصلِ کونین کفایت کند

ساقیِ الهام می آمد صدا ۸۷ حصّه همی جامِ می آمد مرا

دست بر آور بہ مئے لاله رنگ ۸۸ شیشهٔ ناموس بیفگن به سنگ

تا مگر امروز به راهے شوم ۸۹ قابلِ تنقید نگاهے شوم

عشق بشارت دهِ فرزانگی است ۹۰ عشق نه از جملهٔ دیوانگی است

عشق کمال است به هر سو کجا است ۹۱ قصّهٔ عنقا صفتِ کیمیا است

عشق مجازی لقب او نهاد ۹۲ صد در از سوے حقیقت کشاد

دست من اکنوں به گهر سفتن است ۹۳ روز نخستینِ سخن گفتن است

روز دگر رونق دیگر دهم ۹۴ حصّه درویش و توانگر دهم

کوششم و چندانکه به دریا رسم ۹۵ موجه برآرم به ثریّا رسم

چند دگر سنگ کنم قوت خود ۹۶ در صدد سودن یاقوت خود

باغ بهشتم نفس گل کنم ۹۷ هر چه بگویند تحمّل کنم

کام شوم مشربهٔ دل خورم ۹۸ جام شوم زهر هلاهل خورم

دست مرا سوے محمّدؐ برید بر در دریوزهٔ احمدؐ برید

بر سر آں خواں که کریماں نهند ۱۰۰ شاه و گدا را همه یکساں نهند

همت پیراں مددِ جانِ من ۱۰۱ لطف عزیزاں پئے درمانِ من

ارکه به همسائگی مردم است ۱۰۲ گر همه دیو است زهش خودگم است

عشق سخنداں رموز من است ۱۰۳ در دل شب شعل سوز من است

زینت دل رونق ایمان من ۱۰۴ مونس من محرم من جان من

حال تو هم با تو بگویم که چیست ۱۰۵ خود تو بگو محرم این پرده کیست

اے تو نمک پاش کباب دلم ۱۰۶ چاشنی اندازِ شراب دلم

موے شگافندهٔ معنی توئی ۱۰۷ شاهد و ساقی و مغنّی توئی

(c) ketabton.com: The Digital Library

روی زمین آب وجود از تو یافت ۱۰۸ پشت فلک چشمهٔ جود از تو یافت
پنجهٔ خورشید جلد بود از تو ۱۰۹ ثابت و سیاره پی کار تو
ای که سر عشق مجازی تراست ۱۱۰ خواهش این شعبده بازی تراست
بایدت اول ادب آموختن ۱۱۱ دیده بهم دوختن و سوختن
بی ادبی راه نمود هواست ۱۱۲ ورنه هوا از چه و عشق از کجاست

گر سر انس است ۱۱۳ سخن گوش کن
ورنه مگو بیهده خاموش کن

حکایت

در طرف روم یکی ماه بود ۱۱۴ لائق نظارهٔ دلخواه بود
شهد و شکر را بهم آمیخته ۱۱۵ بر سر آن کان نمک ریخته
شانهٔ و آئینه فگنده ز دست ۱۱۶ رستهٔ زمنت کشی هر چه هست
در هوس زینت رخسار خویش ۱۱۷ کرده حواله به ادب کار خویش
عنبر احسان عمل یافته ۱۱۸ غالیهٔ عنبر و جل یافته
باد مسیحا پی نزهت گریش ۱۱۹ ساخته از گرد تکلف بریش
سرو قدش در روش روح پاک ۱۲۰ در خم تعظیم بوسیده خاک
ماه که سر حلقه به گردون نهاد ۱۲۱ صبح نگر روی به زمین چون نهاد
چونکه بنفشه سر تعظیم یافت ۱۲۲ دست دماغ از کرمش سیم یافت
سنگ دو روئی به ادب وانشست ۱۲۳ لعل شد و بر سر سنجر نشست
خسرو عاقل دم بی باک زد ۱۲۴ آمد و زخمی جگرش چاک زد
کوه کن از تلخی مسکین خویش ۱۲۵ شیر بها یافت ز شیرین خویش
غنچه نفس در قفس خویش کرد ۱۲۶ چشم ادب یک دو نفس پیش کرد
آخر گلبانگ تحمل گرفت ۱۲۷ دست کشاده دهن گل گرفت
ساده رخی رفت به مهمانیش ۱۲۸ لب همه افسون پریشانیش

Marfat.com

The Digital Library

۱۲۹ آں صنم القصہ ادب کیش بود — بر بد و بر نیک خوش اندیش بود
۱۳۰ گفت کہ اے سیمبر ایں شیوہ چند — نخل برومند قوی میوہ چند
۱۳۱ دست بہ مشاطہ گری باز کن — گرمی بازار خود آغاز کن
۱۳۲ گل بہ شب تیرہ منور کہ دید — محتشمے بے زر و گوہر کہ دید
۱۳۳ گوئے فلک ایں ہمہ آہستہ نیست — دیدۂ خورشید فرو بستہ نیست
۱۳۴ وقت کمال است نشستن کہ چہ — آخر مہ نیست شکستن کہ چہ
۱۳۵ لازم خوبی ست ستم کیشیت — معنی ناز است کم اندیشیت
۱۳۶ زہر گیا ار بکشد باک نیست — در نفس ما و تو تریاک نیست
۱۳۷ شوخ ادب چوں سخن نرم گفت — گرچہ برآشفت عجب گرم گفت

۱۳۸ کرد لب از آتش معنی بجوش
گفتہ خرد نکتہ بہ گوش

تمام شد مثنوی قبلے از زبانے درویشے

تعداد اشعار

(۱۳۸)

Marfat.com

مثنوی گنج فقر

کہ در زمانِ درویشی نظم شدہ

(۷۲۵ اشعار)

خداوندا! بفقرم رہنمائے — درے زاں رہ سوئے درگاہ بکشائے
کہ از ناکامیِ خود کامیابم — وزاں افلاس کل آرام یابم
غنا در فقر و فقر اندر غنا گم — بشویم دست ازیں شوریدہ قلزم
شوم در فقر دریائے الٰہی — امانت دارِ دُرہائے الٰہی
ز آشوبِ دماغم پُر تجیّد — گہے خود را صدف بینم گہے دُر
گہے زیں ہر دو بالاتر گہہ بینم — صفاتِ بحر را در خود ببینم
بہ بخشش ایم از موجِ تعنّگر — کنم دامانِ کوہ و دشت پُر دُر
بگیرم در کف از دُر شاہوارے — ہم از خود بر خود افشانم نثارے
ز جوشِ سینہ چوں گردم سبک سیر — ببیند ازم بہائے ایں کہن دیر
بیا باقی چہ ازیں گونہ پستی — اگر دریا نۂ خود قطرہ ہستی
صدف چندے گرفتہ در کنارت — ز بیرنگی برنگ افتاد کارت
صدف بشکن ز دریا گوہر آور — تو خود غوّاصِ خود شو سر برآور
عروساں طالبِ ایں گوشوار اند — بروں آتا بپاشت سر گزارند
یکے در پردہ گفتار برخیز — بگوشِ نو عروس خوش در آویز
اگر شد پردہ نازیبا چہ باک است — جمالِ پردگی بس تابناک است
چو نورِ پردگی بیروں شتابد — کسے از پردہ جز نامے نیابد
طلب بسیار شد وقتِ قبول است — بگویم گرچہ می دانم فضول است

(c) ketabton.com: The Digital Library

Marfat.com

The Digital Library

کنم از گنجِ فقرت آگہ اندکے　　　درآیم در سخن بسم اللہ اینک

توحید باری تعالیٰ عزاسمہٗ

بنامِ آنکہ دریائے وجود است　　　زیک موجش دو عالم را نمود است
نمودی فارغ از ننگِ جدائی　　　فرو رفتہ بہ بحرِ آشنائی
چو انجم پردہ را یکسو نہ کردہ　　　بروں گشتہ بے اظہارِ پردہ
ولے انجم پرستے چند کوتاہ　　　نگردیدند ازیں اظہار آگاہ
ز استیلائے عشقِ نامقید　　　فرو رفتند در تجسیمِ مجرد
شدہ در قیدِ ناپائندہ چند　　　ہوادارِ فسردہ آشندۂ چند
بسے کمیاب می باشد دریں کو　　　خلیلؑ لا اُحِبُّ الآفلیں گو
کجا آں عندفۂ بحرِ مطالب　　　کہ سر بیچید ز امواجِ کواکب
وجودش موجِ اللٰہی بباید　　　ز اصلِ موج آگاہی بباید
بہ بینید موجِ حسن و عشق یکدست　　　شود با موجِ عالمگیر سرمست
زیک بحر است چہ انفس چہ آفاق　　　چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق
عجب بحر است خود در خود شناور　　　تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر
اگر علمے است از علمِ خدائیست　　　نمودی ہم کبریائی بادشاہیست
دریں معمورہ کثرت را چہ کار است　　　ہمیں یک ذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت وگر علم و ارادہ است　　　بظاہر نسبتے چند افتادہ است
ہماں اصلِ نسب بے چند و چون است　　　ز ہر نسبت کہ می دانی بروں است
ز بحرِ جودِ او کونین جوئے　　　ز جوئے لطفِ او آدم سبوئے
سبوئے نہ کہ از جوہر گشتہ سر　　　سبوئے آب رفتار و شناور
سبوئے خاک و آتش او ندیدہ　　　جہانش جملہ از آب آفریدہ
چو آبِ صاف خالی از کثافت　　　شدہ ظاہر ز بیرونش لطافت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

لطافت عکس نور لایزالی — نه آن عکسی که از اصل است خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور — چه نور است این همه سبحان ذی النور
زهی قدرت که چندین بیش و کم ساخت — ز بحرش قطرهٔ بیرون نینداخت
همان بر وحدت خود پای بر جا — ز خود کرد این همه کثرت هویدا
ازین کثرت نیفزود اعتبارش — وزین جنبش نه شد هرگز قرارش
حوادث را بذاتش نیست کاری — نیابد هرگزش نو اعتباری
بنام ایزدی دریای سرمد — تعالی الله زهی ملک مؤبد
ازین دریا نمی دانم چه گویم — چو در موجش ز هستی دست شویم
چو من در نیستی گردم تهی گرد — که خواهد گوهر از دریا بر آرد
خبردار آن این بحر پر از نور — وجودی داشتند از غیر فتور
نقاب غیریت بر او کشیده — جمالش چشم خلوتی ندیده
در آن پرده که دریا خاص خود بود — چنین دانم که خود غواص خود بود
چو من در موج دریا ره نوردم — گهی در فرق و گه در جمع کردم

چو گویم زیر چوگان ارادت
بشارت باد بختم را سعادت

مناجات

خداوندا درین چاه نفس گیر — طلسم جبرت و زندان تزویر
حلاوت گیر لبهای عنبر باران — فرح بخش دماغ بی تمیزان
سرای سربسر خونریز مردم — مشعبد خانهٔ پر مار و کژدم
هم منقاد ابلیس لعین را — نهاده زخم جان نازنین را
بسر باری رسیده نفس نامی — کشیده از مئی ابلیس جامی
فنی گرچه از شیطان شنوده — ز شیطان گوی رسوائی ربوده

Marfat.com

.com: The Digital Library

همه ابلیس را فرزند بے قبیل　　خطابش قرة العین عزازیل
ز آتش زادهٔ دیو آدمی رنگ　　بآتش بارگی عالم از و تنگ
من بیچاره از دستش زبونم　　درون چاه ادبارش نگونم
گہے در خشم و گہ در آرزو خوار　　میان آب و آتش دار و دم کار
گہے در خلوت شیطاں کشد رخت　　در ایوان سیہ بختاں زند تخت
گہے بر روئے کارم پرده آرد　　یقینم را بتاریکی گزارد
گہے نازد پئے کسب کمالات　　دهد تقدم بتاراج خیالات
گہے ایں ناقبول از بس عداوت　　پئے جذب قلوب آرد ارادت
ز درویشی کند شرح و بیانے　　ز علم و شعر خواند داستانے
گہ آید در سکوت و در تفکر　　شود اہل ارادت از تصوّر
کہ جانش غرق دریائے وجود است　　برون از خلق در عین شہود است
زمانے در مناجات آورد روئے　　ز فکر آخرت گردیده یک سوئے
کہ از بہر چہ تخم زہد کارم　　ز سر لذات فردوسے ندارم
ازیں غافل کہ دنیائے لعیں را　　بپرورده فساد کار دیں را
لعین دوست را پرورده نتواں　　چو پروردی عبادت کرد نتواں
گہے در عشق بازی افگند گوئے　　ہوا دار بتان عنبریں موئے
دل اندر دست نظاره نہادن　　متاع عقل و دیں از دست دادن
برآمد دودش از زلف مجعد　　دراں دام بلا گردد مقیّد
چو بیند فتنهٔ رفتار و قامت　　فراموشش شود ہول قیامت
چو چشم پر خمار افتد دوچارش　　شود آشفتہ روز روزگارش
کند مژگان خونریز از کناره　　بعیّاری دلش را پاره پاره
نگاه آتش افروزد جنوں را　　بسوزد خرمن صبرش سکوں را [1]

۱؎ ایک نسخہ میں یوں ہے: نگاہ آتش افروزد جنوں بار　　بسوزد خرمن صبرش بیکبار

Marfat.com

فسون از دولت تریاک بہ وحش / ز نخلستان خلد آرد فتوحش
شود افسانۂ روح و دماغش / دم سردے بیفروزد چراغش
تبسمہائے خونریز ار شود چیر / نہ دینش ماند و نے دل نہ تدبیر
دریں دکان سودا چند باشم / بایں آہنگ تا کے دل خراشیم
غبارے را کہ بنہادی اساسش / بلطف خویش کردی روشناسش
نخست از خلوت افگندی برونش / بدیں ویرانہ کردی رہنمونش
فرستادی دریں ظلمت سرایش / شکستی خار محنت زیر پایش
بصد بیگانہ ہم افسانہ کردی / بچندیں دیو و دد ہمخانہ کردی
محبت نامہ در جنبش نہادی / دبستان بلا را در کشادی
باستاد ہوس تسلیم کردی / بچندیں نگارش تعلیم کردی
نسیم غمزہ سر داری بباغش / دمے طرف ذمیدی در دماغش
عنان عقل بگرفتی ز دستش / بشیریں عشوۂ دادی شکستش
طریق عشق بازی را نمودی / دل ناکردہ کارے را ربودی
خود از ہر سو عبیر افشاں رسیدی / بآئینے کہ می بایست دیدی
لباس مختلف پوشیدہ بر مست / ربودی صبرش از دل کارش از دست
بحمد اللہ کہ مسجودم تو بودی / مدار بود و نابودم تو بودی
اگر در دیر و گر در کعبہ بودم / بتو می گفتم از تو می شنیدم
تو بودی حل چندیں مشکل من / تو بودی راحت جان و دل من
ہمیں سرگرم سودائے تو بودم / بہر جا در تمنائے تو بودم
اگرچہ ایں سخن مستانہ گفتم / غبار شرک چندیں سالہ رفتم
دو روزے کاندریں بتخانہ بودم / بسان سبحہ صد دانہ بودم
ولے ہر یک بر آوردہ دکانے / بہر جا رنگے دہد سو نشانے
در توحید بر رویش کشادی / شعورے در دل رستہ نہادی

Marfat.com

وجودِ در سینہ برقے گشت سوزاں | بزد در خرمنِ صد رنگ پوشاں
بروں رفتم ز خود چوں دانہ از پوست | بجستم از میانِ دشمن و دوست
دگر دانی کہ من حق ناشناسم | دریں معنی ز ارباب قیاسم
مرا بر دار خود کن ز جسمانی | «انا الحق» گو و «سبحانی» تو دانی
چو من بے اعتبارے خاک بہتر | ازیں غش نقد ہستی پاک بہتر
دریں دریا کہ ناپیدا کنار است | حبابے گر فرو ریزد چہ عار است
زبورے[1] خواہم از یک لب خوش آہنگ | کہ ہم تا جسم براندازد ہم او رنگ
غبارے آیدم در دیدہ گستاخ | نہ از صحرا خبر یابم نہ از کاخ
دماغم خود فروشی می نماید | مے گر پردہ پوشی آید خوش آید
دریں فیروزہ کاخ آدمی خوار | غریب افتادہ ام بے یار و غم خوار
تو اے مسکیں نواز ہیچ پرور | بجولاں گاہ ہیجانم در آور
چو در گور ار نخوانم را گزارند | پئے گفت و شنودم بر نیارند
کہ من رنگِ ریا و شک ندانم | «من» «و ما» در وجودِ خود نخوانم
مرا ہیجا صلہہائے تمام است | عذابِ گورِ ترسیدن کدام است

بجانم زان شعور و نکتہ دانی
تو دانائی بکن کارے کہ دانی

حکایت

شنیدستم کہ می نالید پیرے | ز دنیا و ز عقبیٰ گوشہ گیرے
جنوں در کاوکاوِ سینہ اش بود | ہوائے خلوتِ دیرینہ اش بود
ہمانا بود اوّل می ربودش | جمالِ خود نہانی می نمودش
ہماں بے رنگی و بے اعتباری | دمادم می فشردش بیقراری
سرشک از دیدہ می بارید و می گفت | شگافِ سینہ می خارید و می گفت

---

[1] ایک نسخہ : زبورے خواہم از یک جوش آہنگ

که هر کس را تمنائے محالیست — نهانی هر دلے را قبلی و قابلیست
مرا هم درد باغ آرزو خیزد — بخارے می دود نومیدی انگیز
که می دانم مرا دم بر نیاید — ازیں ششدر کشادم بر نیاید
ولیک از قسمت قسّام ذوالمن — بصحت ناشنو جانے ست در من
همیں نابود خود می خواهد و بس — همیں در آرزو می کاهد و بس
چو در حشر از لحد بیروں کنم سر — زمن بوئے نیابند اهل محشر
مبادا آں دم شوم از خود گرفتار — بہ نفسی نفسی ام افتد سر و کار
بفضلت چوں بهشت آیم خراماں — غبار قصر و باغ از من بر افشاں
دماغ خود پرستی نیست در من — سر بالا و پستی نیست در من
بلے آں را که چشم تیز بین است — دلش با داغ خواهش هم نشین است
برون از دست آرامے ندارد — بخود قطعاً سرانجامے ندارد
من طفل سخن نادان و در خواب — پئے آں راه گیرم اندریں باب
زمانے حلقهٔ ایں در زنم چست — کنم پیوند تعلق از همه سست
شوم همراه مرداں اندریں کار — متاع فقر را گردم خریدار
بآتش در وهم رختے که دارم — قلندر وار آهنگے بد آرم
برهنه از خود و فارغ ز پندار — ازیں بازار بر دارم سر و کار

ز لوح دل تراشم نقش هستی
زمانے وا رهم زیں خود پرستی

در نعت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم

گرم فیض ازل بخشد دل دست — که در هم ریزم ایں بتخانه هست
ازیں اقبال یابم احمد لامے — کنم خاصان احمد را سلامے
سر شک افشاں زمیں بوس ثنا گو — بسلطان رسالت آورم رو

(c) ketabton.com: The Digital Library
Marfat.com

چه در نظارهٔ روشن کنم رای — درین نظاره جاوید افتم از پای
تماشا را اگر بخشم گرمی جوش — تمنا را دهن گیرم که خاموش
بدل گویم سعادت هم نشین است — مقام "قاب قوسین" تو این است
جمالِ خواجه معراجِ وجود است — قبولِ دُرّة التاجِ وجود است
نسیم راحتش پیک امین است — زمین خدمتش عرش برین است
چو در ایوانِ ناز اعظم مقام است — بهشت و حور و قصر اینجا کدام است
ستایش با ثنا خوانیش مگذار — تو نادانی زبانِ خود نگهدار
قدش می گوید ای من خاک پایش — که بی همتاست سروِ دلربایش
سهی سروی ز بستان خدائیست — ستونِ بارگاه کبریائیست
سرای کون دارد نور بینش — ازین فانوسِ شمع آفرینش
کلامِ زندگی بخشش بشیر است — که روح القدس انشی بهره گیر است
همان عیسی ازین دم بهره ور بود — که در انفاس او چندین اثر بود
سرافیل است ابجدخوانِ این درس — نهاده گوشش در سامان این درس
رخش مرآت نور لامکان را — جلا در داده بینائی جهان را
که هان در من چه دیدی بی شک و ریب — خدا بین آمدی در پردهٔ غیب
درونِ پردهٔ من بودم که آدم — ملک را شد بسجودی مکرم
جمالِ یوسف از من آنچه برداشت — که عالم را چنان زیر و زبر داشت
دلش آهسته با خود در ترانه — که از تیرِ عجب دارم نشانه
حریف راز دارم دیگری نیست — نهال عشق را جز من بری نیست
چنین دارم که اسرارش کماهی — خودش می داند و علم الهی
عروس خلقتش اندر شرح اینست — که نور قدس من پرده نشین است
سرای حسن و خلوتگاه عشقم — ز من جوئید رهِ من راه عشقم
صفاتِ دوست را بی نقل و تحویل — منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

خدا جوئی که در من آورد روی
بو فرمودم گیسو دو تا پوی

بدون از فکر و فارغ از روایت
منش در گوش جان گویم حکایت

چو دیوش در قفس گرد و نفس گیر
من از وی بر کشم چون روغن از شیر

شود دانا به اسرار نهانی
بگیرد لوح محفوظ معانی

جبین فکرتش بالفظ چون در
سخن گویند جانگاه است در خود

ز یک جانب جمال و دست و بدن
ز یکسو بار استغنا کشیدن

دل از معلوم خود آزاد کردن
طلب را در مجال ارشاد کردن

دم تسبیح و استغفار بسیار
خبر گوید که دار و بندگی کار

چو در دل نور تحقیق آورد جوش
حساب بندگی گردد فراموش

از آن لب سر استغفار اینست
هم از مستغفر قلبش شو کار اینست

زبان اشک بر رخسار گلنار
حدیث عشق بازی کرده تکرار

برون در داده اسرار نهانی
شده سرگرم این گوهر فشانی

که طغیان را درین کشور گذر نیست
درخت عشق را جز فقر بر نیست

چو عشق از نامرادی آب گیرد
برومندی ره نایاب گیرد

بیک یک فی ره اش صد گونه راز است
فرود آمد کهین منزل راز است

همینم بس که بنشستم سلامی
که کارم گیرد از دل انتظامی

درین حسرت ره بهبود یابم
روانش راز خود خوشنود یابم

بمن گر تشنه‌ام یا ذا المکارم
علی خیر الوری صل و سلم

مخاطبه به سید المرسلین صلی الله علیه وسلم

بیا ای آرزوی سینه چاکان
مرا از من بچالاکی بر افشان

درین بستان اگر خاری شود کم
کدامی مرغ خواهد داشت ماتم

Rekhta.com: The Digital Library

درین گلشن اگر برگے شود زرد   کہ خواہد خاک بر سر کرد ازین درد
چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد   نقابے بر سرِ یک قطرہ پوشد
فلک گر تندبادے را گمارد   کزین محفل غبارے را برآرد
بیا اے نوح طوفانے برانگیز   بایں خاکِ ہوس آلودہ بستیز
اشارت کن بموجِ پُر تلاطم   غبارے شرک از روئے زمین گم
فرود آ اے کلیم اللہ ازین کوہ   تجلّی کن بایں فرعونِ اندوہ
عصائے اژدہا صورت بجنباں   نمودِ چند را نابود گرداں
نما اے خواجہ ابروئے ہلالی   شبِ خوں بر سرِ شوریدہ حالی
بگفت اور زبان گوہر افشاں   غبارِ ہوش از مغزم برافشاں
یکے روئے جہاں افروز بنما   حجابِ ماہ و رشکِ روز بنما
بتے را گرمیٔ بازار بشکن   خلل در طاقِ ایں کسریٰ بیفگن
بکن دکانِ ایں شیطانِ مشوش   بہم برزن بساطِ آب و آتش
سرِ گردن کشی در سجدہ آور   ابوجہلِ ضلالت را بزن سر
گرفتم ناکس کژ مژ زبانم   محمد را رسول اللہ دانم
نقابِ کبریا از پیش بردار   مرا ہم مندرج در امتی دار
درین دیرِ کہن بتہا شکستی   دلِ چندیں صنم خواہاں بخستی
فسونِ اہرمن نابود کردی   ہدایت را سپندے دود کردی
بتے دیگر درین رہ خورد گرداں   صنم خواہِ دگر را دل برنجاں
بسے رخصت ہدایت بے رواج است   درین دکان سپندے احتیاج است
من اکنوں خود سپندِ ایں بتانم   نما یک شعلہ در ابتیائم
بسے جستم درین نابود گشتن   ز نو گرمی و از من دود گشتن
دلے دارم کہ خوبے را غلام است   باندک جلوہ کارش تمام است
چو دریائے ملاحت برزند جوش   کنم یکبارگی خود را فراموش

Marfat.com

چو در عشق تو حب نفر پائے باشم
کدامم من که پا بر جائے باشم

حکایت

چو سینهٔ عشق در مجنوں اثر کرد　　تمنائے درآں دیوانه سر کرد
که دل از بند خود یکبار برداشت　　نه از راحت نه از کاهش خبر داشت
تنش سرگرم خواهش زنده می بود　　دلش از زندگی شرمنده می بود
علم بیروں زد از سیمایش آں درد　　عزیزاں را و خویشاں را خبر کرد
فغاں برداشتند بیداد تظلّم　　سرایت کرد در دلها ترحم
همه یک دل بتدبیرش دویدند　　ز رو تیغ و زباں بیروں کشیدند
نخست از مردی و جوش زبانے　　فرستادند تحفے ارمغانے
ترحم را شفیع خویش کردند　　سر عجز و فقیری پیش کردند
شب مجنوں و بیداریش گفتند　　سرشک خون و خونخواریش گفتند
هماں کاهیدن و خواری نمودن　　هماں زاری و بیزاری نمودند
ازاں سر بستهٔ غم تعبیه کردند　　بصد سنگیں دلی تقریر کردند
ولے مجنوں درآں مجمع گذر داشت　　درآں صد پرده خود آهنگ بر داشت
و گرنه راز غم خورم نداند　　حدیث عشق هر مبهم نداند
سخن القصّه در گرمی در آمد　　عزیزان صنم را در خود آمد
بمیران مروّت رخش راندند　　به تسلیم و رضا گوهر فشاندند
که ما را نیست تقصیرے دریں باب　　ولیکن تاب می باید کجا تاب
کنم اینک رخ لیلی مهیّا　　ولے هوشے ز مجنوں باید اینجا

خود آں بے چاره سدّ باب خوش است
خود افسون خود و خود خواب خوش است

حکایت

برآمد پشہ از باد دل تنگ — بداماں سلیمانے بزد چنگ
سلیمان باد را احضار فرمود — حضور باد بود و پشہ بربود
وزاں پشہ اگرچہ ظلم رہ داشت — ولے نہ از غبار تحریت باد داشت
دو قومے بیوقوف ناخردمند — فرو گفتند زیں ساں قصۂ چند
بہم در ساختند از فطرت خام — نفہمیدند عشق بے سرانجام
ندانستند مجنوں را کہ مست است — ز سر مستی ہلاک آں شکست است
دل دیوانہ اش در قید عشق است — ز سرتا پا وجودش صید عشق است

عروس عشق ہستی بر نتابد
محبت خود پرستی بر نتابد

رجوع بہ مخاطبہ
زمیں بوس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من از خود سیرم اے مقصود جانم — بروں آگیں غبار از خود فشانم
برم سرمایہ از حشاق عظیمت — بگیرم قوت جاوید از نسیمت
شکست افتد دریں مشت مخیل — حواس سرکشم گردد معطل
ازیں مہرہ کہ بر سر دوید بانست — چہ ظلمتہا کہ بر جانم روانست
بہر جا عشوہ انگیزے گزر کرد — دراں خرمہرہ آشوبے اثر کرد
بہمہ ستی دیو ناخوش آہنگ — زبان فکرتم آرد فراچنگ
بنوحیدم در انداز کہ بر خیزند — دریں صورت بمقصودے درآویز
بہر جا جلوہ گر اصل وجود است — نمودے چند پندارم نبود است
بہر سو جلوہ اصل است پیدا — چہ لیلیٰ و چہ شیریں وچہ عذرا
ہماں نور است بے تاویل و تمیز — سخن گوئے زباں بند و دل آویز

[۱] مصرع وزن سے خارج ہے۔

Marfat.com

معاذالله چنانیم گر گزارند | درِ غیبم بروپوشیده دارند
فسون اهرمن از جان پذیرم | مقام وهم خود را عین گیرم
بکف بگرفته شمع از ره رفتم | بنادانی و کوری در چه افتم
بیارد تند تشبیث ابتر استعارت | نظر ناکرده دعوای بصارت
برهم علم توحید از خبیرم | دران کشتو بسے بر روشن ضمیرم
ولے رسمش بتر یکے نشاید | باندک نشئهٔ باکی نشاید
گرفتم عین توحید است حالم | ازان جوش است جنیدی قیل و قالم
چو نورِ ذات بر دل حمله آرد | کجا تفصیلِ اسما را گذارد
در آن سوطی که ذات آرام گیرد | دل از علم صفاتش کام گیرد
ولے علمیست در وے رمز حالی | سر آگاهی و بنیادِ امال
چنین دل گر بوهم آمد عجب نیست | گمانِ بعد از وے بے سبب نیست
ازین معنی بهر صورت زند دست | که باشد گر دم از جام صفت مست
کند بار از درون پرده فریاد | که وقتے عاشق شوریده خوش باد
هنوزم رخصتِ دیوانگی نیست | طریق شرع جز فرزانگی نیست
نمیدانیم چیزے اندرین راه | برون از شرع و نیکی حاشا الله
به نام شرع اگر اندک جمال است | در و مضمر بسے قهر و جلال است
چو قهر حق به بینی گوشه گیر | ادب اینست باقی مکر و تزویر
ترا در قیدِ صورت کار تمام است | بمطلق رو مقید نا تمام است
چو در بحرِ وجود از خود در آئی | بجولانگاهِ دانش راسخ آئی
چو فردا باطن از ظاهر بر آید | درِ مقصودت از پرده گشاید
بر آید آفتابت از جیب در راست | همه دیدار گردی بے کم و کاست
تو اکنون خاطر از هستی بپرداز | ازین آئینه زنگ خود بینداز
عدم شو کندران مرآتِ نور است | جمالِ دوست را آنجا ظهور است

(c) ketabton.com: The Digital Library

Marfat.com

...com: The Digital Library

امانت دارِ جاناں جز عدم نیست عدم در عرصۂ لوح و قلم نیست
ہمیشہ خلوت از کونین دارد
ازاں سرمایہ نور عین دارد

خطاب بدل

از حسرت و بازماندگی از مطلوب

دلا تا چند ازیں افسانہ گفتن ز خود گنج دو عالم را نہفتن
چو بلبل در قفس رقاص بودن ہوا خواہ ہوس را خاص بودن
دمے نقاشِ لوحِ باد گشتن زمانے در ہوا دل شاد گشتن
گہے در خود فروشی رہ سپردن بہ رسوائی متاعِ بیش بردن
گہے چنگِ حقیقت ساز کردن ز وحدت قصہ آغاز کردن
خود اندر کثرت از بس مست لائی بہ کثرت ہرزہ گردے روستائی
یکے زیں بادپیمائی فرود آ زماں در بند و راہ سینہ بکشا
فرو رو گر ترا رفتن مراد است میا بیروں کہ بازارت کساد است
جہاں فانی است بر فانی منہ دل ازیں مشت تذبذب بندِ بگسل
چو بگسستی ز خود بند جہاں را گرفتی پردہ نور لامکاں را
شدی در پردۂ تصدیق و تسلیم بروں از فکر و استدلال و تعلیم
سبق از علم الرحمن گرفتی ز دستِ موہبت ایماں گرفتی
چو در بحرِ یقیں خود را سپردی ز ہر صنع بصانع راہ بردی
دلت زاں بے نشاں آگاہ گردد محبت مقتدائے راہ گردد
نہ راہے گر نظر افتد گزندت شود دورِ تسلسل پائے بندت
گہے مانند نجوست داغ بر دل شوی گاہ از طبائع پائے در گل
گہے فکرت بہ تعطیل افگند گوی چو جسمانیہ در وہم آوری رو می

Marfat.com

زہے نورِ یقین دانائے کارش — ہماں بر سادہ لوحیہا مدارش
دل اندر مخبرِ صادق نہادن — بر آں صدقِ مجرّد وایستادن
ز تاثیرِ محبت مست گشتن — ز طورِ عقلِ خود بیں درگذشتن
ازیں صدق و محبت نیز رستن — بسانِ قطرہ در دریا شکستن
دگر رہ سر برآوردن ز دریا — حباب آسا ولیکن پائے برجا
باحکامِ شریعت سر نہادن — زمینِ استقامت بوسہ دادن
بکلّی از مرادِ خود بریدن — نقابِ نیستی بر رو کشیدن
بطورِ عقل و ایماں راہ بردن — بایماں کارِ ایمانی سپردن
عجوز آسا ز ہر چون و چرا دور — بہ کل مقبول و بے تاویل منظور
جمالِ قہر و رد و سواس دیدن — بجِدّ و اہتمام از وے بریدن
عدم خواہاں ز ہستی سرد بودن — ز ننگِ خود سراسر درد بودن
رہے بے راہ رو اینجا ہویداست — قلندر گشتن و تفسد بد اینجاست
بیا دل رخت ازیں تبخانہ بردار — رہے کت شرح آں دادم بدست آر
زمانے در تجدد لال بنشیں — بروں از فکر و استدلال بنشیں
کہ از قلبِ سلیم آمد سعادت — سعادت نیست جز نفیِ ارادت
[1] ز نفی اثبات الا اللہ یابی — بہ ایمانِ مجدّد راہ یابی
دمِ آخر ز تجدیدست گزر نیست — ز استدلال و فکر اینجا اثر نیست
بود تجدید ایماں انجذابے — [2] کہ ازیں رشکت گردد جوابے
چو ہر دم می تواند بودت آخر — دریں تجدید دائم باش حاضر

مشو مستغرق اندر نفی و اثبات
مکن تاخیر فی التاخیر آفات

داستان

شبے خوش دل تر از روزِ جوانی — سرم در خواب و دل در کامرانی

---

۱ وزن سے خارج ہے   ۲ وزن سے خارج ہے

درآمد پیک امید دلاور   نسیمی یافتم مقصود پرور

نظر چون از تحجّر باز پرداخت   بسیمای سعادت دید و بشناخت

گرامی خواجهٔ احرار را دید   چه خواجه مخزن اسرار را دید

لب اندر معرفت گوهرفشان داشت   سخن از بی‌نشانیها نشان داشت

بگفت آن شاهد خلوت‌گه راز   که دلها در رهش آمد سرانداز

گهی از حسن صورت سر برآرد   بجان عشقبازان حمله آرد

گه از صورت بلیغ آمد نمودار   مغنّی گردد از وی گرم بازار

ولی آن راکه در جانش اثر کرد   برون از جان و تن در خود شعر کرد

شعار جان دثار تن بینداخت   پی مقصود خود از خود بپرداخت

به تحقیق آن که انسان است انیست   ز چشم غیر پنهان نیست اینست

پیمبر چون ز سرش پرده برداشت   ظلومی لازم آن نامور ساخت

چو در انوار کل شد محو ناچیز   بهم بر زد دکان وهم و تمییز

ز خود بگذشت و گوی مردمی بُرد   امانت با امانت خواه بسپرد

که این ظلم از این بسیار باشد   که بنده بی‌صفت بیکار باشد

تکبّر تیز و صفت ناگزیر است   مقیّد خود بناچیزی اسیر است

نهایت رفت و آمد بی‌نهایت   چو کبر است این مُبرّا از خیانت

در آن شب کز نسیم بخت بیدار   ز بوی معرفت گشتم خبردار

پی صورت پرستی خاص بودم   باندک رنگ و بو رقاص بودم

برآمد سالها کین خواب دیدم   بارشادی که می باید رسیدم

ولی زان باده خالی هست جامم   هنوز آن جلوه واز جان غلامم

هنوزم اندران بازار راه است   هنوزم دل گرفتار نگاه است

کنون دست من و دامان خواجه   نگر ره یابم از احسان خواجه

چو در اوّل هدایت از تو دیدم   نهایت در هدایت از تو دیدم

Marfat.com

گیاہم پرورش دید از نسیمت | قوی دل بودم از خلقِ کریمت
امیدم بود کایں خاشاکِ نابود | درآں دریاے آتش بر کشد دود
درآں نابود باید استقامت | وجودِ خواجہ ماند تا قیامت
شود یکبارہ از پندارِ خود پاک | بروں ماند ہمیں نامے ز خاشاک
چہ دانستم کہ استغنا دلیر است | عنایت ایں قدر ہا زود سیر است
مرا یکبارہ اندر راہ راندی | بایں خواری کہ می بینی نشاندی
گر افتادم ز راہِ استقامت | تو خوش بنشیں در ایوانِ کرامت
من اینک در ظلمہا سر نہادم | باستغفار و یارب ایستادم
چہ باشد گر تو ز اخلاقِ الٰہی | پسند آری باندک عذر خواہی
در اوّل ہم قبولت بے سبب بود | کنیم سامانِ امید و طلب بود
مرا از خود بسوے خود کشیدی | بنورِ غیب دیدی آنچہ دیدی
ز فیضِ آں کشش وز لطفِ آں دید | نشاندی در دلم نخلے ز تجرید
جز آں معنی کہ صاحب سر آئی | فرو ناید سرم بر ہر دکانے
مرا خود نیست چنداں سرفرازی | کزاں معنی سبب ہم دلنوازی
یکے از اوجِ عزت خود فرود آے | گرہ ہا بستہ دارم حجلہ بکشاے
بخاکِ پایت اے شہ خندہ دار | بسے محتاج و بسیارم طلبگار
فرو افتادنم از بس غریبی است | شکستم از خمارِ بے نصیبی است
نمی دانم کدامیں سو بر آیم | کجا ایں بارِ محنت را کشایم

از ایں عنقاے نہاں از کہ پرسم
سلیمانِ زباں داں از کہ پرسم

حکایت

زلیخا را چو در خوابِ سیہ روز | جمالِ یوسفی آمد جگر سوز
نمی دانست کاں مہ را چہ نام است | مقامِ خاطر افروزش کدام است

Marfat.com: The Digital Library

دلے در بند غم کاہیدہ می داشت ‌‌ ‌ ‌ دماغے در ہوا شوریدہ می داشت
ہمیں درد و ہمیں سوز و ہمیں ریش ‌ ‌ ‌ نہ از معشوق آگاہی نہ از خویش
خبر نایافتہ جاں در تقاضا ‌ ‌ ‌ بروں از شش جہت دل در تماشا
ازاں حیرت بسے افسردہ می بود ‌ ‌ ‌ فرو افتادہ و چوں مردہ می بود
چوں در مصرش نشان دادند برجست ‌ ‌ ‌ دل از حیرانی و جاں از جنوں رست
دریں سودا کہ افتادم بدامش ‌ ‌ ‌ نہ یوسف می شناسم نے مقامش
نہ آں خواہم کہ یوسف را نشاید ‌ ‌ ‌ نہ آں گوشم کہ پیغامش گر آید
زلیخا وار سوزم در تاسف ‌ ‌ ‌ مگر در خواب بینم روئے یوسف
ولیکن یوسف من بس غیور است ‌ ‌ ‌ قبول چوں منے بسیار دور است
بہ بزم نعت بینائی دریں خاک ‌ ‌ ‌ شوم در بت شکستن چست و چالاک
ز رعنائی و خود بینی بر آیم ‌ ‌ ‌ بہر خواری کہ باشد در خور آیم

گدائے رہ نشیں گردم دریں راہ
کہ یابم یوسفے را گاہ بیگاہ

مناجات

خداوندا مرا از من بروں بر ‌ ‌ ‌ در آں فقرم کہ می دانی فزوں بر
نمود من کہ رد پوشش وجود است ‌ ‌ ‌ زباں بند دو صد گفت و شنود است
چو از نور ہدایت نال و پر یافت ‌ ‌ ‌ نخست از اسم المومن اثر یافت
فرود آمد بہ تحقیق سعادت ‌ ‌ ‌ بخلوت گاہ ایمان و ارادت
ازیں مہمان غیبی نور ایماں ‌ ‌ ‌ درخشاں شد چو بلقیس از سلیماں
شہود از اوج عزت پست تر شد ‌ ‌ ‌ بسلطان ارادت تاج سر شد
شکستے یافت در چندیں مراتب ‌ ‌ ‌ طلسم ممکن از انوار واجب
چو پے در پے شد آں نور شہادت ‌ ‌ ‌ بیک بار از خود افتاد ایں عمارت

Marfat.com

رسیدند این دو سه مرغ خوش آواز ... بقصد لامکان کردند پرواز
کنون در خود که می بینم وحیدم ... نه سو من نے مریدم نے شہیدم
چو کار اینجا رسید اے اہل ہر کار ... بکن نوعے که دانی جلوه درکار
کنون دارم بجائے آن عمارت ... بدیشان برقعے یا صد عبارت
ازین برقع که مرگش باد درکار ... بدست نفس و شیطانم گرفتار
عروسان گاه گاہے برقع انداز ... برون آیند در جولانگه ناز
برافگن برقع و در جلوه در آئے ... عروسان جہان را پرده بکشائے
در خواہش زبیبا کی کشودم ... درین معنی دلبری ہا نمودم
نقابے بر رخ این ماجرا کش ... خطے بر روئے این چون و چرا کش

نہادم دل بہر نوعے که باشم
به تسلیم آرم واللہ اعلم

در بیان نسبت حضرت خواجه ابوالحسن خرقانی

قدس سره العزیز

دلے کز چشم که بینده مستور ... ببینند از خود و بانیست خود دور
برون از خود مقامے برگزیند ... زبس کآثار جذبے دست بیند
کند در سینۂ گوہر نشانے ... ز اخلاق نبوت ترجمانے
دلش آئینۂ نور رسالت ... شود فرزانه دستور رسالت
چو زین دیر فنا بیرون کشد رخت ... زند در کشور وارستگان تخت
شود سلطان جان در پرده او ... ہدایت بخش رو آورده او
چو صادق رو ازین ویرانه برتافت ... دلے طیفور زین صد روشنی یافت
چو طیفور اندران منزل پرافشاند ... دو اسپه خرقانی از پیش راند
ہمان در نقشبندے بے کم و کاست ... نسیم تربیت از رفتگان خواست

(c) ketab Digital Library

بظاہر پیرش ار پیر کلال است — بہ پیر غجدوانش اتصال است
علی الاخلاق رشد از پیش گاہ است — علی الحق مرشد مطلق الٰہ است
نمودار یست نقش آدمی زاد — خدا آبادی داں آدم آباد
ولیکن سنّت اللہ گشت جاری — کہ علوے کند ایں پردہ داری

حکایت

زلیخا چوں لوائے یوسف افراشت — نخست از بے قراری پردہ برداشت
ز خواب و خورد فارغ شد وجودش — تمنّائے جز ایں در سر نبودش
کہ از کس بشنود نامے و جائے — زند در جستجویش دست و پائے
چو نخل بیقراری بارور شد — تضرعہائے پنہاں کارگر شد
ز نام و منزلش آگاہ کردند — مرید سیر مرد راہ کردند
پدر رکارش از ہستی برآمد — مرادش را بصد جاں مادر آمد
بمصر آمد دلش از شوق پرجوش — ہوائے وصل و ہم خواب و ہم آغوش
نظر چوں بر عزیزش رہنموں شد — بلا از یک طرف چنداں بروں شد
فریب روزگارش تنگدل ساخت — سلوکش از محبت منفعل ساخت
فرو بارید بے پایاں تگرگے — ز باغ آرزو نگذاشت برگے
ز کوہِ رنج سیل قد برافراخت — نشانِ عشرت از عالم برانداخت
برآمد تیغ برکف برق بیداد — بخرمن گاہِ شادی دست بکشاد
زلیخا را در آں صحرائے خوں ریز — خسے[1] افتاد در چشم آفت انگیز
جہاں تاریک شد چو تار گیسوش — بتاریکی در آمد چشم جادوش
چو ظلمت بست چشم از این و آنش — نظر افتاد بر خود ناگہانش
زناشیرِ نگاہِ جاودانہ — دلش شد نیز محنت را نشانہ
دلش کز تیر ترکاں پر آورد — پئے نظارہ چشم دیگر آورد
بہ پرواز آمد آں مرغ ہوس گشت — ز اقلیم شہادت چیست بگذشت

---

[1] مصرعہ خالی از وزن ہے۔

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بغیب افتاد با یوسف دوچارش — سروش غیب کرد امیدوارش
در آن امید روزی چند می بود — بآن بو که بگه خورسند می بود
سوی غیبش دری بگشاده بودند — در آن در دیده بنهاده بودند
خبر می داد چشم غیب بینش — فزون می کرد هر ساعت یقینش
چو از نور یقین بی هوش می گشت — به یوسف دست در آغوش می گشت
عروس غیب می گفتش که ای مست — چه حاصل شد ازین سیر تهیدست
همان در گام اول با تو بودم — بتو هر لحظه خود را می نمودم
تو با غم می نشستی غافلانه — تهی از دانش و از من کرانه
چو باز از خود خبر می یافت می سوخت — در آن در دیدهٔ امید می دوخت
هوس می داشت کین چشم فنا کیش — برون از پرده بیند دلبر خویش
بلی هر ذره مشتاق جمال است — بهر سر آرزوی اتصال است
بناگه جذب عشقش کارگر شد — ز کنعان ماه کنعانی بدر شد
چو ملک مصر از وی شد گرم بازار — زلیخا گشت ازین معنی خبردار
بصد جان در خریداری درآمد — بلا را در طلب کاری درآمد
شد از سر تازه آثار جنونش — بمقصود دگر شد رهنمونش
حجاب چند پیش مقصدش بود — نظر بالجمله در نیک و بدش بود
نگشت آموزگارش مرشد کل — بدست آورده تحقیق توکل
روائی یافت جنس ناروائی — تمنا گیر شد دست گدائی
سبب می دید چشم خام کارش — بناز و عشوه می برد اختیارش
خرامان گردی و آئینه بینی — خود آرائی و رسم نازنینی
خلل می داد آئین طلب را — زیان می کرد عشق بوالعجب را
جوانی و جمال و بینش انداخت — سر و پای تجمل جمله انداخت
همه زان جمله سنگ راه او بود — حجاب جان یوسف خواه او بود

Marfat.com

Digital Library

نمودندش کہ سنگ ار انہدا ابنیست — نظر بند دل آگاہست اینست

تو بت بہ سپہر و یوسف بند سیار — ازین ناجنسیت سرو است بازآ

غرض تعلیم غیبش کرد تائید

بپایہ پایہ تا ایوان توحید

التجا و نیازمندی بحضرت خواجہ بہاالدین محمد نقشبند و خواجہ احرار

ہنوز ایوان استغنا بلند است — مگر فکر رسیدن ناپسند است

مگر اے خواجہ اندازی کمندے — شوی صیاد چون من ناپسندے

بسے امید بے بنیاد دارم — کہ نے مردم نہ استعداد دارم

شکار لاغرم بے اعتبارم — متاع کمت قبول فستد ندارم

کساد بہائے بازارم یقینست — اگر کاریست للّٰہ فی اللّٰہ اینست

زمانے حسبۃً للّٰہ برخیز — بابیں در خاک و خوں افتادہ مستیز

قبولم کن کہ اقبالت تمام است — درآں اقبال کارم را نظام است

قبول تو قبول نقشبند است — کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است

دو چشم و نور بینائی نگانہ — نمی بینم تفاوت در میانہ

وگر باشد تفاوت بس شبیہ است — ۲۵. کہ دانم الولد سر ابیہ است

بہ دروشن چراغ از سینۂ تست — تو چشمی و جہان آئینۂ تست

درآں پر شود چشم حبا دوانہ — عروس نقشبندی کرد خانہ

ہماں یک خواجہ در گفتن تمام است — عبید اللہ بہاالدین چہ نام است

بہاالدین زبے نقشی بلند است — عبید اللہ چو گویم نقشبند است

زبانم پر شکر زیں نام بادا — دلم زیں فکر شکر کام بادا

مرا در بندگی چہ پائے بند است — بغیر از خواجہ گفتن ناپسند است

بہ بیں در بندگی اے خواجہ یکبارہ — کہ ان الفقر میدانم ہو اللہ

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

درین دو خواجہ دلبندم یکے شد　　بخارا و سمرقندم یکے شد
سمرقندم بہاؤالدین نشین است　　بخارا گر نرفتم عذرم این است
تو می دانی کہ عذرے بہترم نیست　　درین رہ عذر خواہی برترم نیست
معاذ اللہ کہ استغنا بگیرم　　چہ خاکم کایں چنیں سودا بگیرم
ولیکن ذرہ در ظلمت آباد　　چہ می داند کہ خورشیدش کند یاد
سخن کوتہ کرم خود عذر خواہ است　　ہماں عذر تو بہتر از گناہ است
وگر بخشتم درین رہ یار گردد　　شفیعم خواجۂ احرار گردد
زباں در گوہر افشانی در آرد　　مرا زین درد بے درماں برآرد
بروں از خجلت آنجا راہ یابم　　ز اقبالش دل آگاہ یابم
ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد　　بہاؤالدین کہ دین شد از وے آباد
زمستی در جنید افگند آشوب　　بجذبہ بایزیدش آستاں روب
پے تسکین مشتاقان دیدار　　جمال مصطفیٰ را آئینہ دار
در آن آئینہ می یابم محقق　　سوادِ مَن رآنی فقد رأی الحق
فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است　　مکن تاویل خواجہ نقشبند است

خلیفہ بود حق را در زمانہ
نمودش بہر نسخہ داں درمیانہ

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنیں گویند دانایان اسرار　　ز اصل و فرع ہر معنی خبردار
کہ معشوق ازل در ہر شعورے　　ز غمازان نہاں دارد ظہورے
سر ہر ذرہ بینائے جمالست　　دل ہر قطرہ دریائے جمالست
مدار بودش از نور شہود است　　شہودش مایۂ چندین نمود است
شہود دوست پنہاں ہر دلے راست　　ہوائے وصل ہر بیحاصلے راست

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ولے افگندہ بر جانش حجابے گرفتارے بہر خاکے و آبے
شدہ بنیاد این دیوانہ گشتن پئے ہر رنگ و بو طفلانہ گشتن
نہادہ اصل آن بازار و تزویر نقوش علمی از ہر سو نطسند گیر
سراسر زنگ این مرآۃ علم است سراپا کشور آفات علم است
ز آسیب خیال و فکر و وسواس رود بر باد حسرت گنج انفاس
چو گردد خستۂ مقبول درگاہ شود در خورد راز لی مع اللہ
کشش دست تطلا دل برکشاید کزین ویرانہ اش خواہد رباید
رہا جبن ہوس پژمردہ گردند طلبگاران چنین افسردہ گردند
بجولانگاہ این دل مردہ چند ہمیں خود ماندۂ افسردہ چند
درین تجرید بکشاید جبینش برافروزد رخ علم الیقینش
قوی تر گردد آن حزنے کہ بودش فراموشی برافتد در وجودش
دران غیبت کہ بوئے غیب یابد نسیم شاہد لاریب یابد
ارادت سر زند بے خواست از وے برد ذوق نشست و خاست از وے
ببازوئے ارادت بر درد جیب کہ تنگ آرد بہ بر معشوق غیب
دران ہستی بہ غیب افتد گزارش شہود دوست گیرد در کنارش
چو در نور شہود از خود برآید سعادت را درے دیگر کشاید
بگردد حامل بار امانت بیارد آن امانت بے خیانت
دران مشہد بہ ففتند آرام یابد ز جلاب قناعت کام یابد
دران دید جمال بے نہایت بگیرد شورش بے حد و غایت
بہ تسکینش ندارد ہیچ کارے دران آرام بنشیند غبارے

یقین آن دید و آن شورش ازان ست
درین مسکن نمودے از تگاپو است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

در بیان عقائد دین و شرائط سلوک راه یقین

هلا خواهندهٔ جذب الهی   تمنّا دار فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقین است   دوم سرمایهٔ این سود دین است
سوم پاکیزه نخل این زراعت   رفیق سنّت و راه جماعت
عزیمت رونق کردار گردان   برون زا سبب رخصت کار گردان
چهارم خدمت سلطان دینی   قبول خاطر مسند نشینی
به تقلید سلف تحقیق دیدن   قدم از جادهٔ بدعت کشیدن
ز بستانش گل مقصود چیدن   به زیر سایه اش از خود رمیدن
نهادن بر خود و بایست خود بار   مرادش واشدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب   بنفخ روح ربّانی مناسب
و لیکن شرط چارم لازمی نیست   بفقدش سدّ باب محرمی نیست
بسا مرغان که علوی آشیانند   اویسی مشرب و عیسی زبانند
ز حسن طالع از لطف باطن   گرفته گوهر از اصل معادن
ره سنّت به چالاکی شتابند
نصیب از خواجهٔ کونین یابند

در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پرفتوح نبوی

شنیدستم که مشتاقان درگاه   طلبگاران سِتر لی مع الله
خصوصاً کاشف راز نهانی   ابوالقاسم چراغ گرگانی
بخلوت در بدایت کارش این بود   انیس خاطر افگارش این بود
که بودش ورد جان نام اویش   که باشد شرب از جام اویش
اویس آسا از آن بحر عنایت   مگر بی واسطه یابد هدایت

Marfat.com

کنیم من کیں ہوس گیرد دماغم … بیابد نور ایں سودا چراغم
دل از ذکر اویسم شاد گردد … دماغم زیں ہوا آباد گردد
دریں رہ قدر خود چنداں ندانم … کہ در دل نخل ایں سودا نشانم
زبانم زیں تلفظ گرچہ نیاست … سرم بخواست صید ایں کمندست
دل اندر شدم وجاں سرگرم ایں است … کہ جاناں رحمۃ للعالمین است
قبولش گر بیابد در افادت … ہم استعداد بخشد ہم سعادت
دریں سودا دلے دیگر کشایم … روم از جانب دیگر درآیم
شفیع آرم روان دوستانش … مدد خواہم ز روح پر روانش
بہ بوبکر و عمر عثمان و حیدر … بہ اہل بیت و اصحاب پیمبر
بہ صدق و سوز و پور بوقحافہ … بہ علم و دانش ختم الخلافہ
بہ شام ہجرت و تاریکی غار … بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
بجورے کز فنودیش واقربا دید … بہ آشوبے کہ دشت کربلا دید
بہ دار و گیر بدر و حرب خندق … بہ روز فتح و نور حصحص الحق
بہ آں شب کز سرائے ام ہانی … رسیدہ در مقام لامکانی
بہ بیروں رفتن آزادہ اذاں دہ … بہ سبحان الذی اسری بعبدہ
بدیدہ آنکہ می بایست دیدن … بہ بے خود گفتن و بے خود شنیدن
بفقرے کز خودش درویش می داشت … سر الفقر فخری پیش می داشت
بآں دم کاورد روز شفاعت … کند تدبیر مشت بے بضاعت
کہ ایں غافل کشاید چشم ازیں خواب … دراں حجر عنایت پرورش یاب
نہد در قرن اول آشیانہ … ادبس ثانیش خواند زمانہ
ز آسیب زمانہ فارغ البال … بہ بیم ماضی و مستقبل و حال
من ار چہ دورم از بخت سیہ دل … تو حال سرمدی داری چہ مشکل
کنارے نیست دریائے قدم را … بہ طولی است بازوے کرم را

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

مرا گرچہ سراسر کار خام است
تمام داں کہ ایں سودا تمام است

مناجات

خدایا ایں غریب بے نوا را / بخود درماندۂ ناآشنا را
ہدایت کن رہے لابد بسویت / بہ نیکی روی رود در جستجویت
دمے از نیک و بد آسودہ بنشیند / زمانے از ہوس فارغ نشیند
اگر در نعمتے بینی سکرنم / مکن یک لحظہ زاں نعمت بروئم
بلا گر سازگار آید دریں کار / نہادم دل بلا کو پردہ بردار
وگر زیں ہر دو بیروں شد حسابم / بحمد اللہ کہ بس عالی جنابم
بدہ چشمیکہ در راہ حقیقت / روم ہمدست ستّار طریقت
نخست از معصیت آسودہ دارم / ز نور توبہ رونق دہ بکارم
چو دل در رغبت دنیا زند رائے / بہ آسانی ز کارم عقدہ بکشائے
مرا مگزار کایم آرزو خواہ / بکن از زشتی ایں کارم آگاہ
سبب بیں چشم از بینش تہی دار / سرم روشن ز نور آگہی دار
براں دارم کہ آزادی گزینم / بہ مَا لَابُدّ خود فارغ نشینم
شوم از اختلاط خلق دل تنگ / روم در دامن عزلت زنم چنگ
بہ یادت تازگی بخشم رواں را / دہم بر بادِ نسیاں این و آں را
چو در نفیِ وجود افتد گزارم / شود موجود بے من آشکارم
دلے فارغ ز احوال و مقامات / بدرگاہت برم روئے مناجات
پئے وجہت ز وجہی لب کشایم / ز بالیست خود از خود برآیم
دگر نفسم مرادے را کند یاد / برآرم در جہادش تیغ بے داد
دمے گر دن ز حول قوۂ خویش / شوم در انتظار دولت خویش

Marfat.com

سرم مستغرق بحر هوایت　　دلم مشتاق انوار لقایت
بتقدیر الهی شاد باشم　　وزین خرسندگی آزاد باشم
سر تسلیم بنهم نیک و بد را　　براندازم ز خود بنیاد خود را
چو بیرون شد ازین ششدر وجودم　　همان انکار من هرگز نه بودم
بمرگ اختیاری راه بردم　　ز مردن پیشتر خود را سپردم
دمے در باد گرد ارم زبان را　　رسانم الله الله گوش جان را
بسر گرمی آن شیرین ترانه　　بیابم در سماع عاشقانه
وداغم بر درد جیب تجمّل　　فتند در کشور دانش تزلزل
شوم واقف ز اطوار نگهداشت　　برآرم دست در کار نگهداشت
بنفی غیر و تشدید خاطر　　براندازم نمودات مظاهر
دلم نے از حضور غیر آزاد　　نگهدارندهٔ خود را کنم یاد
بس آنگه در پے تحقیق اخلاص　　به بحر نامرادی گشته غواص
دلم گوید که سودائے ندارم　　بجز عشقش تمنّائے ندارم
برون از خواب رفتاریست مارا　　به سودایش سروکاریست مارا
مگر زین کار برخیزد غبارم　　به تحقیق افتد از تقلید کارم
هجوم بازگشت از من برد رنگ　　عروس حیرتم در بر کشد تنگ
درین حیرت که فقرش توامان است　　ز گنج بے نشانی صد نشان است
نموده آب حیوان در سیاهی　　دل اشکسته را نور الهی
سواد الوجه فقرم ناگزیر است　　شکست دل درستی فقیر است
مرا زین فقر بیرون کار خام است　　درین فقر ار شوم راسخ تمام است
همین فقر است نقد سالک آگاه　　جز این پنداشت میدان اندیشه راه
اگر دریا دگر دد باز گشتی　　به بادش داشتی همراز گشتی
ز چندین نفی و اثبات نگهداشت　　غرض فقر است و باقی جمله پنداشت

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

همان در انجمن خلوت گزیدن ز آسیب نشان مندی رمیدن
همان اندر وطن در سیر بودن همان در کار نفی غیر بودن
همان بر هوش در دم ایستادن نفس را در دم آگاهی نهادن
همان کردن نظر را بر قدم بند پشیمان بودن از چشم پراگند
پئے فقر است و تحصیل مناجات مناجاتے و درائے نفی و اثبات
مناجاتے بدل از وهم اغیار نه دیده محرم و نے دل خبردار
شهود بے جهت قائم به مشهود جهت را با مشاهد کرده نابود
دران خلوت که جسم و جان نگنجد بجز نظارهٔ جانان نگنجد
بجز نظاره چیزے در میان نه خود از نظارگی نام و نشان نه
نظر هم نیست اینجا جز تحیر فَاِنَّ الذَّاتَ مَمْنُوعُ التَّفَکُّر
درین بستان بود نخلے برومند دل آگاه و جسمان آرزومند
ولیکن زو بجز خون جگر نیست گلے جز خار حسرت در نظر نیست
دو معنی حاصل است آزادگان را بدام عاشقی افتادگان را
یکے در طلب دیگر فسردن باستغنائے مطلب راه بردن
چه گفتم حاصلے غیر از عدم نیست کسے را شرکت اندر بیش و کم نیست
اگر درویش درویش است از نیست سخن کوته که جائے گفتگو نیست
طلب بے چون و مطلب هیچگونه نه آن را شبه و نے این را نمونه

محبت خانه‌ام فارغ ز غوغا
ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت تحریص بر طلب محبوب حقیقی

بیان قاصر ز محبوب حقیقی طلب تنزیه مطلوب حقیقی
بیانم را چو توفیقش رفیق است بیارم آنچه لابد طریق است
گذشتن از خود اول شرط کار است فراغت چون ز کسے بے اعتبار است

Marfat.com

The Digital Library

همه لذّاتِ روحانی حرام است | حظوظ نفس ظلمانی کدام است
حجاب تست در راهِ خرابات | چه ذوق علم و چه حفظ مقامات
دل اندر جُستنِ احوال پیست است | دل خودبیں که خود چوں بت پرست است
بران شو کز هوس آزاده باشی | مراد دوست را آماده باشی
چو زیں کوشش بیفتد باکشش کار | به کُلّی میل ازیں بتخانه بردار
محبّت چوں نماید زور بازو | ز معشوقت هم استغنا دهد رُو
شود عشق ایں مجرّد را تجلّی | نه صورت ماند اندر دل نه معنی
همان ذات است از ورائے اعتبارات | ببیند از خرابی در عمارات
بدیں ساں بود عشق از پرده بیروں | که از لیلی فراغت داشت مجنوں
چو آید غیرت معشوق در جوش | کند یکباره عاشق را فراموش
چراغے را که رخت کاریش بود | دو روزے در امانت داریش بود
امانت خواه بستاند چنانش | که در عالم نیابد کس نشانش

مبارک خلوتے غیرے دراں نه
زمانی و توئی نام و نشاں نه

در تحقیق مشاهده و رویت سخن گفتن

خبردار ان اسرار حقیقت | بچشم و دل گرفتار حقیقت
چنیں گویند کانواع تجلّی | ز صبح کشف تا شام تدلّی
به وجهے در سه قسم آمد مقرّر | بهر قسمش جهانِ نور مضمر
یکے در صورتِ مخلوق ظاهر | ز فوق عرش تا حدّ عناصر
مقیّد نیست ایں قسم از سعادت | نه در صحرائے غیب و نے شهادت
چو در صورت بود گر در مثالست | علی التحقیق زیں قسم اتصال است
همان در کسوتِ نور مثالی | ز رنگ و حیّز و اشکال خالی

(c) ketabton.com: The Digital Library

تجلّی صورت است از ریب و شک دور — تعالی الله زهی نور علی نور
بلی مرئی چه ظلمانی و نوریست — چه حسی چه مثالی جمله صوریست
کسی زین جلوه بالاتر نه بیند — بر دون زین قسم چشم سر نه بیند
شب معراج چون سلطان گزیده — خلاف آمد که دیده یا نه دیده
محقق این که در تحقیق این راز — به نادیدن کند قانون خود ساز
که ذات حق بغایت ناپدید است — بجز چشم یقین ادراک دید است
ظهور ذات حق در قلب انور — بود چون جرم خور در چشمه خور
اگرچه جرم خور دیدن نیاری — وجودش لیک پوشیدن نیاری
تجلّی بی گمان نسبت بذات است — شهودش واپس نور صفات است
همه در پردهٔ انوار اسماء — شاهد نیست جز قلب شناسا
ولی در آخرت سلطان مختار — بچشم سر دهد جلوه درین کار
فتد در موطن تبلی السرائر — بروی روز انوار ضمائر
بجنّت آفتاب و ماه بنود — بجز رخساره جانان آگاه بنود
مرا بالجمله تحقیق آنچنان است — که دیدار خواص آن جهان است
اگر عارف بهنگام عبادت — به دیدار و به دیدن کرد اشارت

عبارت از شهود صوری است آن
پی تسکین درد دوری است آن

در بیان تجلّی معنوی و فنا در وحدت صرف

چو از صورت برآید سالک راه — بجان مشتاق قرب لی مع الله
نخستش جلوهٔ معنی رباید — در اذواق و معارف بهره یابد
ببیند دوست را در کسوت علم — شود مستهلک اندر سطوت علم
فنا در وحدت صرفش دهد دست — کشیده جام و از ساقی شده مست

Marfat.com

فنا در وحدت صرفش وہ دشت — کشیدہ جام واز ساقی شدہ مست
خوش آں مے کافگند پردہ ز کارم — بروں از پردہ بنماید نگارم
دل از جام و صراحی سرد گشتہ — ز خود وز گرمی مجلس گزشتہ
بلا انگیز سرو بے مجلس آرا اے — بہ یکتائی و غیوری زدہ اے
ز ننگ خود پرستی چیند رستہ
نقاب افگندہ و تنہا نشستہ

دربیان تجلّی ذاتی و فنا و بقا

روندہ چوں ازیں کشور بر آید — دلش در کسوت دیگر در آید
فنائے لم یزل دادہ شکستش — بقائے لم یزل بگرفتہ دستش
تجلّی خواہ سر مست و قوی دل — بذات آئینہ افتد مقابل
مقابل لیکن از نسبت مبدا — بہ پندار تقابل گشتہ یکتا
شود نور یقیں مست نظارہ — دل و چشم و خیال افتد کنارہ
یقینے تا حد حق الیقینش — یقینے مقصد و معراج دینش
یقینے اسم المومن نعت بش — ز ہر وہم و گماں بیروں حسابش
یقینے اصل دید آں جہانے — یقینے تیز گرد لامکانے
دریں موطن مجال آگہی نیست — مشاعر را درین خلوت رہے نیست
کہ برہان وجودش ہم وجودش
شہودش را دلیلے ہم شہودش

دربیان تجلّی ذاتی و تجلّی معنوی و تجلّی صوری فی علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جاں — بود بے پردہ کشف ذاتی است آں
دگر علمی حصو علم حضوریست — ولے در پردہ کاں امر ضروریست

(c) ketabton.com: The Digital Library

ولے علمی حصولے شد بعت اسمش — تجلّی معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند روئے — تجلّے صوریش خوانند سخن گوئے
دو جا لیکن ظهور ایں جمالست — یکے در حسن و دیگر در مثالست

دربیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آں

دلم دوشینه در فکر یقین بود — در اطوار ظهورش تیز بین بود
که یارب شاهد عین الیقین چیست — دراں عین الیقین مقصود بیں کیست
چو رفت از خود دل خلوت نشینش — که دارد دولت حق الیقینش
چه معنی دارد از خود در گزشتن — صفات دوست را آئینه گشتن
برون از علم بینائی کدام است — وگر علم است عین و حق چه نام است
صحیح است آنکه از خوان سعادت — دهند اول مراد آنگه ارادت
یقین گر نفس از جان و قبول است — دم عین الیقین آں خود فضول است
شد از نور یقین تحقیق ایں راز — کدامیں نور ـ نور عرش پرواز
چو آں نور است نور حق تعالی — ز اصل خود جدائی نبود او را
نخست آں دل که ذوالخلق عظیم است — امانت دار آں نور قدیم است
به هر دل در خود جنس ارادت — ظهورے دارد آں عین سعادت
تعالی الله چه عالی قدرت است ایں — بنام حق چه زیبا حکمت است ایں
چو آں نور از کنا فتهائے دورے — جدا از اصل خود گیرد ظهورے
نظر بر علتش افتد نیکے بد را — شود علم الیقین نامش خرد را
چو ادراک مرکب نگسلد تار — به ادراک بسیط افتد سروکار
چو عجز از درک ادراک است ادراک — کمال است اعتراف ما عرفناک
ازینجا ما عرفنا هم عرفنا است — عرفنا نیکه اسم بے مسمّی است

Marfat.com

ازیں تجرید ایمان است عریان   ازیں روئے بغیر مخلوق است ایمان
ازیں معنی است باحق آرمیدن   قلندر گشتن از ایماں بریدن
چو از وجہے شک آمد در وجودش   مدارے نیست چنداں بر شہودش
خلیل از ستر صوری چوں برافشاند   کتاب لا اُحب الآفلین خواند
محقق راست اندر پردہ رازے   دلش با پردگی دارد نیازے
دریں دم جلوہ عین الیقین است   ولیکن جلوۂ خلوت نشین است
باصل خود رسید آں نور جا دید   برہنہ از لباس بیم و اُمید
حضور ذات در مرآت نور است   ازاں عین الیقین عین حضور است
چو در علم از مقام خود بروں بود   ز نسبتہائے گوناگوں زبوں بود
بسے ناحق شناسی می شد آنجا   سراسر ناسپاسی می شد آنجا
چو توحید آمد اسقاط اضافت   یقین وارست ز آسیب کثافت
دریں معمورہ جز حق الیقین چیست   بجز حق واقف علم الیقین کیست
کہ در حق الیقین از غیر رہ نیست   یقین را آں تبہ زیں بیشتر نیست
دریں موطن کہ مطلق کشف اینست   شود روشن کہ مطلق نور عین است
محقق شد ازیں علم مسلّم   کہ وجداں بر طلب آمد مقدم
نہایت درج بودہ در ہدایت   تعالی اللہ زہے نورِ ہدایت
چہ خوش گفت آں حکیم کار آگاہ   چو سائل بالیقین گفتش ہو اللہ
صفاتش در تحقق عین ذات است   ہماں ذاتش ز نسبتہا صفات است
یقینے کاندریں تحقیق گفتم   ہماں سرمایۂ تصدیق گفتم
حضور سادہ اما اصل ایقان   مدار انقیاد و معنٔ ایمان

ز ایماں کرد نابینا کنارہ
مشاہد را ز ایماں نیست چارہ

در تحقیق تجلیات و در کشف مراتب آں و بیان وحدت صرف

دگر رہ در رہِ دل اے سخنداں — چراغ از نور تحقیقت فروزاں
یقین کشف صوری از چہ بانست — چرا انوار معنی در خیال است
فروزاں خاطر فرخندہ دیدار — بجوش آید چو دریائے گہربار
کہ در ہر جا جداگانہ حضوری است — ز اطوار یقیں ہر سو ظہوری است
حضور ذاتی از صورت بجویند — ازاں عین الیقیں آنجا بگویند
مقید چوں ہمہ وہم و خیال است — یقین مطلق اندرے و محال است
یقینِ معنوی ہم مثل صوری است — دریں رہ کشف ایں معنی ضروری است
اگر خواہی شود مکشوف ایں راز — حجاب ہستی از جانت بر انداز
دگر خواہی بگیرد در تو ایں دم — بروں از پردہ شو واللہ اعلم
بذکر دوست گویا کن زباں را — بجش کحل حضوری چشم جاں را
نسیم ذکر با وجدانِ مذکور — کند گردِ خواطر از نظر دور
حلاوت ذکر را از پا در آرد — بہ وجدانِ مجرّد جا گزار
حضورِ سادہ رخشاں است اینجا — توجّہ عینِ وجداں است اینجا
درآید چوں باستیلا توجہ — شود چوں ذکر ناپیدا توجّہ
دل از خورشید وحدت نور گیرد — وجودش جملگی مذکور گیرد
دلش از نور خود علمے و ہم دوست — چہ گویم اللہ اللہ کاں چہ نیکو است
دریں رہ ہر کہ انوار خدا یافت — بہ تحقیق انتہا در ابتدا یافت
بروں از صورت و معنی نگاریست — مجرّد از تماشا انتظاریست
تماشا کن نگار عالم افروز — بیاب ایں انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایماں محقق — اگر علمست در عین است و در حق
بآسانی دریں رہ میتواں دید — زہے برگشتہ بخت آنکس کہ نشنید

Marfat.com
(c) ketabton.com: The Digital Library

Digital Library

طریق مستدیر است اینکه گفتم   بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
ز خود بیروں مرو کز تو جدا نیست   خودی بگذار کایں خود آشنا نیست
شمردم آنچه می باید شمردن   تو دانی و قبول راه بردن

تمام شد مثنوی گنج نهفته

تعداد اشعار

(۵۲۵)

متفرق اشعار

از مثنوی گنج نهفته که از وجه مجبوری در مسوده داخل کرده نه شد بلکه نقل آں از نسخه دیگر کرده شد

بشام هجرت و تاریکی غار ۵۲۷ بآں خوش عنکبوتے عنبریں کار
بجور کز قریش و اقربا دید ۵۲۸ بآشوبے که دشت کربلا دید
بباردیگر بدر حرب و خندق ۵۲۹ بروز فتح و نور حصحص الحق
بآں شب کز سرائے ام ہانی ۵۳۰ رسیده در مقام لامکانی (معراج)
به بیروں رفتن از آوازه ایں ره ۵۳۱ به سبحان الذی اسری بعبده
بدید آنکه می بایست دیدن ۵۳۲ به بیخود گفتن و بے خود شنیدن
دراں خلوت که چشم جاں نگنجد ۵۹۰ بجز نظاره جاناں نگنجد
بجز نظاره چیزے درمیاں نه ۵۹۱ خود از نظارگی نام و نشاں نه
نظر هم نیست اینجا جز تحیّر ۵۹۲ فان الذات ممنوع التفکّر
دریں بستاں بود نخل برومند ۵۹۳ دل آگاه و جانِ آرزومند
ولیکن بر بجز خون جگر نیست ۵۹۴ گلے جز خار حسرت در نظر نیست
دو معنی حاصلست آزادگاں را ۵۹۵ بدام عاشقی افتادگاں را
یکے درد طلب دیگر فسردن ۵۹۶ باستغنائے مطلب راه بردن

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

دربیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آں

دلم دوشینه در شکر یقین بود ۶۶۴ در اطوار ظهورش نیز بینا بود

که یارب شاهد عین الیقین چیست ۶۶۵ در آں عین الیقین مقصود این چیست

چو از وجهے شک آمد در وجودش ۶۸۳ مداوے نیست چنداں بر شهودش

حضوری ساده رخشانست ایں جا ۷۱۴ توجه عین وجدان است ایں جا

در آید چوں در استیلا توجه ۷۱۵ شود چوں ذکر ناپیدا توجه

دل از خورشید وحدت نور گیرد ۷۱۶ وجودش جملگی مذکور گیرد

درش از نور خود علی وهر دوست ۷۱۷ چگویم الله الله روئے نیکوست

دریں ره هر که انوار خدا یافت ۷۱۸ به تحقیق انتها در ابتدا یافت

بروں از صورت معنی نگاریست ۷۱۹ مجرّد از تماشا انتظاریست

ساقی نامه

طبعے که سخنوری گزیند در پردهٔ صبر کے نشیند

در گوش دلم فسانهٔ گفت مجنون فسرده را بر آشفت

یعنی چه مقام حیرت است این هنگام طلب خموش بنشین

چوں قصهٔ جام و باده آمد میدان جنوں کشاده آمد

در دامن ساقی خود آویز دیوانگی تما و برخیز

ساقی قدحے که هوشیارم زیں هشیاری بسے فگارم

ایں کاسه که بر سرم نگون است جامیست اگرچه غرق خون است

در جشن میش بیفگن از دست تا خود براد دل شود مست

مجنون تو یک پیاله خواهد زان بادهٔ دیر ساله خواهد

من پیر کهن گدائے جامم زان جرعهٔ کهنه ده بکامم

Marfat.com

آں جرعہ چو در سرم زند جوش　　دُنیائے کہن شود فراموش
عقلم چو صحیفہ اش کند طے　　در جرعہ زدم چو بوئے وُے مے
چوں جرعہ نمے برہنہ ماند　　گر در جسمے رود تواند
اکنوں پئے جرعہ گر شتابی　　نہ جرعہ نہ بوئے جرعہ یابی
ایں میکدہ جملہ جاں پاک است　　ویں بادۂ خم نہ ز آب و خاک است
ساقی ہمہ خون من فشردہ است　　آں جاں کہ شنودہ بود مردہ است
بر من دو سہ قطرہ می فرو ریز　　امروز قیامتے بر انگیز
روحے کہ شود در اُو فراہم　　نہ حشر شناسد و نہ آدم
ایں صورت تو عرش آشیان است　　اسرار عجیب در او نہان است
نہ بار کفن نہ قید رفتار　　اوّل قدمش مقام دیدار
ایمان برہنہ بادۂ تو　　فردوس ۔ دلِ کشادۂ تو
دوزخ صفتے کہ از تو دور است　　سبحان اللہ عجیب صور است
من گرچہ آتشیں دماغم　　از نکہت تو شگفتہ باغم
اے زاہد خام طبع ۔ بے کار　　خود را گرو دو جرعہ مے دار

در پائے طبیعت خرامت
یک قطرہ ز دُرد مے تمامت

ساقی بہ دلِ کشادۂ تو　　سوگند بہ جام و بادۂ تو
کامروز جز ایں ہوس ندارم　　کاندر رہ بادہ جاں سپارم
دستے کہ ز بادہ دُور باشد　　در خاک ۔ سبیہ چرا نہ باشد
مجنوں کہ ز ہجر بود سرمست　　لیلے گفتے و رفتے از دست
من نیز دمے برآورم سرد　　زاں شیفتہ کم نیم دریں درد
معشوقہ بہ چند نام گویم　　ساقی و شراب و جام گویم
در ذکرش اگرچہ برقرارم　　عمریست ز دست رفتہ کارم

(c) ketabton.com: The Digital Library

من ذوق سخن چناں ندارم — آں کالبدم کہ جاں ندارم
دارم بخیال مے سروکار — می گویم و بے خبر ز گفتار
من بیہدہ در کدام حالم — از گفت من است و از خیالم
وقت است کہ ایں جہاں وین گفت — با نفس وصال او شود جفت
توسیں گماں چوں نہ بینم — برخیزم و گوشہ نشینم
ہاں شحنۂ محتسب نمیرد — از دست چنیں خبر نہ گیرد
ساقی من ازیں حیات سیرم — بنمائی کرشمہ تا بمیرم
از خلقت ایں دو دست نابود — دانم کہ لیعبدوا است مقصود
در زندہ سری فگندگی نیست — جز خواری مرگ بندگی نیست
مستے کہ ز پاے خم شدہ مست — زاہد شدہ مست چند بنشست
ساقی برساں شراب نابے — من جملہ شبم تو آفتابے
در کسوت بادہ روز خواہم — آں پرتو دل فروز خواہم
عقل ایں سخنم نمی پذیرد — کز رونق شبے چہ بہرہ گیرد
من بوے تو در دماغ دارم — از عقل کنوں فراغ دارم
روحم بہ طفیل نکہت راح — آمد چو صباح رفت مصباح
روز است مرا و بخت بیدار — گر شب برود برو چہ در کار
ایں نقد ز دست دادہ اولی — ایں بار ز سر فتادہ اولی
چوں او آید چہ طاقت من — چوں دوست رسد چہ جائے دشمن
او رونق دین و جان ہستی — دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی
اینک من ازیں نمط گذشتم — اے آئینہ فتنہ تو گشتم
لیکن نہ چنانچہ روئے بینم — تا پیش تو لحظہ نشینم
چشم بد و نیک از میاں دور — خود مانی و آں تموّج نور
زین پیش بہ خطّۂ بخارا — بودی چو حباب آشکارا

Marfat.com

com: The Digital Library

آئینه ارجمندئ بود — نه نقش و نه نقشبندئ بود
امروز درین خدا به نشین — این مشت خیال را فرو چین
اینجا تنم از چه اوفتاد است — جانم به همان زمین فتاد است
دارم به همان زمین سرو کار — من نیز بجا رسیم به رفتار
ساقی مے نقشبند پیش آر — من صید توام کمند پیش آر
هر چند کمند عنبرین بو — آن نیست که آورد بمن او
آهوئے ختن شکار دارد — بر لاشه خرے چه کار دارد
عطار که نقشبند ثانی است — در حلقهٔ آن کمند فانی است
آن رشته که پارسا لقب بود — در پیچش آن کمند آسود
آن خواجهٔ بندگان آزاد — سر در خم آن کمند بنهاد
من چون هوسے چنین نیارم — من خود سگ این سیار خارم
در کان نمک سگ ار نشیند — خود را بجز از نمک نه بیند
خوش آنکه سه یار چار گردد — قصر ادب استوار گردد
خشتے شده ام که این نکو قصر — آید به کمال خود درین عصر
یک جام ازین مے که دارد — از من به تمام سر بر آرد
بزمے که دران زلال نوشان — خوانندم خمے مے فروشان
شرط طلب است امید بستن — زامید نمی توان نشستن
امید سرے به کار دارد — عکسے ز جمال یار دارد
امروز درین رباط فانی — دارم به امید زندگانی
شمعے که درین سیاه خانه ست — امید وصال آن یگانه ست
روزم به امید او سفید است — جان در بدنم همین امید است
باشد که بدون ز جستجویم — بخشند دو چند آرزویم

---

[1] اشاره بحضرت مولانا یعقوب چرخی قدس الله سره

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

گفتم سخنے ز کامرانی	اے ارحم راحمین تو دانی
در دیده کشم قبول خود را	خاکِ قدم رسولِ خود را
اے خاک مدینہ در کجائی	در دیدۂ من چرا نیائی
اے مردم چشم دور بیناں	وے چشم و چراغ نور بیناں
در باب غم آشیانہ دارد	بنواز سیاه خانہ دارد
سوزندۂ غم کہن تلف بہ	ایں چتر سیاه را شرف دہ
اے نور دل چہار عنصر	اے خوش صفہ درون ہمہ در
اے در تو تاج آفرینش	سرچشمۂ مرغزار بینش
اے نور تو چوں فلک ہویدا	نعم البدلِ زمین بطحا
اے حجلۂ خواب گاہِ مقصود	فردوس بہ درگہت جبیں سود
اے از تو زمیں بدیں خدائی	دیدۂ شرفِ ابوترابی
اے آمدہ نور آسمانی	حاصل شدہ سرِ لا مکانی
سبحان اللہ چہ نسبت خاک	با سرِ لما خلقت الافلاک
او سرِ کمال مصطفیٰ بود	با ایں گرہ تنش کجا بود
من حاصل ایں خطاب گویم	مضمون ابوتراب گویم
خاک اند جماعتے کہ مردند	ہستی بہ خدائے خود سپردند
از سطوت نور در شکستہ	وز آب بقا فرو نشستہ
کردی نہ بہ پشت پائے زینشاں	در کفِ پائے خود چہ امکاں
سر حلقۂ خاکیاں علی بود	سر سلسلۂ جہاں علی بود
زاں بحر دو نہر سبز بکشود	یک سو حسن و حسین برداد
معروف و سری جنید بغداد	کز وے طرفِ کشیرہ بکشاد
یک سوی دگر لطیفۂ پاک	مستور بہ زیر پردۂ خاک
سبطین رسول و زین عباد	پس باقر و صادقِ نکو زاد

این سلسله از طلای ناب است — وین خانه تمام آفتاب است

القصه ابو تراب این است — تفسیر اشارت این چنین است

هر چند غرض درین کرامت — افتاده ز راهِ استقامت

لیکن سر رشتهٔ بجا بود — عشقم به جمال مصطفیٰ بود

گر خاک مدینه می شنودم — در راه نیازِ خواجه بودم

در مدحت حاملان رازش — گفتم همه بود در نیازش

ای خواجهٔ بارگاه سرمد — سر حلقهٔ انبیا محمد

ده ده چه زبان پاک دارم — این راه چه گونه می سپارم

این تنگ بساط در نوردم — هم گردِ زبان خود بگردم

گویم سر و سرورِ من است این — مدّاح پیمبرِ من است این

سبحان الله بلند ذات است
حمّالِ حروفِ عالیات است

سلسلهٔ پیران طریقت رحمة الله علیهم اجمعین

زصدیق و سلمان در قاسم — چو صادق یافت ملک سینه معمور

بدان معنی که آبای کرامش — ذخیره داشت شد نورٌ علیٰ نور

دو در سینه راند صادق سوی بسطام — ولیک از چشم هر بیننده مستور

همان عشوه به ملک خرقان برد — لباس شیرداں پوشیده طیفور

چو شاه خرقان مسند نشین شد — به طوس افگنده بانگ فرشو دور

یکی طوسی نثار افشاں بر آمد — در آن گنجینه شد ناگاه گنجور

زگنجوری به سلطانی در آمد — ز شاهِ گورگان آورده منشور

ولیعهد فریدون بود و جمشید — چراغ قیصر و خاقان و فغفور

ز فرزندان آن مصر ولایت — عزیزی در همه دانست مشهور

Marfat.com

امام وقت ابویعقوب یوسف — حجاب آفتاب و غیرت حور
عزیز مصر را دُرِّ خلعت شد — که خضرش در صدف بود است مستور
نقاب نیستی انگشت در سر — عروسے را که در پرده است منصور
کنوں خلوت کدهٔ سلطان دین است — زمین نجد وان آن منبع نور
چو شاه نقشبند افراشت رایت — فگند از کف قلم مانی و شاپور
به بے نقشی نشان خویش گم کرد — غبار چشم بد افشانده از منثور
جنید و بایزید آورده یکجا — به نسبت جذبه را بنشاده از شور
برآمد ساقی ناگاه سرمست — زبان بگشاد موسی وار بر طور
امانت دار او یعقوب چرخی — که کم بودش نقش غیر مخطور
فرو رفتند در نیل جلالش — فراعین هوا مکشوف و مقهور
گرامی خواجه احرار از وے — خرابات جهان شد بیت معمور
وجود خواجه و انفاس پاکش — نمودارے ز اسرافیل و ناقور

چو عمرش فیض و فردوس لقا بود
هم آخر ختم شد این سعی مشکور

تاریخ تولد برخوردار خواجه عبدالله و برخوردار خواجه محمد عبدالله

که در یک سال سنه ۱۰۱۰ھ متولد شدند سلمهما الله تعالےٰ

در باغ طراوت جوانی — بے برگ گذشت زندگانی
هرگز نه چشیده بوئے فرزند — بودم سروے به سایه خورسند
آخر به برے امید بستم — افتاد شگوفهٔ بدستم
طبعم غزل نشاط می گفت — دیدم ناگه بهار بشگفت
تاریخ شناس تیز بین مرد — بشگفت بهار۔ در خطے آورد
زان ہائے دو چشمهٔ بهارم — بنمود دو دُرِّ شاهوارم ۱۰۱۰ھ

(c) ketabton.com: The Digital Library
Marfat.com

یعنی کہ ہماں دو نورِ باہم | در یک تاریخ گشتہ ظاہر
بالید پس از مرورِ ایّام | در بارِ درخت شد دو بادام
با ایں ظہورِ آں دو گوہر | بگزشتہ چہار ماہ و اکثر
آں گشتہ دریں خرابہ منزل | روز یکم از ربیع اوّل
بود آخرِ عصر کاں یگانہ | افتاد دریں سیاہ خانہ
خورشید گریز بد خوابگاہش | کاینک شب بد روشنی ماہش
انگشت ہلال در دہن بود | کیں شعلہ غریب خور شکن بود
زیں سقف دریچہ ہا کشادند | نظّارگیاں در ایستادند
خود نیز بہ شرق شد گریزاں | کاید بہ پناہِ صبح خیزاں
زیں طرفہ نشاطِ خاطر افروز | شد دامنِ شب چو بہرہ اندوز
قطب از طرفے نفس بر آورد | کاینک بہ تو می سپارم ایں برد
اندر ملکوت غلغل افتاد | کاسلام بہ شکل آدمی زاد
گفتند کہ تہنیت رسانیم | ایمانِ محمدیش خوانیم
در خانۂ کمتریں غلامے | شد بندہ یکے بزرگ نامے
ایں نام خجستہ د ملک زاد | ان شاء اللہ شفیع من باد
بر درگہ خواجہ ام رساند | گوید ز من آں سخن کہ داند
گوید کہ ز سترِ کارم آگاہ | او مفلس و من خزینۂ شاہ
کارش ہمہ گردِ من تپیدن | انسش بخیالم آرمیدن
من بودم و لعبتِ خانہ او | سرگرمی آستانہ او
بیچارہ قلندرے تہیدست | می بود خزینہ دار پیوست
چوں باغ طبیعتش بر آورد | در میوہ جمالِ من اثر کرد
چشمِ ملکی شناخت زادش | زاں روے بدیں لقب نہادش
القصّہ دراں گزشتنِ روز | آمد بزمیں چو بادِ نو روز

(c) ketabton.com: The Digital Library

گردند موذنان اسلام تکبیر اذاں بگوشش اعلام
تا فطرت او ثبات یابد دین ابدیں بر نسیابد
برخیزد ہلا موذنِ غیب در گوش من آر بانگ لاریب
این خستہ بسے نیاز مند است یک اشہد از بست پسنداست
گر یکدم اِلا از تو گیرم واللہ کہ ہماں زماں بمیرم
یک شعلۂ نُور دہ بہ روزم تا خانۂ ماسوا بسوزم
خود را بہ تو باز می سپارم می میرم و شعلہ می گزارم
در غور نیم از من سیہ روز خود شعلۂ خویشتن برافروز
این غم کدہ باد بردہ بہتر این مرگ جلی ستردہ بہتر
اے دوست بحق دوستداری خواہان توام بجاں سپاری
ہاں از تو قدم بناز ماندن از من سبق فراق خواندن
ہجراں تو وصل جاودانی است در پیش تو مرگ زندگانی است
افتد کہ چنیں نہ می ہراسم کز حی علی الصلاۃ نہ می ہراسم
گر حی علی الصلاۃ گوئی ہم خود بہ صلاۃ من بپوئی
در زیر کفن شوم فراہم رشک ہمہ زندگان عالم
من مردہ و دوست در نمازم سبحان اللہ بجود بنازم
افتاد بہ صفحۂ تجلی گویم و ھو الذی یُصَلّی
گردند دو کون مدح خوانم قَدْ اَفْلَحَ ابنی نشانم
این نقش وجود بر تراشم تکبیرے اذاں شنودہ باشم
ہاں اللہ گوئے تا بجوشم اینک چو صدف تمام گوشم
در راہ الہ ار شوم نیست حاجت بسماع اکبرم نیست
در چشم من آں الف عظیم است دانم کہ صراط مستقیم است
من یکدم سرد تام دارم یک رشحۂ حیات کام دارم

Marfat.com

(c) ebooks.com The Digital Library

از رشحه کفایتست این کار ‌‌ ‌ ‌ چون من بردم چه کم چه بسیار
چون در نگری غرض تمام است ‌ ‌ ‌ سر رشته رشحه هم بجام است
گر بحر رسد به تشنه کامی ‌ ‌ ‌ سیرابی اوست هم ز جامی
نی نی علم مقام درویش ‌ ‌ ‌ عالی است ز حرف اندک و بیش
دریای ازل بسی شگرف است ‌ ‌ ‌ سبحانک تبت این چه حرف است
ای لیس کمثله نقابت ‌ ‌ ‌ سر رشته عقل شد بتابت
من جندقهٔ عاقلی دریدم ‌ ‌ ‌ ایمان محمدی گزیدم
از قید تفکرم چه حاصل ‌ ‌ ‌ آن خواجه بس است عقل کامل
من هیچمدان همه گمانم ‌ ‌ ‌ تحقیق ره چنین که دانم
هر چند که خلق ناشناساست ‌ ‌ ‌ گویند که عاقلست و داناست
استادم و دانشم کتابم ‌ ‌ ‌ دانی که من از کدام بابم
طفلم که نخورده شیر مادر ‌ ‌ ‌ افتاده همان بخاک و خون در
نگذشته هنوز پیش سلطان ‌ ‌ ‌ دارم دلکی تمام افغان
گمنامم و کار جمله خام است ‌ ‌ ‌ بسم الله نام من کدام است
نامی نه کزو مرا بخوانند ‌ ‌ ‌ نامی که مرا ز من رهانند
اینجا سر عقل می خورد سنگ ‌ ‌ ‌ هان خامه به اصل قصه زن چنگ
تاریخ یکی چو شد نمودار ‌ ‌ ‌ هنگام تولد دگر آر
افتاده به بحر و بر طلاطم ‌ ‌ ‌ ماه رجب و پگاه ششم
چون صبح رسید آخر شب ‌ ‌ ‌ چون روز ز روشنی لبالب
چون ماه تمام منشرح صدر ‌ ‌ ‌ در ظلمت شب چو ساعت قدر
با نور محبت خدائی ‌ ‌ ‌ در آخر فقر و بی نوائی
با خود جهت کمال آمد ‌ ‌ ‌ خورشید پئی تهجد آمد
در عین شب آفتاب برخواست ‌ ‌ ‌ تا صبح پس شتاب برخواست

Marfat.com

آں شب در معرفت کشودند — تمثال طلسم خود نمودند
خورشید بہ احتجاب خود در — کردند ستارگاں بروں سر
از شعشۂ چراغ بسیار — ایں عرصۂ تیرہ شد نمودار
در دیدۂ شپّراں چو کم زاد — وحدت پس ایں دو کثرت افتاد
چوں سر کشد آفتاب بر من — افتادہ نہ تیرہ و نہ روشن
آں تیرہ بہ قلزم فنا گم — روشن بہ حجاب احتجابا گم
خور نیز حجاب نور دارد — در پردہ چنیں ظہور داد
گر پردہ زروئے خود کشاید — خود نیز باحتجابا در آید
یارب کہ طلسم خود کشائی — ایں طفلک را باو نمائی
خود را بنظام خود گزارد — چوں نخل زدانہ سر بر آرد
چندیں ہمہ آفتاب رفتند — در بحر تو چوں حباب رفتند
ایں قطرہ ہم از شمار ایشاں — در موج خودش مکن پریشاں
باشد کامم ازو بر آید — چوں بینمش از تو یادم آید
بس تشنہ و بس خرابم اے دوست — در حسرت یکدم آبم اے دوست
ہر جا کہ ترشح تو بینم — درالعطش آیم و نشینم
اے بحر طلب بکام من شو — امروز یکے بجام من شو
من جام چہ می کنم گدایم — مشتاق توام دہن کشایم
اکنوں دہنم کشادہ بہتر — بحر سخن ایستادہ بہتر

زیں گفت و شنود حاصلے نیست
حیراں و خموشش بایدم زیست

قطعۂ اوّل

از ساقی نامہ و دوم از تاریخ است

ایں صوت تو عرش آشیانست ۱۹ اسرار عجب درو نہاں است

نه بار کفش نه قید رفتار ۲۰ اوّل قدمش مقام دیدار
ایمان برهنه بادهٔ تو ۲۱ فردوس دل کشادهٔ تو
دوزخ صفتے که از تو دُور است ۲۲ سبحان الله عجیب صور است
من گرچه که آتشیں دماغم ۲۳ از نکهت تو شگفته باغم
اے زاهد خام طبع بیکار ۲۴ خود را گرد دو جرعه می دار
دریائے طبیعت خراست ۲۵ یک قطره ز دُردِ مے تمامت

تاریخ تولد برخوردار خواجه عبدالله و خواجه محمد عبدالله که در یکسال متولد شدند

در باغ طراوت جوانی ۱ بے برگ گذشت زندگانی
هرگز نشنیده بوئے فرزند ۲ بودم سروے بیابه خورسند
در خانهٔ کمترین غلامے ۲۰ شد بنده یکے بزرگ نامے
وین نام خجسته و ملک زاد ۲۱ انشاءالله شفیع من باد
بر درگهٔ خواجه ام رساند ۲۲ گوید ز من آن سخن که داند
گوید که ز دست کارم آگاه ۲۳ او مفلس و من خجسته شاه

تاریخ تولد برخوردار خواجه خُرد و اسمه خواجه محمد عبدالله سلّمه

گل شکرے بوالعجبے دست داد ۱ شکّر هندی گل ترک زاد
بلکه ز کشمیر گلِ زعفران ۲ شد شکر آلودهٔ هندوستان
شاخ گل از باغ ولایت شتافت ۳ از قدح هند شکر آب یافت
شاخ نباتے شد ازیں طرفه فن ۴ اَنْبَتَهُ اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنْ
بلکه نهالے است برون از جهات ۵ آمده در عرصهٔ ایں شاه مات
گرچه فرو رفته دریں نیک مهد ۶ بار وراست از اثر قرب عهد
آمده پس در رحم ایں نیمه خم ۷ ماه رجب بود صباح ششم

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرد قلم سال ولادت رقم
ہاں بشمار آنچہ رقم زد قلم

رباعیات
سلسلۃ الاحرار

۱

سبحان اللہ زہے خدائے متعال — عالی ز تصور و مبرا ز خیال
از نور لطافتش ضمائر مشحون — وز سر سرایتش جہان مالا مال

۲

گو بندہ وجود کون کو نسبت حصول — نورے بجز از کون نکرد است قبول
واللہ کہ دریں پردہ لسان الغیب است — بر طبق قواعد است و بر وفق اصول

۳

بشناس کہ کائنات رو در عدم اند — بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
ویں کون معلق از خیال و وہم است — باقی ہمگی ظہور نور قدم اند

۴

بنگر کرہ درون بیرونش نور — در وے ز نجوم ہمگی بصد نوع ظہور
یابندۂ انواع ظہورش باطن — واں ظاہر در پردۂ وحدت مستور

۵

تکوین دو کون را صلا در دادہ — دانی کہ در عدم چساں بکشادہ
حادث شدہ نسبتے درون ابیض — در بیروں عکس آں عکوس افتادہ

۶

با صورت و حق آئینہ عکس نماست — این است ہمعنیٰ کہ حق را با ماست
ہر صورت در ظہور شرط دگر یست — این نسبت اسباب ازیں رو پیداست

Marfat.com

(c) ketab... The Digital Library

۷

آں کسب کہ نزد ما گشتہ عیاں | در مذہب اہل حق جز ایں ہیچداں
حق موجود است و فنا در مطلق اوست | ویں ہستِ خیال جملہ وہم است و گماں

۸

حادث کہ نباشد بدو آں پایندہ | تاثیر کند بہ حادث آیندہ
سبحان اللہ زہے خیال باطل | ایں است وجودے عدمش زایندہ

۹

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است | از کن فیکون جز ایں روش بس عجب است
کسے کہ وجود او بجز وہمے نیست | نسبت بحق ار کند کسے بے ادب است

۱۰

ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی | زاں ہست کہ بوئے اصل از و میبوئی
معلوم کہ اصل است وجود علم است | جہل است اگر جز ایں روش میپوئی

۱۱

ممکن کہ خرد در حد نیستش بکشاد | در بدو نظر بہ ہستیش فتوی داد
او در ہستی و ہستی اندر وے بود | بیچارہ بہ اشتباہ نامے بنہاد

۱۲

از صفائی مے و لطافت جام | در ہم آمیخت رنگ جام و مدام
ہمہ جام است و نیست گوئی مے | یا مدام است نیست گوئی جام

۱۳

ایں صورت علمیہ کہ در جلوہ گریست | از خال و خطش جمال مقصود بریست
ادراک مرکب است و مرآتش خود است | در روئے ہمہ چشم بودن از بے بصریست

۱۴

در علم دو وجہ است بے شبہ و ریب | یک وجہ بہ شاہد است یک وجہ بہ غیب

Marfat.com

در وجه شاهد همه رنگ است و تمیز   در وجه غیب نه نشان است نه غیب

۱۵

این علم بسیط بی تمیز است و نشان   در ساحت او اره نه این است و نه آن
چون حاصل تازه ندارد نه توان   تحصیل نمود کین محال است عیان

۱۶

از حضرت ذات بهرهٔ استهلاک است   استهلاکی که از تصور پاک است
آن معرفت است نامش ادراک بسیط   آنجا چه محل دانش و ادراک است

۱۷

ادراک بسیط موطن محو و فنا   هر جا هستی است دارد آنجا ماوا
این است تفاوت که دریچ طور قدس   ظاهر شده جفت بعروس وحدت تنها

۱۸

هنگام شعور ازین مقام عالی   هر چند که هست هست دانش خالی
در پردهٔ خود یک ظهوری دارد   این است نتیجهٔ علوم حالی

۱۹

لیکن باید که نور آن باطن پاک   هر لحظه نیفتد ز مقام ادراک
در دیده همین کون حصولی ماند   تا یافت شود نتیجهٔ استهلاک

۲۰

یارب چه کلاییستی بی چاره   کز کوی حقیقت نشود آواره
هستی به کمال قرب از دستور است   کون است حصول در روش سیاره

۲۱

خواهی که جمال غیب در دل یابی   زنهار طلب مکن که مشکل یابی
در ذات حق آنکه آمد باطل   در فکر چنین مشو که باطل یابی

Marfat.com

۲۲

خواہی حق را بہ غیر مظہر بینی بنشیں کہ محال است کہ دیگر بینی
می کوش کہ بے صورت تحقیقے را در مظہر موہوم مصوّر بینی

۲۳

حق نقطۂ جوالہ جہاں دائرہ داں بے دائرہ آں نقطہ نیامد بہ میاں
آں دائرہ صورت علوم نقطہ است واں نقطہ درو بہ جلوہ گشتہ عیاں

۲۴

گر نقطۂ جوالہ بود ذات نقط واں شکل نمود اعتبارات نقط
گردد چہ جہاں کہ تجلیہ مرآۃ حق است خطِ نقط و دائرہ مرآۃ نقط

۲۵

ہر چند کہ دائرہ ز وہم است نمود در نقطۂ عروض دائرہ شد مشہود
گویند کہ در نظارۂ کشف و شہود اعیان ہمہ عارض اند معروض وجود

۲۶

گر نقطہ بجولانگہ خود آئے در بیروں کشد از دائرہ و از خط سر
در ظاہر علم گر کجی در است شود در باطن علمش نہ بود ہیچ اثر

۲۷

ہاں تا نکنی غلط کہ از کم دانی ایں باطن را بروں ز ظاہر دانی
ظاہر بدنے کہ بے خیال روحش ہر چند کنی تخیّلش نتوانی

۲۸

ہر جا ہستی است از نبات است جماد گنجے ز صفات خود درو حق بنہاد
ہستی چو بذات خود علیم است و قدیر از ہست چگونہ علم و قدرت افتاد

۲۹

در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیداست نوعے است کہ قادر و مرید و داناست

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیکن ہر یک پئے تردد گشتند   در ظاہر علم ازین صفتہا یکتاست

۳۰

حق روح جہان انفس و آفاق بدن   چوں نقطہ کہ دائرۂ دارد مسکن
ظاہر در وے ہمہ صفات نقطہ است   مظہر بگزار چنگ در ظاہر زن

۳۱

این ظاہر بے مثل بسان بدن است   وان لیس کمثلہ در وخیمہ زن است
روح است بہ اعتبار اطلاق وجود   گاہے نفس است گہ اویس قرن است

۳۲

ہم بیرنگ است یار و ہم رنگ پذیر   آن لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
این سمع و بصر جز این ندارد دگرے   آن جملہ غنی است و ماسوی جملہ فقیر

۳۳

تنزیہ فقط ز علم سوئے ادب است   از ملتی و سمع صاحب دل عجب است
در ظاہر آیات سبب تشبیہ است   در باطن خود تمام آیات سبب است

۳۴

تشبیہ را کہ بوئے تنزیہش نیست   در اکثر تنزلات توجیہش نیست
این نکتہ ز قسمیان مشر باید   سہل است و در وز اگرچہ تنبیہش نیست

۳۵

چوں ظاہر علم پردۂ مقصود است   وین وحشت خیال سر بسر نابود است
از نقش وسے بسوئے بینقش گریز   وانگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است

۳۶

ہر حسن تو مہر بیست ز انبار نقوش   شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
بر خیز و جمال نقشبندے بطلب   کاسان شودت شکست بازار نقوش

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

۳۷

چوں نقش نہادہ رُخ نہ بے نقش آری — زاں لوحِ وجود نسخہ بر داری
نُور بیرنگ ترجمانش گردد — زنہار کہ دل بہ ترجماں نہ سپاری

۳۸

آں بے رنگے چو پرتو انداز شود — بس رازِ نہفتہ را غمّاز شود
ہر جا نوریست بر کشد جسمانہ بخود — وانگہ بے انکشاف ہر راز شود

۳۹

گویند کہ چوں رسد نذتی بہ کمال — گردد دو جہاں ز ترجماں مالامال
چشم از ہمہ سو سرمۂ مازاغ کشد — گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

۴۰

ممکن ز تنگنائے عدم ناکشیدہ کام — واجب بہ جلوہ گاہ عیاں نانہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقش غریب چیست — بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

۴۱

اے گشتہ بہر نمود بیہودہ گرد — ایں است مقام کنتُ سمعہ بشنو
در تست نمود کہ بس بے طرف است — بنشیں و بہر طرف مشو در تگ و دو

۴۲

یک لحظہ سرے بہ جیب ہستی در کش — حرف اُنا گوئی را خطے بہ سر کش
گر مرد رہی بہ نامرادی خو کن — یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

۴۳

ایں سکہ کہ من زدم بنام فقر است — وین روشنی از نور تمام فقر است
برخیز رہ خواجۂ احرار بگیر — کاں راہ ز سرحد مقام فقر است

۴۴

آمد چو رباعی بہ چہار از عشرات — خامش شدہ خامہ و دہن بستہ دوات

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

ما ہم سخنے را کہ بہ شرحش گفتیم — کردیم تمام بر محمد صلوات

۴۵

اندیشہ چو اربعین خود بُرد بسر — در تفرقہ اش چو اہل ظاہر منگر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان — در ہر شانے نبے نشاں دادہ خبر

۴۶

اے خواجہ دریں نامہ بسے اسرار است — فہمش ز مقید خرد دشوار است
از کون و مکاں بقید انش فرد ند — مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

۴۷

در راہ خدا جملہ ادب باید بود — تا جاں باقی است در طلب باید بود
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند — گم باید کرد و خشک لب باید بود

۴۸

بد مست من امشب چو مستانہ است — غم ہمچو ہلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند — وے شب بنشیں کہ فتنہ برخاستہ است

۴۹

صحرا نشیں ز سیل حذر کن کہ آستیں — تر می کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم بہ باغ تو کز یک نسیم لطف — نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

فردہا

از تو اے بیرنگ با چندیں صور — ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر

من از محیط محبت نشاں ہمی دیدم — کہ استخوان عزیزاں بہ ساحل افتادہ است

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

می گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ زکمیں ۳ عالم آشوب نگاہے سرراہم بگرفت

بغیر آنکہ بہ روز سیاہ خود گرید دگر ز دیدۂ باقی چہ کار می آید

مندرجہ ذیل تین رباعیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱

آنجا کہ کمال کبریاے تو بود عالم نمے از بحر عطاے تو بود
مارا چہ حد حمد و ثناے تو بود ہم حمد و ثنایم نہ سزاے تو بود

۲

من کیستم اندر چہ شمارم چہ کسم با ہمرہیئے سگانش باشد ہوسم
در قافلۂ کہ اوست دانم نہ رسم این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

۳

جانا بقمار خانہ رندے چند اند با مردم کم عیار کم پیوندند
رندے چند اند کس نہ داند چند اند بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

گاہ خورشید و گہے دریا شوی ۱ گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی

تو نہ آن باشی نہ این در ذات خویش ۲ اے بروں از وہم ہا در پیش بیش

ما کئیم اندر جہان پیچ پیچ ۳ چوں الف او خود ندارد ہیچ ہیچ

در لیقا گفت نہ دانستم ہمی پنداشتم دانم ۴ ازیں پندار گونا گون زیں دانش پشیمانم

Marfat.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library